

بفیض روحانی: تاجدار اہل سنت، شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم قدس سرہ

مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا کافران سے کیا پھر اللہ ہی سے پھر گیا
واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے یوں نہ فرمائیں تیرے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھو میں مچیں وہ مومن صالح ملا فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا
(سرکار اعلیٰ حضرت)

تذکرہ

خلیفہ حضور بدر ملت

مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قادری

مع

حرین شریفین اور نجدی، وہابی

مرتب

مولانا عبیدالرضا عرف محمد شاہ عالم نوری

بانی مدرسہ اہل سنت گلشن بدر رضا، حسام پور، بنگھسری، بلراپور، یوپی

ناشر

خانقاہ قادریہ رضویہ بدریہ

پنجابی چال، نزد مدینہ مسجد، کیلاش نگر، امبر ناتھ ویسٹ، ضلع تھانہ (مہاراشٹر)

Mobile 7875336780, 9730501567

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب : تذکرہ خلیفہ حضور بدر ملت

مرتب : مولانا عبیدالرضا عرف محمد شاہ عالم نوری

بانی و استاذ مدرسہ اہل سنت گلشن بدر رضا، رضا نگر، حسامپور،
پوسٹ بنگھسری ضلع بلراپور (یوپی)

پروف ریڈنگ : مولانا محمد حامد رضا صاحب قادری رضوی

استاذ مدرسہ غوثیہ بدر العلوم بہرائچ شریف، یوپی
انوار رضا قادری، امجدی، رفیع گنج، اورنگ آباد

کمپوزنگ : مولانا قاری محمد تحسین رضا

دارالعلوم فیضان مصطفیٰ، لکھنؤ 9208355601

تعداد : ۱۱۰۰

سن طباعت : محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ستمبر ۲۰۲۰ء

ناشر : خانقاہ قادریہ رضویہ بدریہ، امبر ناتھ، تھانہ، مہاراشٹر

کتاب ملنے کے پتے

(۱) بدر ملت کتاب گھر، مقام رضا نگر، حسامپور، پوسٹ بنگھسری، ضلع بلراپور 7081551930

(۲) حافظ ملت کتاب گھر، سرائے پھانگ، ضلع بلراپور 9935898113

(۳) نعیمی بک ڈپو، نزد نوری مسجد، چکڑوا، ضلع بلراپور، یوپی 8853366046

(۴) فیضی بک ڈپو، بڑھتی پور و بازار، پوسٹ تہنیاں، ضلع بلراپور، یوپی 7310136814

(۵) غلام حسن قادری جنرل اسٹور آزاد گریڈیوٹ بیہ ضلع بکارو 9031914037

(۶) قادری منزل محلہ بابو گنج رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار) 9764135477

بظن روحانی

سند المحققین، رئیس الاقویاء، بدر العلماء خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند
وحضور شیر بیشہ اہل سنت پہلی بھیتی، تلمیذ حضور حافظ ملت مبارکپوری،
حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ بدر الدین احمد قادری رضوی نوری
گورکھپوری ثم بڑھیاوی علیہ الرحمۃ والرضوان



شرف انتساب

ہم اپنی اس حقیر ترتیب کو ہادی شریعت، رہبر طریقت، ناشر سنیت، کاسر
وہابیت، شیدائے سرکار اعلیٰ حضرت، خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند نوری، بریلوی،
شاگرد حضور بدر ملت، مرشد برحق، صوفی باصفا حضرت مولانا الحاج الشاہ صوفی لعل
محمد صاحب قبلہ قادری، برکاتی، نوری، مدظلہ النورانی وسجادہ نشین آستانہ خلیفہ حضور
سید العلماء مارہروی، سیدی، مرشدی حضور حکیم الشاہ علامہ محمد حنیف ابن محمد حسن
المعروف بہ سرکار بدر الہدیٰ قادری، برکاتی کانپوری ثم بارہ بکنوی علیہ الرحمۃ
والرضوان (وفات ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ) موضع چمن شاہ کٹھوری (مرشد
آباد) پوسٹ صفدر گنج، ضلع بارہ بکنی، یوپی کی بارگاہ میں بطور نذر پیش کرتے ہیں۔
جوشیدائے سرکار نائب رسول حضرت علامہ سید خواجہ رحمت اللہ رحمت آبادی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

جو مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخلص
ہمدرد اور سچے ترجمان ہیں۔

جو بانی مدرسہ اہل سنت قادریہ رضویہ سید العلوم، موضع چمن شاہ کٹھوری (مرشد
آبادی) ہیں۔

جن کی ذات بابرکات سے بارہ بکنی، فیض آباد و ضلع بلراپور و دیگر اضلاع
وصوبجات کے ہزاروں مسلمانوں کے دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لازوال
دولت سے سرشار ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ ٹھوس اور کھری سنیت کی نعمت سے مشرف

ہو کر وہابیت، دیوبندیت اور صلح کلیت کے فتنہ سے محفوظ ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔
جن کے تصلب فی الدین و اتباع شریعت کی تعریف میں علمائے اہل سنت
و شعرائے ملت رطب اللسان رہتے ہیں۔

بتادو مسلک احمد رضا سے جلنے والوں کو
کہ اس جھنڈے سے اونچا کوئی جھنڈا ہو نہیں سکتا
ہر وہابی، دیوبندی، صلح کلی سے بچا
میرے مرشد حضرت لعل محمد پیر کامل رہنما کے واسطے

آپ کا کفش بردار اور قدم بوس
عبید الرضا عرف محمد شاہ عالم نوری

قیمتی باتیں

زمین والوں پر سب سے بڑا رحم و کرم یہی ہے کہ ان کو مسلمان کر کے
ابدی عیش و راحت اور دوامی حقیقی صحیح مفید واقعی نعمت آزادی کامل سے
دارین میں کامیاب اور بہرہ مند بنا دیا جائے۔ بدوں کے ساتھ نیکی
کرنا درحقیقت نیکیوں پر ظلم ہے۔ حضور بدر ملت تحریر فرماتے ہیں جس
علم کے ذریعہ انسان کو اسلامی عقیدوں اور حلال و حرام کی باتوں سے
آگاہی ہوتی ہے اسے علم دین کہا جاتا ہے۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	فدائے بدر ملت	۹
۲	آئینہ حیات	۱۳
۳	آپ کے مخصوص اساتذہ کرام	۲۰
۴	دینی خدمات کی ابتداء	۲۱
۵	آپ کو خلافت و اجازت	۲۳
۶	اورادو وظائف و نقوش کی اجازت	۲۴
۷	سند اجازت و خلافت	۲۵
۸	آپ کے خلفاء	۲۶
۹	بیعت کرنے کا طریقہ	۲۷
۱۰	آپ کو جن اکابر کی زیارت نصیب ہوئی ان کے اسماء	۲۸
۱۱	عقد مسنون	۳۰
۱۲	اولاد و امجاد	۳۰
۱۳	سفر حج و زیارت	۳۱
۱۴	اشاعتی سرگرمیاں	۳۵
۱۵	وہابیوں سے نکاح، ان کا ذبیحہ نیز ان کے جنازہ کا شرعی حکم	۳۹
۱۶	جماعت اسلامی کے بانی مسٹر مودودی کی کفری اور گمراہ کن عبارتیں	۴۱
۱۷	زکوٰۃ عشرہ ادا کرنے والوں پر آخرت میں دردناک عذاب	۴۵
۱۸	جاندار کی تصویر کا شرعی حکم	۴۸
۱۹	آپ کے نام علمائے اہلسنت کے مکاتیب	۵۱

۲۰	آپ کی حق گوئی و بیباکی	۵۹
۲۱	شاہجہانی مسجد اجیر مقدس میں آپ کی حق گوئی	۵۹
۲۲	نائیگاؤں بازار کے پولیس اسٹیشن میں آپ کی فتح مبین	۶۶
۲۳	قصبہ رفیع کنج کے مختصر حالات اور آپ کا ورود مسعود	۷۰
۲۴	رفیع کنج میں وہابیوں کا آپ پر خطرناک حملہ	۷۲
۲۵	سرکار اعلیٰ حضرت کے پند و نصیحت کی آخری مجلس	۸۰
۲۶	قدیم سنی مسجد رفیع کنج کے سابق امام کا اعلان عام	۸۲
۲۷	ڈاکٹر جمال احمد قادری ہدائی سے قدیم سنی مسجد کا اقرار نامہ	۸۳
۲۸	مسجد قادریہ رضویہ کے لیے وصیت نامہ	۸۴
۲۹	صوبہ بہار بالخصوص رفیع کنج میں خلاف شرع رویت ہلال کا فتنہ	۸۵
۳۰	مسئلہ رویت ہلال پس منظر اور پیش منظر	۸۸
۳۱	عبید الرضا نوری کو اجازت و خلافت	۱۰۸
۳۲	عبید الرضا نوری کو نقوش و تعویذ کی اجازت	۱۰۹
۳۳	صوفی صاحب کے مکتوب عبید الرضا نوری کے نام	۱۱۰
۳۴	انا للہ وانا الیہ راجعون کے برکات	۱۱۸
۳۵	گلہائے عقیدت	۱۱۹
۳۶	تاج الشریعہ اور بدر العلماء	۱۲۴
۳۷	بدرملت کا انداز تعلیم و تربیت	۱۴۴
۳۸	حضور بدرملت اور ایک شرعی مسئلہ کا حل	۱۴۵
۳۹	بدرملت کا کشف باطنی اور روز زمین سے نیچے کی تلقین	۱۴۷
۴۰	مکتوب بنام عبدالجبار صاحب	۱۴۹
۴۱	حریم شریفین اور نجدی وہابی	۱۵۱

۴۲	”مسئلہ مرغوب“ پر ہندوستان کے مشاہیر علماء کرام کی آرا	۱۵۱
۴۳	نجدی حکومت اور اس کے کارندوں کے ظلم و ستم کی داستان	۱۷۲
۴۴	خدا و رسول اور پیشوایان حق کے فرامین	۱۸۴
۴۵	قیمتی ارشادات	۱۸۵
۴۶	ایک اندوہ ناک خبر جس سے اکثر اہلسنت نا آشنا ہیں	۱۸۶
۴۷	ایک وہابی کے سوال کا ایمان افروز جواب	۱۸۷
۴۸	تبلیغی جماعت کے متعلق اہم فتویٰ	۱۸۸
۴۹	غلطی کو غلطی ماننا حق پسندی ہے	۱۸۹
۵۰	رافضیوں کے عقائد اور ان کا شرعی حکم	۱۸۹
۵۱	حضور محدث کبیر کا ایک اہم فتویٰ	۱۹۳
۵۲	تصدیق و تائید	۱۹۶
۵۳	علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے کچھ اہم فتاویٰ	۲۰۲
۵۴	مکتوب اعلیٰ حضرت کا کچھ حصہ	۲۰۴
۵۵	ایک ایمان افروز تحریر	۲۰۶
۵۶	شاہ علم الہدیٰ قادری کے انمول ارشادات	۲۰۷
۵۷	تفسیر صوفیانہ از قرآن مقدس	۲۰۹
۵۸	پردہ کا شرعی حکم	۲۱۳
۵۹	پردہ جنتی نعمت ہے	۲۱۴
۶۰	ارشادات سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۱۶
۶۱	قابل عمل قیمتی ارشادات	۲۱۷
۶۲	مبارک خواب	۲۱۹
۶۳	آپ کا توبہ اور عہد نامہ	۲۲۰

۷۸۶

۹۲

فدائے بدرملت

از: فاضل بغداد مولانا انیس عالم صاحب قبلہ قادری رضوی سیوانی، لکھنؤ
صوفی با صفا، پیر طریقت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، مولانا صوفی عبدالصمد
صاحب قادری رضوی نوری ماشاء اللہ ثم الحمد للہ اہل سنت و جماعت کے نہایت
سرگرم، مخلص اور وفائیکش داعی و مبلغ ہیں بلکہ کام کی مشین ہیں، یہ کبھی خاموش نہیں
بیٹھتے، جہاں رہتے ہیں کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں، زبان و قلم سے اپنی استطاعت
کے مطابق سنت و شریعت کی خدمت انجام دیتے رہتے ہیں، ان کی سب سے بڑی
خوبی یہ ہے کہ جو باتیں یہ کہتے ہیں ان پہ ان کا عمل بھی ہوتا ہے، یہ نہیں کہ باتیں لمبی
چوڑی اور اپنا عمل کچھ بھی نہیں، یہ فیض ہے حضور بدرملت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت
علامہ مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ کی صحبت و شاگردی کا،
حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی واقعہ سنت کے مطابق گذرتی تھی اور وہ اپنے تلامذہ اور
مریدوں کو ہمیشہ واسطہ اور بالواسطہ ہر طور پر نصیحت و یاد دہانی کراتے رہتے تھے کہ
خلاف شرع کوئی قدم نہ اٹھے، یہی وجہ ہے کہ ان کے وصال کو تقریباً اسی سال کا
عرصہ گزر گیا لیکن آج بھی ان کے صحبت یافتہ افراد میں ان کی زندگی کے نقوش ملتے
ہیں اور اگر کوئی شخص ان کا مرید و خلیفہ یا شاگرد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے پھر بھی آزاد
خیال یا آزاد روش ہے تو سمجھ جائیے بڑا کم نصیب و نامراد ہے، صوفی صاحب نہایت
سادہ مزاج، صاف گو، حق پسند اور متصلب آدمی ہیں، بدلتے ماحول اور بگڑتے
حالات میں بھی ان کا نصب العین اور طرز عمل مذہب و مسلک کا نمائندہ ہے، صوفی

صاحب جو باتیں نشر کرتے ہیں یا کہتے ہیں ان پر خود بھی عمل کرتے ہیں اور اپنے گھر
والوں، رشتہ داروں اور متعلقین کو بھی مسلسل تلقین کرتے رہتے ہیں۔

یہ راقم ان کے متعلقین سے واقف ہے صوفی صاحب کی کاوشوں سے ان کے
ملنے جلنے والوں میں کچھ نہ کچھ صوفی صاحب کا رنگ نظر آتا ہے اور جو سب سے بڑی
بات ہے وہ یہ کہ سب کے سب وہابیوں، دیوبندیوں اور صلح کلیوں سے سخت بیزار
اور اہل سنت کے عقیدے پر ثابت قدم ہیں، صوفی صاحب مدظلہ العالی جہاں کہیں
رہے انہوں نے کبھی اپنا وقت ضائع نہیں کیا بلکہ اپنا فرض نبھاتے رہے، ایک عالم
اور مذہبی شخص کا جو فرض اور منصب ہے اس پر کاربند رہے، نماز وغیرہ کی سفر و حضر
میں مکمل پابندی مزید اور ادو وظائف اور سنت و نوافل کا بھی اہتمام، بزرگوں کا ذکر
خیر اور ان کے نصائح کی ترویج و اشاعت موصوف کی زندگی کا حصہ ہے، آپ نے
اپنی کوششوں سے تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی نمایاں کارنامہ انجام دیا، یہ
نہیں کہ کتابیں چھپوا دیں بلکہ ان کو عوام و خواص تک پہنچانے کا بھی بھرپور اہتمام کیا،
آپ کی کاوشوں کے سبب بالخصوص حضور بدرملت علیہ الرحمہ کے حوالہ سے ایک بڑا
اثاثہ قوم کو ملا، بدرملت کے فتاویٰ کی ترتیب و تہذیب و اشاعت، مضامین بدرملت،
مکتوبات بدرملت وغیرہ جس اہتمام اور خوبی سے آپ نے یکجا کیا، علمائے عصر سے
تا اثرات لکھوائے اور پھر اسے لوگوں تک پہنچانا کوئی معمولی کام نہیں، بلکہ میں تو یہ کہتا
ہوں کہ خاص کر بدرملت کے حوالے سے آج جو کچھ ہمیں پڑھنے اور جاننے کو مل رہا
ہے اس کا بیشتر حصہ صوفی صاحب کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

صوفی صاحب کی ایک اور اہم خصوصیت ہے وہ یہ کہ بڑے منکسر المزاج اور
شفقت نواز ہیں، جہاں بڑوں کا احترام فرماتے ہیں وہیں اپنے معاصرین اور
اصاغر پر کرم نواز ہیں۔

جسے حق سمجھتے ہیں اس کے اظہار و اعلان میں تا مل نہیں برتتے حق بات بولنے میں کسی کی رعایت نہیں کرتے، گذشتہ سال جب ادارہ شریعہ پٹنہ کے مفتی حسن رضا صاحب نے بغیر تصدیق شرعی کے اعلان عید کیا تو موصوف نے مرکز اہل سنت بریلی شریف مرکزی دارالافتا سے علامہ مفتی افضال احمد رضوی صاحب اور جامعہ منظر اسلام کے مفتی علامہ مفتی سید کفیل ہاشمی صاحب اور دیگر مفتیان کرام سے فتوے لکھوائے اور اسے عام کیا تا کہ لوگ اس طرح کے غلط اعلانات سے احتیاط برتیں اور عوام کسی غلط فہمی کے شکار نہ ہوں۔

یہ حقیر ان سے اس وقت متعارف ہوا جب انہوں نے از خود آئینہ صلحکلیت کی اشاعت کے لیے رابطہ کیا اس وقت آپ ناندیڑ مہاراشٹر میں خدمت دین پر مامور تھے، آپ نے اپنے طور پر آئینہ صلحکلیت کی اشاعت میں نمایاں حصہ لیا، ان کے موجودہ وطن رفیع گنج بہار بھی کئی دفعہ جانے کا اتفاق ہوا، ہر موقع پر انہیں یکساں پایا، ان کے متعلقین اور گھر کے افراد سب مذہب و مسلک کے معاملہ میں بڑے مخلص و متضرب نظر آئے، صوفی صاحب کے نہایت عزیز اور حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے عقیدت کیش حضرت مولانا عبید الرضا عرف شاہ عالم صاحب نوری مدظلہ العالی نے صوفی صاحب کے تعلق سے ایک کتاب مرتب کی ہے، میں نے سرسری طور پر کتاب دیکھی، بطور ذکر و نصیحت کے کتاب کو بہتر اور مفید پایا، صوفی صاحب کی خواہش تھی کہ چند سطریں میں اس کتاب کے لیے لکھ دوں بہر حال آپ کے اصرار اور خواہش پر یہ ٹوٹی پھوٹی چند لائنیں حاضر ہیں، میں نے جو لکھا ہے یہ کچھ نہیں، جو حضرات صوفی صاحب کو جاننا اور پرکھنا چاہتے ہوں ملاقات کر کے دیکھیں خود اندازہ ہو جائے گا کہ موصوف کتنے نیک طبیعت سادہ لوح اور بزرگوں کی بارگاہ کے سعادت یافتہ ہیں، بات بات پہ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم، شیر پیشہ سنت اور بدر ملت

علیہم الرحمہ کی بات کرتے ہیں، تمام اختلافی مسائل میں جانشین حضور مفتی اعظم، نبیرہ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور شہزادہ صدر الشریعہ محدث کبیر علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری مدظلہ العالی وقائد اہل سنت موجودہ قاضی القضاۃ علامہ مفتی محمد عسجد رضا خاں صاحب قبلہ جانشین تاج الشریعہ کے مکمل حامی، مؤید و ناشر ہیں، غرضیکہ بالکلیہ اپنے مرکز کے مبلغ و ناصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ صوفی صاحب کی عمر اور خدمات میں برکتیں عطا فرمائے، آمین۔ اور مولانا شاہ عالم نوری صاحب کی اس کاوش کا بدلہ دارین میں عطا کرے، اپنے محبوبوں کے طفیل ہم سب کو ایمان اور مذہب اہل سنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر ثابت قدم رکھتے ہوئے ایمان پر خاتمہ فرمائے، آمین بجاہ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم و بطفیل و ابنہ الغوث الاعظم الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاه عنا

فقط

(مولانا) انیس عالم سیوانی لکھنؤ

یکے از غلامان تاج الشریعہ

۲۹ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۲ جون ۲۰۲۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آئینہ حیات

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ الفخیم
مجاہد سنیت، صوفی باصفا پیر طریقت حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب
قادری رضوی نوری صوبہ بہار کے ضلع گیا تحصیل اورنگ آباد سے تقریباً ۱۱۱/۱۱۱ کیلو
میٹر شمال مشرقی سمت ایک گاؤں بیلی منجھار (جو تقریباً دو ڈھائی سو گھروں پر مشتمل
ہے) میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے ۱۶/۱۵ سال بعد تک مذکورہ گاؤں ضلع
گیا میں شمار ہوتا تھا، قصبہ اورنگ آباد کے ضلع بننے کے بعد اب یہ گاؤں اورنگ
آباد میں آتا ہے۔ آپ اپنے آبائی وطن میں عمر کے بیسویں سال تک مقیم رہے۔
دیہات ہونے کے سبب دینی اور مذہبی ماحول کے فقدان اور دیگر سہولیات زندگی کی
عدم فراہمی کی وجہ سے قصبہ رفیع گنج ضلع اورنگ آباد میں زمین خرید کر مکان تعمیر کرایا
اور رفیع گنج کو وطن ثانی بنایا۔ مکان کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد افتتاحی تقریب میں
شرکت کے لیے اپنے استاذ گرامی اور مرشد اجازت حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ کو
مدعو کیا اور حضرت قبلہ تقریباً چار سو کیلو میٹر سفر فرما کر تشریف لائے اور محفل میلاد
شریف میں آپ کا ایمان افروز خطاب ہوا۔ اور نئے مکان کا افتتاح فرمایا۔ دو تین
روز قیام فرمانے کے بعد حضرت قبلہ بنارس ہوتے ہوئے مدرسہ غوثیہ کے لیے روانہ
ہو گئے۔ جاتے وقت حضور والا نے محسوس فرمایا کہ میزبان کو ابھی میرے قیام سے
متعلق تشنگی باقی رہ گئی ہے، اس لیے حضرت قبلہ نے آپ کو امید دلایا کہ ان شاء اللہ
تعالیٰ موقع پا کر پھر آؤں گا۔ تقریباً دو سال کے بعد ۱۴۱۱ھ تعطیل کلاں کے موقع پر
اواخر شعبان میں تشریف لائے اور غالباً ۶ شوال کی شب میں مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے

لیے روانہ ہوئے تقریباً ۴۰ روز تک قیام فرمایا اور اپنے فیوض و برکات سے اپنے
شاگرد رشید کو مالا مال فرمایا۔

حضور والا کے مشورے سے قصبہ رفیع گنج کو وطن ثانی بنانے کے ساتھ ہی
ساتھ یہاں ایک دینی ادارہ کی بنیاد رکھ کر اس کی تعمیری، تعلیمی اور تبلیغی ترقی کے لیے
انتھک کوششوں کا مظاہرہ کرتے رہے اور کئی سال تک اس دینی ادارے کی خدمت
انجام دیتے رہے پھر مدرسے کے کچھ لوگوں سے عدم موافقت کے باعث ادارہ ہذا
سے الگ ہو گئے۔ انہیں ایام میں حاجی توفیق صاحب رضوی کی دعوت پر مدرسہ گلشن
رضا کولمبی ضلع نانڈیڈ مہاراشٹر کے لیے دینی سفر طے کیا اور وہاں تقریباً ۱۶/۱۷
سال تک خدمت دینی انجام دیتے رہے۔
پیدائش:

۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۵۶ء سنچر کے دن بیلی
منجھار حالیہ ضلع اورنگ آباد، بہار میں پیدا ہوئے۔
نام و نسب:

مولانا عبدالصمد بن غلام یسین انصاری بن غلام محمد بن جواہر علی بن امامن
میاں بن دانی میاں غفر اللہ تعالیٰ لہم بجاہ رسولہ الاکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ وازواجہ وبارک و شرف و کرم
خاندانی حالات:

بفضلہ تبارک و تعالیٰ آپ کے آباء واجداد اپنے علاقہ کے مشہور و معروف
زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور دینی و دنیوی اعتبار سے بڑے گھرانوں میں
شمار کئے جاتے تھے، اور لوگوں میں اچھا خاصہ اثر و رسوخ رکھتے تھے، اہل سنت
و جماعت کے عقیدے پر قائم رہ کر بزرگوں اور دین دار لوگوں سے رشتہ جوڑے

رہے اور ابتدائی دینی تعلیم کے لیے معلم اور مکتب کا انتظام گاؤں میں آپ کے آباء و اجداد کے زمانے تک رہا، جس میں گاؤں کے بچے آکر پڑھا کرتے تھے۔ پورا گھر صوم و صلوة کا پابند تھا، گھر میں نیاز فاتحہ اور میلاد شریف کا انعقاد انتہائی عقیدت و محبت سے ہوا کرتا تھا۔ آبا و اجداد کا سلسلہ بیعت دیوہرا شریف کے پیران کرام سے تھا۔ اور ہوش سنبھالنے پر بچہ تعالیٰ اپنے والدین، دادا، دادی وغیرہ کو مذہبی رنگ میں پایا۔
تعلیم:

آپ کی اردو اور قرآن شریف وغیرہ کی تعلیم مولوی سجاد صاحب جو قبضہ رفیع گنج کے اطراف کنور بیگہ کے رہنے والے تھے، ان سے ہوئی، مولوی موصوف کو آپ کے والد بزرگوار خاص کر آپ کے لیے اور گاؤں کے چھوٹے بچوں کی دینی تعلیم کے لیے مکتب میں مقرر کیا تھا۔
تعلیم کا شوق:

آپ مکتب کی تعلیم ختم کرنے کے بعد شوال ۱۳۸۷ھ مطابق جنوری ۱۹۶۸ء مدرسہ اسلامیہ شہر اورنگ آباد میں وسطانیہ اول میں داخلہ لے کر فارسی عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھنا شروع کئے، خدا کے فضل سے خوب لگن کے ساتھ دو سال وہاں تعلیم حاصل کی اور سالانہ امتحان میں بفضلہ تعالیٰ و بعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پورے مدرسہ میں اعلیٰ نمبر سے کامیاب ہوئے، ادارہ والوں نے کچھ کتابیں بھی آپ کو انعام میں دیں۔

پھر کچھ حالات اور زمانہ کے پیش نظر شوال ۱۳۸۹ھ مطابق جنوری ۱۹۷۰ء رفیع گنج ہائی اسکول کے ساتویں درجے میں گھر والوں نے آپ کا داخلہ دلوا دیا، اور گیارہویں درجہ تک تعلیم حاصل کیا مگر انگریزی لباس فل پیٹ وغیرہ استعمال نہ کئے اور بفضلہ تعالیٰ نماز پنجگانہ کی پابندی اسکولی ماحول میں بھی کرتے رہے، اور

مدرسہ شرفیہ عماد پور کے اساتذہ کی صحبت میں وقت گزارتے رہے، بفضلہ تعالیٰ و بعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اللہ پاک کے مقدس کتاب قرآن شریف کی تلاوت سے آپ شوق رکھتے اور ترجمہ قرآن پاک بھی پڑھتے تھے، ایک روز سورہ یسین شریف اَلْیَوْمَ نَخْتُمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَیْدِيهِمْ کے ترجمہ پر پہنچے دل میں خوف الہی پیدا ہوا اور مزید دینی تعلیم کا شوق پیدا ہوا مگر گھر والوں کے دباؤ کو مد نظر رکھتے ہوئے گیارہویں درجہ تک اسکولی تعلیم حاصل کی، ٹیسٹ کے امتحان میں اپنے درجہ میں فرسٹ نمبر سے پاس ہوئے، صفر ۱۳۹۲ھ مطابق مارچ ۱۹۷۵ء میں اورنگ آباد بہار کے گیٹ اسکول میں جا کر میٹرک بورڈ کا امتحان دیا اور بفضلہ تعالیٰ اچھے نمبر سے کامیابی حاصل کی، اس کے بعد گھر والوں نے کالج میں داخلہ کرنا چاہا لیکن آپ نے کالج میں داخلہ لینے سے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ کالجوں میں لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ پڑھتے ہیں اور میں ایسے ماحول میں ہرگز نہیں جاسکتا، رنگین ماحول سے دل برداشتہ ہو کر گھر پر رُک گئے اور تین سال تک پوری محنت اور لگن کے ساتھ کھیتی باڑی کا کام کراتے رہے، جس سے کھیتی باڑی میں کافی ترقی ہوئی۔ کھیتی باڑی کے کام میں مشغول ہونے کے باوجود بفضلہ تعالیٰ نماز روزے کے پابند رہے، اسی بیچ میں تقریباً ۱۸ سال کی عمر میں پہلی حاضری عرس سرکار خوجہ غریب نواز اجمیر مقدس اور دہلی کے مشائخ کی بارگاہوں میں ۱۳۹۲ھ مطابق جولائی ۱۹۷۵ء میں ہوئی، واپسی کے بعد ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۹۷۷ء تک گھر پر رہ کر زراعت کے کام کراتے رہے اور اسی بیچ مرید ہونے کا خیال دل میں پیدا ہوا لہذا ۱۴/ رجب المرجب ۱۳۹۷ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۷۷ء بعد نماز ظہر رضا مسجد بریلی شریف حاضر ہو کر غوث زمن شہزادہ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت سرکار حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے نوانی ہاتھوں پر ہاتھ دے کر سلسلہ عالیہ قادریہ، نوریہ، رضویہ

میں بیعت کا شرف حاصل کئے اور شجرہ وغیرہ دفتر سے حاصل کرنے کے بعد رات کو پیر و مرشد کے مہمان خانہ میں قیام کیا اور رات کے وقت محفل پاک منعقد ہوئی جہاں سرکار مرشد برحق جلوہ فرما تھے، حاضری کا شرف حاصل کیا اور صبح تقریباً ۱۱ بجے حضور آقائے نعمت مرشد برحق سے اجازت لے کر اپنے وطن بیلی منجھار واپس آ کر کھیتی باڑی کے کام میں لگے رہے، جب دھان کی فصل کٹنے کا وقت آیا تو کھیت جوتنے والے کئی عدد قیمتی جانور اچانک یکے بعد دیگرے مر گئے اور کچھ دیہاتی کفری ماحول سے تنگ آ کر آپ نے عزم مصمم کر لیا کہ اب بریلی شریف سرکار اعلیٰ حضرت اور مرشد برحق کی بارگاہ میں حاضر ہو کر علم دین حاصل کرنا چاہئے، بفضلہ تعالیٰ ۲۷ محرم ۱۳۹۸ھ مطابق ۸ جنوری ۱۹۷۸ء کو گھر سے بمشکل اپنے والدین اور اہل محبت سے اجازت لے کر سخت سردی میں بریلی شریف کے لئے روانہ ہو گئے اور سرکاروں میں حاضر ہو کر دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ لیا، قیام کے لیے بریلی شریف سے ۴۳/۴ کیلو میٹر کے فاصلہ پر ایک گاؤں ملک، جہاں کے باشندے بابو میاں خادم حضور مفتی اعظم تھے اسی گاؤں میں مسجد کی خدمت قبول کر لی، روز صبح ناشتہ کر کے منظر اسلام آتے اور روزانہ پیدل چل کر واپس جاتے، راستے میں تسہیل المصادر اور میزان منشعب وغیرہ کتابیں زبانی یاد کرتے رہتے، یہاں تک کہ جمعہ کو بھی سرکار مرشد برحق حضور مفتی اعظم کی زیارت کے لئے حضور والا کے کاشانہ اقدس اور رضا مسجد میں حاضری دیتے، اور حضرت کے ساتھ نماز باجماعت میں شریک ہوتے، یہ سلسلہ شعبان ۱۳۹۸ھ تک جاری رہا پھر اواخر شعبان میں برسات کا موسم شروع ہوتے ہی آپ کی طبیعت خراب ہو گئی اس درمیان حضور مرشد برحق کے دولت کدہ پر قیام کرنے کا موقع میسر آیا اور مستقل سرکار اعلیٰ حضرت کے آستانہ عالیہ پر حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے، مسجد کی خدمت کرتے اور

سرکار اعلیٰ حضرت کے مزار اقدس کے قریب میں ایک حجرہ تھا کبھی کبھی دن یا رات میں وہیں آرام کرتے، اس وقت محبوب بھائی آستانہ عالیہ میں خدمت انجام دیتے تھے، موصوف آپ کا بہت خیال رکھتے، مولائے کریم انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، ماہ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ بریلی شریف میں گذرا، آپ نے پہلے ہی طے کر لیا تھا کہ حضور بدر العلماء علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آئندہ علم دین حاصل کرنا ہے، بہر حال رب کریم نے کرم فرمایا اور مدرسہ غوثیہ اہل سنت فیض العلوم بڑھیا، پوسٹ کھنڈ سری بازار ضلع سدھارتھ نگر یوپی پہونچنے کے اس طرح اسباب مہیا فرمایا کہ ۵/۶ یا ۷ شوال ۱۳۹۸ھ کو برادر طریقت حضرت مولانا محمد اخلاق صاحب قبلہ رضوی نوری اپنے والد بزرگوار اور جناب محمد شاہد بھائی نوری بلراپوری مرید ہونے کے لئے بریلی شریف حاضر ہوئے، سب سے پہلے ان لوگوں کی آپ سے ملاقات ہوئی، چونکہ آپ مہمانوں کی رہنمائی اور خدمت شوق سے کیا کرتے تھے، اس لئے ان حضرات کی مہمان نوازی اور رہنمائی خوب خوب فرمائی، اور سرکار اعلیٰ حضرت کی بارگاہ عالی میں زیارت کروانے کے بعد حضرت مرشد برحق کے دولت کدہ پر لائے اور حضرت سے ان حضرات کو مرید کروایا اور ایک ڈیڑھ روز قیام آستانہ شریف اور مرشد برحق کی بارگاہ میں رکھنے کے بعد جناب محمد شاہد نوری اور مولانا محمد اخلاق صاحب نوری کے ہمراہ بلراپور آئے، مولانا محمد اخلاق صاحب نوری کے گھر ایک روز قیام کیا، پھر وہاں سے بڑھیا کے لئے روانہ ہوئے اور ۹/ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۷۸ء مدرسہ غوثیہ اہل سنت فیض العلوم بڑھیا ضلع بستی پہونچے، مدرسہ پہونچے پر معلوم ہوا کہ ادارہ ہذا کے روح رواں حضور بدر العلماء تبلیغی دورے پر علاقہ بھانہر پچھڑوا ضلع گونڈہ میں ہیں اور تقریباً ۱۵/ روز کے بعد واپس تشریف لائیں گے، مزید یہ بھی خبر ملی کہ صوبہ بہار کے طلبہ کا یہاں

داخلہ بند کر دیا گیا ہے، بہر حال ان باتوں کو سننے کے بعد آپ حضور بدر ملت کی آمد کا انتظار کرتے رہے، حضور بدر ملت جب تبلیغی دورے سے مدرسہ غوثیہ بڑھیا تشریف لائے اور آپ کو حضور والا کی بارگاہ میں باریابی کا موقع میسر ہوا تو حضرت نے حد درجہ شفقت فرمائی، چونکہ آپ بریلی شریف بارگاہ اعلیٰ حضرت سے حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تھے، اس نسبت کے پیش نظر حضور والا نے انتہائی ذرہ نوازی فرمایا، اور اپنے ادارے میں فوری طور پر داخلہ منظور فرما کر خادم خاص میں قبول فرمالیا، آپ کی جماعت کے لئے نحو میر اور فیض الادب ثانی کے اسباق حضور والا نے اپنے پاس رکھا، آپ کی جماعت میں ۶ طلبہ تھے حضرت مولانا سید لیاقت علی صاحب رضوی، شہزادہ بدر ملت مولانا محمد ثانی عرف جمال الدین صاحب قبلہ، حضرت مولانا انوار احمد صاحب رضوی اندور، حضرت مولانا جہانگیر احمد صاحب رضوی، حضرت مولانا محمد شمیم ہتھیراوی صاحب، اور آپ تھے، حضور بدر ملت علیہ الرحمہ بڑی توجہ سے اسباق پڑھاتے، اجراء کرواتے اور مطالعہ اور تکرار کی تاکید فرماتے رہتے، نماز باجماعت کی پابندی پر خصوصی توجہ فرماتے، فجر کی نماز کے لئے آپ ہی کا نام لے کر پکارتے اور جگاتے، اس طرح تقریباً ساڑھے تین سال تک حضور والا کے زیر سایہ رہ کر وہاں تعلیم و تربیت حاصل کرتے رہے، پھر شوال ۱۴۰۲ھ مطابق جون ۱۹۸۲ء حضور والا سے اجازت لے کر جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہ بنارس آگئے، ایک سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد شوال ۱۴۰۳ھ مطابق جون ۱۹۸۳ء جامعہ عربیہ جہانگیر گنج ضلع فیض آباد میں داخلہ لیا اور شوال ۱۴۰۴ھ مطابق جولائی ۱۹۸۴ء میں جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں دورہ حدیث میں داخلہ لیا اور ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ کو خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مبین الدین صاحب قبلہ امر و ہوی علیہ الرحمہ نے حدیث شریف کی کتاب کا امتحان لیا اور

۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ مطابق فروری ۱۹۸۵ء کو رحمانی میاں علیہ الرحمہ کے مبارک ہاتھ سے سرپر نیابت رسول کا تاج زریں رکھا گیا اور پھر ۱۸ جمادی الآخرہ ۱۴۰۵ھ عرس اجمل العلماء کے مبارک موقع پر مرکزی مدرسہ اجمل العلوم سنبھل کے دورہ حدیث میں شریک ہو کر وہاں سے بھی دستار فضیلت حاصل کیا۔

آپ کے چند مخصوص اساتذہ کرام مندرجہ ذیل ہیں

- (۱) حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ بدر الدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ صدر المدرسین مدرسہ غوثیہ اہل سنت فیض العلوم بڑھیا، ضلع بستی، یوپی
- (۲) حضرت مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ بریلوی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف، یوپی
- (۳) حضرت مولانا سید محمد عارف صاحب قبلہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف
- (۴) حضرت مولانا الحاج محمد چراغ عالم صاحب قبلہ شیخ الحدیث مدرسہ اجمل العلوم سنبھل مراد آباد، یوپی
- (۵) حضرت مولانا امام الدین صاحب قبلہ مصطفوی جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج، فیض آباد، یوپی
- (۶) حضرت مولانا محمد کوثر خاں نعیمی علیہ الرحمہ جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج، فیض آباد، یوپی۔
- (۷) حضرت مولانا محمد حسن صاحب قبلہ بستوی

استاذ مدرسہ غوثیہ بڑھیا، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی

(۸) حضرت مولانا عبد الجبار اشرفی مرحوم

مدرسہ غوثیہ بڑھیا، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی۔

(۹) حضرت مولانا مفتی ظہیر الدین صاحب قبلہ

دارالعلوم حنفیہ غوثیہ بنارس۔

(۱۰) حضرت مولانا رجب علی صاحب قبلہ بلراپوری

دارالعلوم حنفیہ غوثیہ بنارس، یوپی۔

(۱۱) حضرت قاری محمد ابراہیم صاحب قبلہ رضوی

دارالعلوم حنفیہ غوثیہ بنارس۔

دینی خدمات کی ابتدا

اپنے استاذ کریم سرکار بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے مشورہ کے بعد شعبان ۱۴۰۵ھ تا شعبان ۱۴۰۷ھ مدرسہ غوثیہ رضویہ حاجی نگر دیو، ضلع اورنگ آباد، بہار میں تدریسی خدمت انجام دی، بعدہ ذی القعدہ ۱۴۰۷ھ میں رفیع گنج ضلع اورنگ آباد، بہار میں قیام کر کے مسجد نورہ میں امامت اور دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا اور جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ مدرسہ اہل سنت قادریہ رضویہ کی بنیاد رکھ کر رضا نگر روڈ رفیع گنج عبد المجید ہڈائی کے مکان میں تعلیمی سلسلہ جاری رکھا اور ۱۴۰۹ھ میں باضابطہ اراکین مدرسہ نے زمین خرید کر حضرت مولانا سید اصغر امام صاحب الجھری صدر المدرسین جامعہ فاروقیہ بنارس کے ہاتھ سنگ بنیاد رکھوا کر اس کی تعمیر کام پورا کروایا بعدہ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ تک اس ادارے میں تدریسی خدمت انجام دیتے

رہے، پھر بعض گنوار اراکین سے عدم موافقت کے باعث اس ادارے سے علاحدہ ہو گئے، کچھ روز قدیم سنی مسجد رفیع گنج بازار میں امامت کا فریضہ انجام دیئے بعدہ مدرسہ بدر الاسلام مقام بہریا حسین آباد گرنٹ ضلع بلراپور، یوپی کے احباب کی دعوت پر وہاں یکم ربیع النور ۱۴۱۲ھ کو تشریف لائے، پھر کچھ حضرات سے عدم موافقت کے باعث اس ادارہ سے مستعفی ہو کر وطن آ گئے اور شعبان ۱۴۱۶ھ تا محرم ۱۴۲۱ھ مدرسہ اہل سنت قادریہ رضویہ رفیع گنج کی تعمیری و تبلیغی کاموں میں کوشاں رہے اور حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیفات کی اشاعت کا کام بھی کرتے رہے، بعدہ برادر طریقت حاجی محمد توفیق رضوی ناظم اعلیٰ مدرسہ گلشن رضا کولبی ضلع ناندریڈ مہاراشٹر کی دعوت پر ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ مطابق اواخر جولائی ۲۰۰۰ء کو مدرسہ گلشن رضا کولبی پہنچ کر اس ادارے کے ذریعہ تعلیمی، تبلیغی اور اشاعتی خدمات انجام دیتے رہے، اور بفضلہ تعالیٰ ابھی چند سال بھی نہ گزر پائے تھے کہ مدرسہ کی شہرت دور دراز علاقوں تک پہنچ گئی اور ۱۶/۱۷/۱۸ اساتذہ کی نگرانی میں طلبہ کی تعداد تقریباً دو سو سے زائد ہو گئی، جلسہ جلوس کا سلسلہ بھی شروع ہوا، جس میں نامور علمائے کرام اور خطبائے اسلام کا ورود ہوتا رہا۔ نیز اشاعتی سلسلے میں بھی کافی ترقی ہوئی۔ یہ سلسلہ تقریباً ۱۳/۱۲ سالوں تک جاری رہا۔

پھر اراکین ادارہ کی بے توجہی کے سبب طلبہ اور مدرسین کی تعداد کافی کم ہو گئی۔ اور کچھ نااہل جاہل گنوار مخالفین سے تنگ آ کر تقریباً ۱۶ سال خدمت انجام دینے کے بعد ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۸ فروری ۱۴۱۶ء کو وہاں سے مستعفی ہو کر اپنے وطن آ گئے۔ بعدہ جناب عبدالعزیز صاحب کھتری کی دعوت پر ۱۰ اشوال ۱۴۳۳ھ مطابق جولائی ۲۰۱۶ء ادارہ رضائے مصطفیٰ شہر اورنگ آباد مہاراشٹر تشریف لے گئے، حتیٰ الامکان تبلیغی اور اشاعتی خدمت انجام دیتے رہے، اورنگ آباد جماعت رضائے

مصطفیٰ کی جانب سے جدید تصدیقات کے ساتھ جب ”الصوار ام الہندیہ علی مکر شیطین الدیوبندیہ“ شائع کروایا اور اس کتاب میں جامعہ نظامیہ حیدرآباد کی صلح کلیت کو آشکارہ کیا تو اس پر نظامی صلح کلیوں کے کثیر افراد آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ بہر حال صفر ۱۴۳۹ھ میں اس ادارے سے کنارہ کشی اختیار کر کے اپنے وطن واپس ہو گئے اور اپنی قیام گاہ قادری منزل رفیع گنج ہی سے تبلیغی اور اشاعتی کام بفضلہ تعالیٰ و بعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کر رہے ہیں اور اللہ نے چاہا تو یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے گا۔

خلافت و اجازت

۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۳ مئی شب پنج شنبہ زمانہ طالب علمی ہی میں آپ کے ولیمہ کے موقع پر محفل میلاد شریف کی تقریب آبائی وطن منجھار میں حضور بدر العلماء علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کی اجازت و خلافت عطا فرمائی اور اپنے دست مبارک سے سرکار حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی عطا فرمودہ دستار سر پر باندھا۔ اس محفل میں آپ کے علاقہ کے لوگوں کے علاوہ مرشد گرامی حضرت صوفی لعل محمد صاحب قبلہ برکاتی اور مولانا اخلاق صاحب رضوی بلراپوری کے نانا جان بھی موجود رہے۔ پھر چند ماہ کے بعد ۱۴/ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ کو بڑھیا شریف حاضر ہوئے تو حضور آقائے نعمت قدس سرہ نے عرس سرکار غازی علیہ الرحمۃ والرضوان کے موقع پر خرقہ شریف پہنایا۔

(۲) پھر زمانہ قیام مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع نانڈیہ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ میں علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت خلیفہ حضور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد حسن علی صاحب قبلہ رضوی میلسی دامت برکاتہم القدسیہ نے بلا طلب سلسلہ قادریہ،

برکاتیہ اور سلسلہ چشتیہ صابریہ سراجیہ کی اجازت و خلافت مرحمت فرمائی اور خلافت نامہ بذریعہ ڈاک عطا فرمایا۔ وہ مبارک تحریر ذیل میں ملاحظہ کریں۔

اورادو و وظائف و نقوش کی اجازت

(۱) شعبان ۱۳۹۹ھ مطابق جون ۱۹۷۹ء میں آپ کے مرشد برحق سرکار حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے قصیدہ غوثیہ شریف، دلائل الخیرات شریف، قصیدہ بردہ شریف نیز دیگر اوراد و وظائف کی مجملہ تبارک و تعالیٰ اجازت مرحمت فرمائی تھی، مزید خدمت خلق اور تبلیغ دین کی نیت سے تعویذات و نقوش لکھنے کی بھی اجازت عطا فرمائی۔

(۲) جمادی الآخرہ ۱۳۹۹ھ مطابق اپریل ۱۹۷۹ء میں سرکار حضور مجاہد ملت رئیس اڑیسہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو قرآن مقدس کی مخصوص سورتوں کی تلاوت کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے دلائل الخیرات شریف، قصیدہ غوثیہ اور قصیدہ بردہ شریف وغیرہ اوراد و وظائف کی بفضلہ تعالیٰ اجازت عطا فرمائی تھی۔

(۳) آپ کے استاذ گرامی حضور بدر العلماء علیہ الرحمہ نے قصیدہ غوثیہ شریف اور دیگر اوراد و وظائف کی اجازت کے ساتھ ہی ساتھ خالص خدمت خلق اور تبلیغ سنیت کی نیت سے تعویذات و نقوش لکھ کر حاجت مندوں کو دینے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

(۴) زمانہ طالب علمی ہی میں صوفی باصفا حضرت مولانا الحاج صوفی لعل محمد صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مدظلہ العالی نے دلائل الخیرات شریف وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

سند اجازت و خلافت

از: علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، خلیفہ حضور محدث اعظم پاکستان،
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسن علی صاحب قبلہ رضوی میلسی دامت برکاتہم القدسیہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

اما بعد

فقیر حقیر بے توقیر محبت قدیم علامہ مولانا عبدالصمد صاحب قادری رضوی سلمہ
المولیٰ الولیٰ کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ و سلسلہ چشتیہ سراجیہ میں اجازت و خلافت
دیتا ہے، جس طرح اس فقیر گناہگار عصیاں شعار، سگ بارگاہ قادری رضوی کو اپنے
نامور و موثر شیوخ کرام، قطب عالم، محدث اعظم، نائب اعلیٰ حضرت، مظہر صدر
الشریعہ علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب محدث بریلوی ثم لائپوری و حضور شیخ
العالم سرکار مفتی اعظم شہزادہ سیدنا اعلیٰ حضرت علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں
صاحب نوری رضوی بریلوی و خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء علامہ شاہ محمد ظفر الدین
صاحب قادری رضوی فاضل بہاری و نبیرہ اعلیٰ حضرت سیدی مفسر اعظم علامہ الحاج
الشاہ محمد ابراہیم رضا صاحب جیلانی میاں بریلوی قدست اسرارہم سے حاصل ہے
وہ ان سلاسل میں بیعت کریں اور خلافت دیں مولیٰ تعالیٰ مشائخ سلسلہ کی برکت
سے کامیاب و بافیض فرمائے، اس فقیر کو دعوات صالحہ میں ہمیشہ یاد رکھیں۔

الفقیر محمد حسن علی الرضوی غفرلہ میلسی، پاکستان

انوار رضا میلسی (ملتان)

ماہ جمادی الاولیٰ دو شنبہ مبارکہ نجد بیت شکن و ہایت سوز ۱۴۲۲ھ

پھر تقریباً ۵ سال بعد مدرسہ گلشن رضا کولبی ضلع نانڈیڑ مہاراشٹر کے زمانہ
قیام ہی میں ۱۸ شوال المکرم ۱۴۲۸ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۲۰۰۷ء شب سہ شنبہ کو
نائیگاؤں بازار کے جلسہ عام میں حضور تاج الشریعہ جانشین سرکار مفتی اعظم حضرت
علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ قادری ازہری قدس سرہ نے بلا طلب
سلاسل قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔

آپ کے خلفاء

- (۱) حضرت مولانا محمد ثناء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری رضوی
خطیب و امام کو توالی مسجد پٹنہ، بہار
- (۲) حضرت مولانا محمد حامد رضا صاحب صدیقی قادری رضوی
ابن جناب محمد عابد علی یار علوی
استاذ مدرسہ غوثیہ بدر العلوم بہرائچ شریف (یوپی)
متوطن مقام پری پوسٹ بنگھسری ضلع بلراپور (یوپی)
- (۳) حضرت مولانا محمد انوار رضا قادری، امجدی
خلف اکبر صوفی ملت امام و خطیب نوری مسجد بھنڈارہ (مہاراشٹر)
متوطن قادری منزل رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار)
- (۴) فقیر راقم الحروف عبید الرضا عرف محمد شاہ عالم قادری برکاتی نوری
مدرسہ اہل سنت گلشن بدر رضا، رضا نگر، بنگھسری ضلع بلراپور یوپی
- (۵) حضرت مولانا محمد ذاکر حسین صاحب رضوی لاٹھی گلی، مدینہ پورہ، ممبئی
- (۶) جناب صوفی محمد اشفاق خاں صاحب قبلہ قادری رضوی
مقام مٹاپور، بنارس، ثم بریلی شریف، یوپی۔

آپ کو جن اکابرین کی زیارت نصیب ہوئی

ان کے اسمائے گرامی

- (۱) تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۲) جلالتہ العلم استاذ العلماء حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان مراد آبادی ثم مبارکپوری
- (۳) حضور مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ محمد حبیب الرحمن صاحب قبلہ عباسی قادری رئیس اڑیسہ دھام نگر شریف
- (۴) شہزادہ علامہ حسن بریلوی حضرت علامہ مفتی حسین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ بریلی شریف
- (۵) خلیفہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مولانا مفتی برہان الحق صاحب قبلہ قادری رضوی سلامی جبل پور ایم پی
- (۶) صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان
- (۷) حضور شمس العلماء ابوالمعالی حضرت علامہ مولانا قاضی شمس الدین احمد صاحب قبلہ جعفری رضوی علیہ الرحمہ جون پور
- (۸) رئیس الاتقیاء حضرت علامہ مولانا مبین الدین صاحب قبلہ قادری رضوی امرہوی مراد آبادی
- (۹) سلطان المناظرین رئیس العلماء بابائے ملت حضرت علامہ مفتی شاہ عتیق الرحمن صاحب قبلہ علیہ الرحمہ لکھی نگر راج نیپال
- (۱۰) حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ صاحب اعظمی مجددی نقشبندی علیہ الرحمہ گھوسی ضلع منو
- (۱۱) احسن العلماء حضرت علامہ حسن میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی علیہ الرحمہ سابق سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ شریف

(۷) جناب صوفی محمد ادریس صاحب قبلہ قادری رضوی

مقام بدھتی پور واپوسٹ داروغہ کٹھوری ضلع بارہ بنکی، یوپی

(۸) جناب صوفی غلام نبی صاحب قادری رضوی بلراپوری

شانخی نگر، بھینڈی ضلع تھانہ، مہاراشٹر

بیعت کرنے کا طریقہ

کلمہ طیبہ ایک بار پڑھاتے ہیں پھر بیعت ہونے والے سے کہلواتے ہیں: یا اللہ یا رحمن یا رحیم میں توبہ کرتا ہوں اپنے جملہ گناہوں سے میری توبہ قبول فرما، نیکیوں کی توفیق دے، برائی سے بچا، شریعت پر قائم رکھ، اور عہد کرتا ہوں کہ اہل سنت کے سچے مذہب یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رہوں گا، نماز، روزہ وغیرہ ہر فرض و ہر واجب اور ہر سنت کو ان کے وقتوں پر ادا کرتا رہوں گا۔ گناہوں سے بچتا رہوں گا خاص کر جھوٹ، غیبت، چغلی، بدی، بد مذہبوں کی صحبت گانے بجانے، تماشوں سے دور رہوں گا۔

یا اللہ یا رحمن یا رحیم میں نے اپنا ہاتھ پیران پیر محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست پاک میں دیا، الہی مجھے سرکار غوث پاک کے غلاموں میں قبول فرما اور قیامت کے روز ان کے گروہ میں اٹھا۔ آمین

نوٹ: اگر مرد کے علاوہ عورت مرید ہونے والی ہو تو ”غلاموں میں قبول فرما“ کے بجائے کنیزوں میں قبول فرما، کہلوائیں۔

(۱۲) مناظر اہلسنت تلمیذ اجل العلماء حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب قبلہ سنبھلی علیہ الرحمۃ والرضوان

(۱۳) مجاہد سنیٹ مظہر شعیب الاولیاء حضرت مولانا محمد صدیق احمد صاحب چشتی عرف خلیفہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ

(۱۴) سابق سجادہ نشین و ناظم اعلیٰ خانقاہ یار علویہ براؤں شریف ضلع بستی (یوپی) شیر بہار خلیفہ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اسلم صاحب رضوی علیہ الرحمہ بانی جامعہ قادریہ مقصود پور اور ائی ضلع مظفر پور (بہار)

(۱۵) شیر نیپال حضرت علامہ مولانا مفتی جمشید محمد صاحب قادری علیہ الرحمہ جنک پور دھام راج نیپال

(۱۶) صدر العلماء خلیفہ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی تحسین رضا صاحب قبلہ قادری رضوی علیہ الرحمہ بریلی شریف

(۱۷) امین شریعت ہم شبیہ و خلیفہ سرکار حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی سبطین رضا صاحب قادری رضوی علیہ الرحمہ بریلی شریف

بجہ تبارک و تعالیٰ آپ کو ان حضرات گرامی میں سے اکثر کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا ہے اور ان میں سے حضور حافظ ملت، حضور مجاہد ملت، علامہ اعظمی صاحب اور علامہ حسن میاں مارہروی کی محفل میں ان حضرات کا بیان سننے کا بھی موقع میسر ہوا ہے، یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کے بارے میں مولانا روم علیہ الرحمہ اور ڈاکٹر اقبال صاحب نے تحریر فرمایا ہے:

یک ساعت صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یعنی تھوڑی دیر اولیائے کرام کی صحبت میں رہنا سو سال کی بے ریا عبادت

سے بہتر ہے۔

نہ کتابوں سے نہ کالج سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
نگاہ مرد مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

عقد مسنون

زمانہ طالب علمی ہی میں ۲۰ شعبان ۱۴۰۴ھ جناب غلام یسین صاحب کی دختر مہ پارہ خاتون رضویہ سے آپ کا عقد ہوا۔ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان بہ نفس نفیس بارات میں جلوہ فرما رہے، صبح صادق کے وقت محفل میلاد شریف منعقد ہوئی، بعدہ حضرت نے نکاح پڑھایا اور آپ کی دعا پر تقریب کا اختتام ہوا۔

اولاد و امجاد

مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کل ۵/ اولادیں ذکور و اناث مرحمت فرمائی ہیں۔

فرزندوں کے نام:

(۱) مولانا محمد عرف انوار رضا صاحب رضوی

(۲) مولوی محمد عرف غلام بدر رضا قادری

(۳) محمد عرف غلام احمد رضا رضوی

صاحبزادیوں کے نام:

(۱) کنیز فاطمہ رضویہ زوجہ محمد محفوظ عالم قادری رضوی

(۲) کنیز عائشہ رضویہ زوجہ محمد جاوید قادری رضوی

سفر حج زیارت

یہ مضمون حضرت صوفی صاحب قبلہ نے خود تحریر فرمایا تھا جسے من و عن شامل کر لیا گیا ہے۔

بحمدہ تبارک و تعالیٰ و بعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
۲۹ شوال المکرم ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۹ء بروز شنبہ اپنے وطن مالوف رفیع
کنج سے پٹنہ کے لیے روانہ ہوئے، وہاں پہونچ کر حضرت مولانا الحاج ثناء المصطفیٰ
صاحب قبلہ رضوی امام و خطیب کو توالی مسجد کے یہاں دو روز قیام کے بعد یکم ذی
القعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۲۰۰۹ء بروز چہار شنبہ بذریعہ ہوائی جہاز ددم
ہوائی اڈا کلکتہ کے لیے روانہ ہوا وہاں پہونچ کر نماز ظہر وغیرہ سے فارغ ہونے کے
بعد حج تمتع کی نیت سے احرام باندھنے کے بعد نماز مغرب ادا کر کے جدہ کے لیے
روانہ ہوا۔ وہاں کے وقت کے مطابق تقریباً ۲ بجے شب جدہ ہوائی اڈا پر پہونچ
گئے اور ضروریات سے فارغ ہو کر نماز عشا ادا کی، وہاں سے بذریعہ بس روانہ ہو کر
بعد نماز فجر ۲ ذی القعدہ ۱۴۳۰ھ پنج شنبہ کو مکہ معظمہ حاضری ہوئی۔ وہاں قیام گاہ پر
غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر ظہر کے وقت حرم شریف کی حاضری اور پہلی بار بفضلہ
تعالیٰ دیدار کعبہ معظمہ سے سرفراز ہوا۔ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد طواف کعبہ، سعی صفا
ومروہ یعنی عمرہ کے ارکان ادا کئے۔ ۴/۳ ذی القعدہ بروز جمعہ اور سپنچر وہاں قیام
کرنے کے بعد شب یک شنبہ سرکار اعظم امام الانبیاء پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
کے روضہ مبارکہ کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ روانہ ہوا، اور وہاں کے وقت کے
مطابق تقریباً ۳ بجے رات ۵ ذی القعدہ ۱۴۳۰ھ شب یک شنبہ پہونچ کر تھوڑا
آرام کرنے کے بعد ضروریات سے فارغ ہو کر ظہر کی نماز مسجد نبوی شریف میں ادا

کی۔ بعدہ پہلی بار سرکار کے روضہ مبارک پر حاضری نصیب ہوئی اور نجدیوں کے ظلم
و زیادتی کے باوجود کافی دیر تک زیارت کی سعادت سے مشرف ہوا، اور بحمدہ تعالیٰ
امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت کا سلام ”مصطفیٰ جان رحمت“ از اول تا آخر بارگاہ نور
میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ شیخین کریمین کی بارگاہوں میں نذرانہ
عقیدت پیش کیا، دعاؤں کے بعد قیام گاہ کے لیے واپس ہوئے۔ وہاں قیام کے
درمیان اکثر نمازیں مسجد نبوی شریف میں ادا کرنے کا موقع میسر ہوتا رہا، میں نے
اس بات پر بہت سختی سے عمل کیا کہ حرمین شریفین کے نجدی امام کی اقتدا سے بچتے
ہوئے اپنی نمازیں الگ ادا کرتا رہا اور اپنے ہمراہیوں اور دیگر سنی حاجیوں کو بھی
ایمان اور نماز ان مرتد نجدیوں سے بچانے کی تلقین کرتا رہا۔ بہر حال ۱۲ ذی القعدہ
۱۴۳۰ھ تک قیام کے دوران بفضلہ تعالیٰ جنت کی کیاری میں بارہا نماز ادا کرنے کا
موقع رب کریم نے عطا فرمایا۔ اصحاب صفہ پر نماز اور تلاوت کرنے کا شرف بھی
حاصل ہوا اور جنت البقیع شریف سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر
شہدائے احد وغیرہ کی بارگاہوں میں حاضری نصیب ہوتی رہی۔

ایک روز ایک دینی بھائی جو کافی دنوں سے مدینہ طیبہ میں قیام پذیر ہیں انہوں
نے اپنی گاڑی سے آپ کے چند احباب کو متعدد مقامات کی زیارت کراتے ہوئے
کوہ احد شریف کے ایک غار میں ایک ایسی چٹان کی زیارت کروائی جہاں پر سید
المرسلین سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ جلوہ فرما ہو کر جلوس فرمایا تھا۔
تقریباً ساڑھے چودہ سو سال کا زمانہ گزر جانے کے بعد بھی اس پتھر سے ایسی خوشبو
آ رہی تھی جس سے دل و دماغ معطر ہو رہے تھے۔ نجدی حکومت نے لوہے کے تار
وغیرہ سے اس غار میں جانے کا راستہ بند کروا دیا تھا اور کافی دور تک راستے میں
جانوروں کی غلاظت پڑی تھی مگر کچھ عاشقان مصطفیٰ نے تار کو توڑ کر آمد و رفت کے

لیے راستہ بنا لیا تھا۔ اس طرح وہاں جانے کی صورت با آسانی نکل آئی، اور دینی بھائی کے وسیلے سے حاضری کا موقع میسر آ گیا۔ آٹھ روز کے قیام میں موقع بہ موقع متعدد مقامات مقدسہ کی زیارت کے ساتھ ہی ساتھ سرکار کے روضہ انور پر صبح و شام بحمدہ تعالیٰ کافی دیر تک حاضری اور زیارت کا موقع ملتا رہا اور مسجد نبوی شریف میں نماز کے بعد تلاوت قرآن مجید کی بھی توفیق ملتی رہی مگر وہ مبارک گھڑیاں بہت تیزی سے گزر گئیں۔ بہر حال ۱۳ ذی القعدہ ۱۴۳۰ھ دوشنبہ مبارکہ کو بعد نماز فجر وہاں سے مکہ معظمہ کوچ کرنے کا اعلان ہو گیا۔

سرکار کا وہ شہر مقدس جہاں پر دن رات رحمتوں کی بارش ہوتی رہتی ہے اور صبح و شام ستر ہزار فرشتے درود و سلام پیش کرتے ہیں، وہاں سے رخت سفر باندھنے کا وقت قریب آ گیا۔ اور جی بھر کر حاضری نہ ہونے کا افسوس لیے ہوئے مکہ معظمہ کے لیے روانگی ہو گئی۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ آپ کی بارگاہ جاہ اور دیگر مقامات مقدسہ کی حاضری قبول فرمائے اور آخرت میں بخشش اور نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

۱۳ ذی القعدہ ۱۴۳۰ھ کو مدینہ طیبہ سے جدا ہو کر شام کو بعد نماز مغرب مکہ معظمہ حاضر ہو گئے اور قیام گاہ پر سامان وغیرہ رکھنے کے بعد عمرہ کی ادائیگی کے لیے حرم شریف کی حاضری سے مشرف ہو اور کافی رات کو عمرہ کے ارکان اطمینان و سکون کے ساتھ ادا کرنے کے بعد نماز عشاء ادا کی اور اپنی قیام گاہ کی جانب لوٹا۔

اب ۱۴ ذی القعدہ ۱۴۳۰ھ تا ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ مکہ معظمہ میں تقریباً ایک ماہ قیام رہا اس بیچ متعدد عمرہ اور طواف کے ساتھ متعدد مقامات مقدسہ کی زیارت کرتا رہا اور فریضہ حج کے ارکان شرعی طور پر ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا رہا۔ رویت ہلال کا اعلان نجدی حکومت نے بغیر ثبوت شرعی ایک روز پہلے کروا دیا تھا اسی کے مطابق وقوف عرفات بجائے جمعہ کے جمعرات کو ہی کروا دیا۔ حسن اتفاق حضور

مرشد اجازت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ وہیں حج زیارت کے لیے جلوہ افروز تھے۔ رویت سے متعلق بذریعہ فون حضرت کے خادموں سے رابطہ قائم کیا تو حضرت کے خادم نے بتایا ۹ ذی الحجہ کل جمعہ کو ہے، لہذا ظہر کے وقت میدان عرفات میں وقوف کرنا ارکان حج میں یہ بنیادی رکن ہے لہذا جیسے بھی ہو عرفات میں حاضر ہونا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ آپ کے ساتھ متعدد احباب دوسرے روز جمعہ کو میدان عرفات میں حاضر ہو کر نماز ظہر سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ حضور تاج الشریعہ بھی وقوف کے لیے وہاں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جلوہ فرما ہو گئے سب سے پہلے تاج الشریعہ سے ملاقات کا شرف مجھ فقیر کو حاصل ہوا اور حضرت قبلہ کے ساتھ وقوف کی گھڑیاں گزارنے کا سنہرا موقع میسر آیا، نماز عصر باجماعت حضرت کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد بفضلہ تعالیٰ نماز عصر کی جماعت کے لیے تکبیر کہنے کی سعادت بھی اس فقیر کو میسر ہوئی، میں نے دیکھا کہ ہزاروں کی تعداد میں سنی حجاج اپنے خرچ سے دوبارہ وقوف عرفات یعنی حج کا رکن اعظم ادا کرنے کے لیے میدان عرفات میں پہنچ گئے وہاں حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے اور بہت سارے لوگ آپ کے دامن سے وابستہ بھی ہوئے۔ پھر غروب آفتاب کے وقت وہاں سے میں اپنے احباب اہل سنت کے ساتھ چل کر وقوف مزدلفہ کے لیے روانہ ہوا وہاں مجھ کو اپنے خوش عقیدہ بھائیوں کے ساتھ ذکر الہی اور محفل میلاد میں شب گزارنے کا موقع ہاتھ آیا۔ دوسرے روز منیٰ میں رمی جمار پھر قربانی وغیرہ کی ادائیگی میں ۱۳ ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ تک مصروف رہا ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ کو رب کے کرم سے تمام ارکان سے فراغت کے بعد اپنے مخصوص احباب سے ملاقات میں وقت گزارا اور ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ بروز جمعرات صبح ۹ بجے مکہ معظمہ سے جدہ پھر جدہ سے ۱۶ ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ بروز جمعہ کلکتہ پھر وہاں سے ۱۷ ویں ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ پٹنہ پہنچا اور ۱۷

ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ بروز شنبہ دن پٹنہ میں گزارنے کے بعد ۱۸ ویں ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۲۰۰۹ء شب یکشنبہ ساڑھے دس بجے قادری منزل رفیع گنج ضلع اورنگ آباد بہار واپس ہوا۔ حج زیارت کی سعادت حاصل کرنے میں میری رفیقہ حیات اہلیہ محترمہ بھی ساتھ تھیں۔

نوٹ: نجدیوں، وہابیوں، دیوبندیوں کے پیچھے نماز اور ان سے میل جول کا شرعی حکم اور ان کے مظالم کی تفصیل اس کتاب کے آخری صفحات میں ملاحظہ کریں۔

آپ کی اشاعتی سرگرمیاں

اس دور پر فتنہ و پُر آشوب میں ہر طرف سے دین حق یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر حملہ و یلغار ہے اس سچے مسلک سے برگشتہ کرنے اور اس امتیازی نام کو مٹانے کے لئے نجدیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کے علاوہ نام نہاد محققین، ایڈیٹرز، رائٹرز اور آزاد خیال مولوی صاحبان کئی سالوں سے ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہیں اور یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ مسلک کے متعلق قبر میں نہیں پوچھا جائے گا، ایسے گاڑھے وقت میں اس کی اشد ضرورت ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت اور متصلب علمائے اہل سنت کی تصنیفات و تالیفات کی ترویج و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے، خلیفہ بدر ملت نے اس دینی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنی بساط کے مطابق آج تقریباً ۲۵/۳۰ سال سے مذہب اہل سنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں سرگرم عمل ہیں اور اس عرصہ میں بفضلہ تعالیٰ و بعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء آپ کی جدوجہد سے مندرجہ ذیل کتب طبع ہو کر ملک اور بیرون ملک تک پہنچ چکی ہیں:

نمبر شمار	اسمائے کتب	اسمائے مصنفین، مؤلفین و مرتبین
۱	ازالۃ العار	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ
۲	حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳	نورانی گلدستہ	حضرت علامہ مفتی بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ
۴	اظہار حق مع تحقیقی جواب	حضرت علامہ مفتی بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ
۵	تذکرہ سرکار غوث و خواجہ	حضرت علامہ مفتی بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ
۶	تعمیر قواعد، حصہ اول و دوم	حضرت علامہ مفتی بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ
۷	تعمیر ادب مکمل سیٹ مع تصحیح کتابت و اضافہ	حضرت علامہ مفتی بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ
۸	فتاویٰ بدر العلماء	حضرت علامہ مفتی بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ
۹	ضمیمہ فتاویٰ مصطفویہ	حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰	سامان بخشش	حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱	مناظرۃ بریلی	محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی علیہ الرحمہ
۱۲	لاؤڈ سپیکر پر نماز مع تحقیقات اکابر اہل سنت	علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت علامہ مفتی محمد حسن علی رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی (پاکستان)
۱۳	تین اعتقادی رشتے	// // // //
۱۴	تحقیقی محاسبہ	// // // //
۱۵	ہدایۃ البریہ	حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں علیہ الرحمہ
۱۶	ذوق نعت (بڑا سائز)	حضرت علامہ حسن بریلوی علیہ الرحمہ
		مطبوعہ مرکز اہل سنت پور بندر، گجرات

۱۷	قبالہ بخشش پاکٹ سائز	حضرت مولانا جمیل الرحمن رضوی علیہ الرحمہ
۱۸	احکام شریعیہ بر عقائد و ہابیہ	مفتی غلام محی الدین رضوی بلراپوری علیہ الرحمہ
۱۹	تلمیحات رضا	مفتی غلام محی الدین رضوی بلراپوری علیہ الرحمہ
۲۰	نور ہدایت	حضرت مولانا غلام رسول صاحب بلراپوری
۲۱	زبدۃ اصحاب و آل رسول یعنی کرامات صحابہ	علامہ مفتی محبوب علی خاں رضوی علیہ الرحمہ جامع مسجد مدنی پورہ، بمبئی
۲۲	تقریر منیر قلب	شیریشہ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں علیہ الرحمہ
۲۳	الصوارم الہندیہ مع جدید تصدیقات	شیریشہ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں علیہ الرحمہ
۲۴	مختصر تذکرہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	حضرت علامہ حکیم ابوالبرکات محمد نعیم الدین صاحب صدیقی قادری رضوی گورکھپوری علیہ الرحمہ
۲۵	اذان کی شرعی حیثیت	مولانا غلام شرف الدین رضوی بلراپوری
۲۶	فیضان دعا	عبید الرضا عرف محمد شاہ عالم نوری
۲۷	مسئلہ مرغوب	علامہ محمد قائم چشتی قنیل دانا پوری علیہ الرحمہ
۲۸	تجانب اہل سنت	علامہ مفتی طیب علی صدیقی رضوی دانا پوری علیہ الرحمہ
۲۹	اقوم البیان	علامہ مفتی طیب علی صدیقی رضوی دانا پوری علیہ الرحمہ
۳۰	طاہر القادری کی حقیقت	مولانا مفتی ولی محمد صاحب قبلہ باسنی راجستھان
۳۱	امتیاز اہل سنت	مولانا رحمت اللہ صدیقی ممبئی
۳۲	ہندوستان کا قدیم مروجہ پردہ	حضرت مولانا عرفان علی بیسل پوری علیہ الرحمہ
۳۳	اربعین شدت	علامہ مفتی محبوب علی خاں رضوی علیہ الرحمہ

۳۴	لہو بولتا ہے	مولانا شکیب ارسلان صاحب
۳۵	بد مذہبوں سے میل جول	حضرت مولانا مفتی ابوالحسن صاحب رضوی
۳۶	مدار نجات	حضرت علامہ رضوان احمد شریفی صاحب گھوسی
۳۷	حقیقت نکاح	مولانا محمد اسلام الدین عزیزی
۳۸	مضامین بدر ملت	صوفی ملت مولانا عبدالصمد قادری رضوی
۳۹	مکتوبات بدر ملت	صوفی ملت مولانا عبدالصمد قادری رضوی
۴۰	رسائل بدر ملت	صوفی ملت مولانا عبدالصمد قادری رضوی
۴۱	معارف بدر العلماء	صوفی ملت مولانا عبدالصمد قادری رضوی
۴۲	وہابیت اپنے مکرو فریب کے آئینے میں	صوفی ملت مولانا عبدالصمد قادری رضوی
۴۳	نوری قاعدہ یسرنا القرآن (بڑا سائز)	صوفی ملت مولانا عبدالصمد قادری رضوی
۴۴	پیغام شیریشہ اہل سنت	صوفی ملت مولانا عبدالصمد قادری رضوی
۴۵	پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت	صوفی ملت مولانا عبدالصمد قادری رضوی
۴۶	مسلمانو! ایمان بچاؤ	صوفی ملت مولانا عبدالصمد قادری رضوی
۴۷	آئینہ صلح کلیت	فاضل بغداد حضرت علامہ انیس عالم سیوانی
۴۸	فتاویٰ الحرمین	امام اہل سنت سرکار علی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کے علاوہ فرقیہائے باطلہ کے رد میں کثیر تعداد میں پمفلٹ پوسٹرو وغیرہ شائع فرمائے ان میں سے بعض مضامین آنے والے صفحات میں افادہ عوام کے لیے پیش کیے جا رہے ہیں:

وہابیوں سے نکاح، ان کا ذبیحہ نیز ان کے جنازہ کا شرعی حکم

از: حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قادری رضوی نوری

امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ وہابیوں، دیوبندیوں وغیرہم کے عقائد کفریہ طشت از بام (ظاہر) ہو گئے، اب جو ان کے اقوال پر مطلع (آگاہ) ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ یقیناً دیوث (بے حیا) ہے وہ اپنی بہن بیٹی کو صریح زنا کے لئے دینے والا ہے، حدیث ارشاد فرماتی ہے کہ اُس پر جنت حرام ہے، اللہ روز قیامت اُس پر نظر رحمت نہ فرمائے گا (ملخصاً فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۹ اور صفحہ ۵ ص ۳۱۳/۲۷۹) جس مسلمان عورت کا غلطی سے خواہ جہالت سے کسی ایسے کے ساتھ نکاح کیا گیا اس پر فرض، فرض، فرض ہے کہ فوراً فوراً اُس سے جدا ہو جائے کہ زنا سے بچے اور طلاق کی کچھ حاجت نہیں، بلکہ طلاق کا کوئی محل ہی نہیں طلاق تو جب ہو کہ نکاح ہوا ہو، یہاں تو نکاح ہی سرے سے نہ ہوا نہ اصلاً عدت کی ضرورت کہ زنا کے لئے عدت نہیں بلا طلاق بلا عدت جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے (ملخصاً فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۵ ص ۳۳۴)

جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہابی عقیدے والے کا نکاح باطل ہے تو جو شخص جائز سمجھ کر نکاح پڑھے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یوں ہی جو لوگ نکاح کی محفل میں وہابی عقیدے والے کا نکاح جائز سمجھ کر ایجاب و قبول سنیں گے ان کا نکاح بھی ٹوٹ جائے گا پس ایسے افراد پر حکم شرعی یہ ہے کہ از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں بعد تو بہ و تجدید ایمان اگر بیوی رکھتے ہوں تو نکاح جدید بمہر جدید کریں اور اگر مرید ہوں تو تجدید

بیعت بھی کریں اتنا کر لینے کے بعد نکاح خواں پر ضروری ہے کہ اُس کے باطل ہونے کا اعلان کر دے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے۔

اسی طرح وہابیوں کا ذبح کیا ہوا جانور مردار اور سور کے مانند ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۸ ص ۳۲۹/۳۳۲) قربانی یا عقیقہ کا جانور ہے تو حرام بھی ہو جائے گا اور نہ قربانی ہوگی نہ عقیقہ ہوگا۔

اسی کے مانند وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں وغیرہم مرتدین میں سے جب کوئی مرجائے تو اُس کے متعلق سرکار اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ جب ”وہ مرجائے تو اسے غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، جنازہ اٹھانا حرام، جنازہ کے ساتھ چلنا حرام، اس پر نماز حرام، اسے کچھ ثواب پہونچانا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام جو ان باتوں میں سے کوئی بات اسے مسلمان جان کر کرے گا یا اس کی موت کے بعد اس کے لئے دعائے بخشش کرے گا یا اسے ثواب پہونچائے گا اگرچہ اسے کافر جان کر وہ خود کافر ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۹۵)

پس جن بد نصیبوں نے وہابیوں اور دیوبندیوں کی نماز جنازہ پڑھی یا پڑھائی ان پر لازم ہے کہ فوراً توبہ اور تجدید ایمان اگر بیوی رکھتے ہوں تو تجدید نکاح بمہر جدید کریں اور اگر مرید ہوں تو تجدید بیعت بھی کریں دور حاضر میں کیڑے مکوڑے کی طرح ٹوپی کرتا اور کلمہ نماز کے نام پر پھیلے ہوئے نجدی، تبلیغی، مودودی (ایس، آئی، او، ایف، آئی، او، اور ایس، آئی، ایم) گروپ ندوی غیر مقلد یعنی اہل حدیث اور نیچری وغیرہم یہ سب کے سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں اور کفری عقیدے میں وہابی دیوبندی سے بالکل متفق اور متحد ہیں لہذا مسلمانوں کو خبردار کیا جاتا ہے کہ اس قسم کے ہر مرتد اور بے دین کا ذبیحہ مردار و حرام ہے ان کے ساتھ نکاح حرام و باطل و محض زنا ان کی نماز جنازہ ان کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، ملنا جلنا

غرضیکہ کوئی برتاؤ مسلمان جیسا کرنا ہرگز کسی طرح جائز نہیں۔

مرشد برحق سرکار حضور مفتی اعظم ارشاد فرماتے ہیں:

دشمن جاں سے کہیں بدتر ہے دشمن دین کا
ان کے دشمن سے کبھی ان کا گدا ملتا نہیں

عبدالصمد قادری رضوی

خادم مدرسہ گلشن رضامقام و پوسٹ کولمبی ناندیڑ (مہاراشٹر)

۲۲ ذی القعدہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۴ دسمبر ۲۰۰۶ء بروز جمعرات
شائع کردہ: رضا اکیڈمی شاخ نائیگاؤں بازار ضلع ناندیڑ مہاراشٹر

۷۸۶/۹۲

جماعت اسلامی کے بانی مسٹر مودودی کی کفری اور گمراہ کن عبارتیں

از: حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قادری رضوی

(۱) خدا بھی ایک چال چلا (تنقیحات ص ۴۳)

یعنی خدا بھی چال چلا کرتا ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ

(۲) قرآن حکیم نجات کے لئے نہیں بلکہ ہدایت کے لئے کافی ہے۔

(تقیہات صفحہ ۳۲۱)

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم محض عام انسانوں ہی کی طرح ایک انسان ہیں۔

(تقیہات حصہ دوم صفحہ ۱۵)

(۴) اس زمانے میں آنحضرت اپنی حیات جسمانی کے ساتھ موجود تھے اور اب

نہیں ہیں (اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و فروع) یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کا جسم اقدس عام لوگوں کے جسموں کی طرح مٹ چکا ہے۔ (معاذ اللہ رب العالمین)

(۵) خدا نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر مقرر کیا۔

(خطبات حصہ اول صفحہ ۴۱)

یعنی حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول و نبی کے بجائے خدا کا پیغمبر
کہنے میں کوئی توہین نہیں ہے بلکہ ادب کا یہی طریقہ ہے (معاذ اللہ تعالیٰ)

(۶) صحرائے عرب کا یہ ان پڑھ بادیہ نشین جو چودہ سو برس پہلے اس تاریک
دور میں پیدا ہوا تھا دراصل دور جدید کا بانی اور تمام دنیا کا لیڈر ہے (تقیہات
حصہ اول صفحہ ۲۰۸) یعنی حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان پڑھ بادیہ نشین
کہنا معیوب نہیں ہے بلکہ اعلیٰ درجے کا ادب و احترام ہے (معاذ اللہ تعالیٰ)

(۷) کسی کو شفیع یا سفارشی سمجھنا اسے الہ بنانا اور خدائی میں اللہ کا شریک
ٹھہرانا ہے۔ (قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص ۲۲)

(۸) پھر اس اسرائیلی چرواہے کو بھی دیکھئے جس سے وادی مقدس طویٰ میں
بلا کر باتیں کی گئیں (تقیہات حصہ اول ص ۴۳)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسرائیلی چرواہا کہنے میں کوئی بے ادبی
نہیں ہے بلکہ ادب کا یہی تقاضا ہے (معاذ اللہ تعالیٰ)

(۹) خصوصیت کے ساتھ اصول فقہ، احکام، اسلامی معاشیات، اسلام کے
اصول عمران اور حکمت قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ قدیم

کتابیں اب درس و تدریس کے لئے کارآمد نہیں ہیں (تنقیحات صفحہ ۱۹۵)

(۱۰) اب جس کسی کو تجدید دین کے لئے کوئی کام کرنا ہو اس کے لئے لازم
ہے کہ متصوفین کی زبان و اصطلاحات سے رموز و اثر لباس و اطوار سے پیری

ومریدی سے اور ہر اس چیز سے جو اس طریقہ کی یاد تازہ کرنے والی ہو مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے جیسے ذیابطیس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرایا جاتا ہے (تجدید و احیائے دین ۱۲۱) یعنی حقیقی تصوف، حقیقی صوفیائے کرام، ان کا لباس اگرچہ وہ سنت نبوی کے مطابق ہو ان کی عادات اگرچہ عادات نبویہ کے مطابق ہوں ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور ہر وہ چیز جو صوفیائے کرام کی طریقت کی یاد دلائے ان سب سے دور بھاگنا چاہئے (یہ ہے مرتد مودودی کی تعلیم، معاذ اللہ رب العلمین)

(۱۱) میرے (یعنی مودودی) نزدیک صاحب علم آدمی کے لئے تنقید ناجائز اور گناہ ہے بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے (رسائل و مسائل ص ۲۲۲)

(۱۲) اپنی اپنی سمجھ کے مطابق شریعت پر عمل کرنے کا ہر مسلمان کو حق ہے (خطبات حصہ دوم صفحہ ۴۷) یعنی ہر مسلمان کو اگرچہ اسے حضرات مجتہدین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علوم کا کروڑواں حصہ بھی نصیب نہ ہو اپنی سمجھ سے الگ الگ مذہب بنانے کا حق رکھتا ہے (معاذ اللہ تعالیٰ)

(۱۳) جہاں معیار اخلاق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ معیوب نہ سمجھا جاتا ہو ایسی جگہ زنا اور قذف کا شرعی حکم جاری کرنا بلاشبہ ظلم ہوگا۔ (تقیہیات حصہ دوم صفحہ ۴۷۳) یعنی انگلینڈ، امریکہ وغیرہ مغربی ممالک کے لئے موجودہ حالات میں قرآنی سزا کو جاری کرنا مفید نہیں ہے اس کے جاری کرنے سے وہاں زنا وغیرہ کا سد باب نہ ہوگا بلکہ ظلم ہوگا اسی طرح جس ملک میں زنا پر سنگسار کیا جاتا ہے اگر وہاں کا ماحول بدل جائے اور زنا کو معیوب نہ جانا جائے تو وہاں بھی قرآنی سزا کا جاری کرنا ظلم ہوگا۔ (معاذ اللہ رب العلمین)

(۱۴) مسلمان پیدائش سے مسلمان نہیں ہوا کرتا (خطبات حصہ اول) یعنی مسلمانوں

کے گھروں میں پیدا ہونے والے چھوٹے بچے خود مسلمان نہیں ہیں۔ (معاذ اللہ رب العلمین) (بحوالہ مودودی کا الٹا مذہب مرتبہ حضور محبوب ملت علیہ الرحمۃ بمبئی)

(۱۵) مودودی نے کہا تھا ”میری والدہ کو آخری وقت تک پتہ نہ چلا کہ میں وہابی ہو گیا ہوں (نوائے وقت کا سنڈے میگزین“ بحوالہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ پاکستان جلد نمبر ۲۶ / شمارہ نمبر ۳ / بابت ماہ محرم ۱۴۲۵ھ مطابق مارچ ۲۰۰۴ء اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مودودی اقراری وہابی تھا۔

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۱۰۲ پر اسی قسم کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ”جس نے جس فرقہ کا نام لیا وہ اس فرقہ کا ہو گیا، مذاق سے کہے یا کسی دوسری وجہ سے“۔

ان مذکورہ بالا حوالہ جات سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ مسٹر مودودی صاحب نے خدا و رسول کی شان ارفع و اعلیٰ میں توہین آمیز جملے لکھ کر ایسے کافر و مرتد ہو گئے کہ اب جو شخص ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کو مسلمان جانے یا ان کے کفر و عذاب میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے لہذا سنی مسلمانوں کو ہوشیار اور خبردار کیا جا رہا ہے کہ جو حضرات لاعلمی میں اس فرقہ مودودیہ وہابیہ یا اس کے متحرک و فعال تنظیموں (ایس، آئی، ایم، ایف، آئی، او، اور ایس، آئی، او) سے منسلک ہو گئے ہوں وہ فوراً فوراً توبہ کر کے جدا ہو جائیں اور انہیں ان کے اخوان وہابیہ، دیوبندیہ، تبلیغیہ، ندویہ اور نیچریہ وغیرہم کو اپنا مذہب مخالف جانیں ان کی بات نہ سنیں، ان سے میل جول نہ رکھیں، ان کی کوئی کتاب نہ دیکھیں اور نہ ان کے اجتماع میں جائیں نہ ان کے لیکچر سنیں کہ شیطان کو معاذ اللہ تعالیٰ دل میں وسوسہ ڈالتے کچھ دین نہیں لگتی۔

آدمی کو جہاں مال یا آبرو ضائع ہونے کا اندیشہ ہو وہاں ہرگز نہ جائے گا دین و ایمان سب سے قیمتی اور لازوال دولت ہے اس کی محافظت میں حد سے زیادہ

کوشش فرض ہے، دنیا کی عزت دنیا کی زندگی اور مال سب دنیا ہی تک ہیں، دین و ایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑنا ہے ان کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے، مرشد برحق سرکار حضور مفتی اعظم قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

دشمن جاں سے کہیں بدتر ہے دشمن دین کا

ان کے دشمن سے کبھی ان کا گدا ملتا نہیں

شائع کردہ: رضا اکیڈمی شاخ نائیگاؤں بازار ضلع ناندیڑ، مہاراشٹر

بتاریخ: ۷ صفر ماہ اعلیٰ حضرت ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۹ مارچ ۲۰۰۴ء

بروز ایمان افروز شیطان سوز دوشنبہ مبارکہ

زکوٰۃ وعشر نہ ادا کرنے والوں پر آخرت میں دردناک عذاب

از: حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قادری رضوی نوری

زکوٰۃ اعظم فرض دین اور اہم ارکان اسلام سے ہے لہذا قرآن عظیم میں ۳۲ جگہ نماز کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا اور طرح طرح سے بندوں کو اس فرض اہم کی طرف بلایا ہے۔

صاف فرمادیا کہ زہار (ہرگز) نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہو گیا بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے، خدائے پاک قرآن مقدس کے تیسرے پارے میں فرماتا ہے اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔

بعض درختوں میں کچھ اجزا فاسدہ اس قسم کے پیدا ہو جاتے ہیں کہ پیڑ کی اٹھان کو روک دیتے ہیں، احمق نادان انہیں نہ تراشے گا کہ میرے پیڑ سے اتنا کم

ہو جائے گا، پر عاقل ہوشمند تو جانتا ہے کہ ان کے چھانٹنے سے یہ نونہال لہلہا کر درخت بنے گا ورنہ یوں ہی مرجھا کر رہ جائے گا، یہی حال زکوٰۃ مال کا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کا مال جس میں ملا ہوگا اسے تباہ و برباد کر دے گا، پھر فرماتے ہیں جس کے پاس سونا چاندی ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن زروسیم کی تختیاں بنا کر جہنم کی آگ میں تپائیں گے پھر ان سے اس شخص کی پیشانی اور کروٹ اور پیٹھ پر داغ دیں گے، جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی پھر انہیں تپا کر داغیں گے، قیامت کا دن ۵۰ ہزار برس کا ہے، پھر یوں ہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تمام مخلوق کا حساب ہو چکے گا پھر اس داغ کا حال حدیث سے سن لیجئے۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ان کے سرو پستان پہ جہنم کا گرم پتھر رکھیں گے کہ سینہ توڑ کر شانہ سے نکل جائے گا حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ کوئی روپیہ دوسرے روپے پر نہ رکھا جائے گا، نہ شانہ کی ہڈی پر رکھیں گے کہ ہڈیاں توڑ کر سینہ سے نکل جائے گا نہ کوئی اشرفی دوسرے اشرفی سے چھو جائے گی بلکہ زکوٰۃ نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑھا دیا جائے گا کہ لاکھوں کروڑوں روپے ہوں تو ہر روپیہ جدا داغ دے گا۔

اے عزیز! کیا خدا و رسول کے فرمان کو یوں ہی ہنسی ٹھٹھا سمجھتا ہے یا پچاس ہزار برس کی مدت میں یہ جاں کا مصیبتیں جھیلی سہل جانتا ہے، ذرا یہیں کے آگ میں ایک آدھ روپیہ گرم کر کے بدن پر رکھ کر دیکھ، پھر کہاں یہ خفیف گرمی، کہاں وہ قہر کی آگ، کہاں یہ ایک ہی روپیہ کہاں وہ ساری عمر کا جوڑا ہوا مال، کہاں یہ منٹ بھر کی دیر کہاں وہ ہزاروں برس کی آفت، کہاں یہ ہلکا سا چمکا، کہاں وہ ہڈیاں توڑ کر پار ہونے والا غضب، خدائے پاک مسلمانوں کو ہدایت دے۔ آمین

پھر سرکار فرماتے ہیں: جو شخص اپنے مال کا زکوٰۃ نہ دے گا وہ مال روز قیامت گنجے اڑدے کی شکل بنے گا اور اس کے گلے میں طوق ہو کر پڑے گا (گنجے سانپ دو ہزار سال کا پرانا اور زہریلا ہوگا) پھر حضور فرماتے ہیں: جب وہ اڑدہ اس پر دوڑے گا یہ شخص پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں تیرا وہ بے زکوٰۃ مال ہوں جو تو چھوڑ کر مرا تھا، جب یہ دیکھے گا کہ پیچھا کئے ہی جا رہا ہے ہاتھ اس کے منہ میں دے دے گا، وہ چبائے گا پھر اس کا سارا بدن چبا ڈالے گا، پھر حضور فرماتے ہیں: وہ اڑدہ اس کا منہ اپنے پھن میں لے کر کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں (ماخوذ فتاویٰ رضویہ شریف ج ۴ صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۵)

مسئلہ: ہر اس عاقل بالغ آزاد مسلمان پر جو ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی ہی مالیت کا مالک ہو اور سال پورا اس پر گزر جائے اور کھانے پہننے اور رہنے کے مکان وغیرہ ضروریات سے بچے اور فرض اسے نصاب سے کم نہ کر دے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے اور اس پر ہر سال صدقہ فطر نکالنا اور قربانی کرنا واجب ہے اور کھیتی والے پر اپنے کھیت کی پیداوار کا عشر ادا کرنا لازم ہے، جو غلہ آب پاشی کے ذریعہ حاصل ہو تو اس کا بیسواں حصہ نکالنا اور پیداوار زمین کی نمی یا بارش سے حاصل ہو تو اس کا دسواں حصہ ادا کرنا واجب ہے، زکوٰۃ فطرہ وغیرہ کے تفصیلی مسائل کیلئے بہار شریعت حصہ ۵ کا مطالعہ کریں۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے کرم سے مسلمانوں کو زکوٰۃ و خیرات ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

ضروری معلومات: اے سنی مسلمانو! یہ مسئلہ خوب اچھی طرح یاد رکھو کہ جس طرح وہابی دیوبندی، تبلیغی، مودودی، ندوی، نیچری، قادیانی، رافضی، خارجی اور صلح کلی وغیرہم اپنے عقائد کفریہ کی بنیاد پر کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں اسی لئے حکم شرع کے مطابق سنی مسلمانوں کو ان لوگوں سے تنکا توڑ جدار ہونا لازم و ضروری ہے، اسی طرح ان لوگوں کو زکوٰۃ و خیرات کے مال و زردے کر اپنے زکوٰۃ و صدقات کو برباد ہونے سے بچانا بھی از حد ضروری ہے، ورنہ تمہارا مال و زر بھی ضائع ہو جائے گا اور

زکوٰۃ و صدقات ادا نہ کرنے کا وبال بھی تمہارے ذمے باقی رہ جائے گا، رب کریم آپ کو اور ہمیں حق سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین

دور حاضر میں زکوٰۃ و خیرات کے بہترین مصارف سنی دینی مدرسے ہیں کہ دینی طلباء کو زکوٰۃ وغیرہ دینا دوسروں کو دینے سے افضل ہے، سرکار اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں ”عظیم الشان مدارس کھولے جائیں تاکہ باقاعدہ تعلیمیں ہوں، طلباء کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں، مدرسوں کو پیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں“ مگر اس زمانے میں بہت سے مسلمان دینی اداروں کے بجائے شادیوں کے بیجا مطالبات پورا کرنے کے لئے صاحب نصاب اور غنی افراد کو نیز ہندی انگریزی اسکولوں اور کالجوں کو زکوٰۃ و خیرات بے سوچے سمجھے دینے لگے ہیں لہذا خوب یاد رکھیں ایسی صورت میں ہرگز زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

نوٹ: اہل خیر حضرات اس پمفلٹ کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں فوٹو کروا کر تقسیم کریں اور اس پر فتن دور میں ثواب عظیم حاصل کریں۔

شائع کردہ: مدرسہ گلشن رضا مقام و پوسٹ کولمبی ضلع ناندیڑ، مہاراشٹر

جاندار کی تصویر کا شرعی حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جاندار کی تصویر کھینچنا، بنوانا، روائے شرع کیسا ہے؟ کسی نبی ولی یا شہید کی تصویر کو اپنے مکان میں آویزاں کرنا اور اس میں پھول کے ہارڈالنا نیز اس کی تعظیم کے لئے اس کے سامنے جھکنا کیسا ہے؟ اور جاندار کے فوٹو گرافی کا پیشہ اختیار کرنا اور اس کی آمدنی کے بابت شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد نذیر رضوی

نائب صدر رضا اکیڈمی شاخ مکھیرہ تعلقہ ضلع ناندیڑ، مہاراشٹر

۷۸۶/۹۲

الجواب: اللهم هداية الحق والصواب بلا شك وشبه شريعت اسلامية
طاہرہ نے جاندار کی تصویر بنانے، بنوانے اور کھینچنے، کھینچوانے کو سخت حرام قرار دیا ہے،
حضرات انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی تصاویر کا بھی یہی حکم ہے، مکان میں بخمال
برکت کسی بزرگ کسی ولی کی تصویر کا رکھنا اور تعظیم کرنا حرام اشد حرام ہے، سرکار اعلیٰ
حضرت تحریر فرماتے ہیں ”بلکہ بالقصد ان تصویروں کی عظمت و حرمت کرنا اسے معظم
دینی سمجھنا، اسے تعظیماً بوسہ دینا، سر پر رکھنا، آنکھوں سے لگانا اس کے سامنے دست بستہ
کھڑا ہونا اسے دیکھ کر سر جھکانا وغیرہ افعال یہ سب سے اخبت اور قطعاً یقیناً جماعاً اشد
حرام اور سخت کبیرہ ملعونہ اور صریح کھلی بت پرستی سے ایک ہی قدم پیچھے ہے۔ (فتاویٰ
رضویہ جلد نہم نصف آخر صفحہ ۶۲ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

پھر فتاویٰ رضویہ ج ۹ نصف اول، ہی میں امام اہل سنت تحریر فرماتے ہیں، حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن، کعبہ معظمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے اس میں حضرت
ابراہیم، حضرت اسمعیل، حضرت مریم، ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیرہم کی
تصویروں پر نظر پڑی کچھ پیکر دار (جسم والی) کچھ نقش دیوار (دیوار پر نقش تھیں) حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویسے ہی پلٹ آئے اور فرمایا بیشک ان بنانے والوں کے کان تک بھی
یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی جاندار کی تصویر ہو اس میں ملائکہ رحمت
(رحمت کے فرشتے) نہیں جاتے پھر آپ کے حکم سے جتنی تصویریں منقوش تھیں سب
مٹا دی گئیں اور جتنی مجسم تھیں سب باہر نکال دی گئیں۔ (فتاویٰ رضویہ نہم ص ۱۴۵، ۱۴۶)

پھر آگے فرماتے ہیں امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی
ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جو تصویر بناتے ہیں قیامت کے
دن عذاب کئے جائیں گے ان سے کہا جائے گا یہ صورتیں جو تم نے بنائی تھیں ان

میں جان ڈالو۔ (فتاویٰ رضویہ نہم نصف اول ص ۱۴۴)

مسلمان بنظر ایمان دیکھے کہ صحیح صریح حدیثوں میں اس پر کیسی سخت سخت
وعیدیں فرمائیں گئیں۔

حدیث شریف میں ہے: ان اشد الناس عذاباً يوم القيامة
المصورون بیشک قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان پر ہوگا جو
جاندار کی تصویر بناتے ہیں (فتاویٰ رضویہ جلد نہم نصف اول مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)
اور فوٹو گرافی کا پیشہ اختیار کرنا حرام ہے، جو روپیہ اس حرام کمائی سے ملے وہ
ناپاک ہے اس روپیہ کو کھانے پینے میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے (فتاویٰ رضویہ
جلد نہم نصف آخر مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ص ۱۴۱)

مولائے کریم اس قسم کے پیشے سے مسلمانوں کو بچائے اور حلال پیشہ اختیار
کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے جاندار کی تصویر کھینچنا، کھینچنا حرام ہے مگر جہاں شرعی
ضرورت ہو وہاں علمائے اسلام نے اجازت دی ہے، جہاں تصویر کشی کی ضرورت
پیش آئے کسی معتبر دین دار عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالصمد قادری رضوی نوری اورنگ آبادی غفرلہ ربہ القوی

خادم مدرسہ گلشن رضا کولمبی ناندیڑ، مہاراشٹر

۲۹ رزی الحجہ ۱۴۲۵ھ مطابق ۹ فروری ۲۰۰۵ء بروز چہار شنبہ

تصدیق:

الجواب صحیح

غلام محی الدین صدیقی رضوی بلراپوری

۲۹/۱۲/۱۴۲۵ھ

منجانب: مدرسہ گلشن رضا، رضا نگر، کولمبی، ناندیڑ، مہاراشٹر

آپ کے نام اکابر علمائے اہل سنت کے مکاتیب

از: حضرت مفتی محمد صالح بریلوی صاحب قبلہ

بڑے خوش نصیب اور فیروز بخت ہیں وہ لوگ جو اپنے پیشواؤں کی تعلیمات اور لیل و نہار کے معمولات کو روشنی میں لا کر اقوام عالم کو طریقہ حسنہ کی دعوت دیتے ہیں انہیں فیروز مندوں میں سے ایک مولانا عبدالصمد قادری سلمہ ہیں جو اپنے مرشد اجازت و استاذ گرامی بدر ملت حضرت مولانا مفتی بدر الدین احمد قادری علیہ الرحمہ کی دینی و روحانی شخصیت پر ملک و بیرون ملک کے مایہ ناز قلم کاروں کے مضامین کا ایک حسین گلدستہ پیش کر رہے ہیں، عزیز القدر مولانا غلام شرف الدین کے زبانی معلوم ہوا کہ اس کا نام ”معارف بدر العلماء“ رکھا جائے گا، اللہ تعالیٰ مولانا عبدالصمد قادری سلمہ اور ان کے معاونین کی محنت اور ان کی سعی مشکور فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیر محمد صالح القادری بریلوی غفی عنہ

۱۱/ جمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۸ جولائی ۲۰۰۶ء بروز شنبہ

(معارف بدر العلماء)

حضرت علامہ حامد القادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی

خانقاہ قادریہ تھتیاں شریف بلور ضلع مظفر پور، بہار

عالیجناب محترم مولانا عبدالصمد صاحب قادری زید مجدکم

سلام و رحمت

مزاج ہمایوں وجہ نگارش اینکہ ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کے شمارہ ماہ اپریل

۲۰۰۲ء میں بدر ملت نمبر کے مضامین و مقالات طلبی کا اعلان دیکھا بڑی مسرت ہوئی کہ اب اپنے لوگ اپنے اکابرین کی زندگیوں کو کتابوں میں محفوظ کرنے کی جانب قدم بڑھانے لگے ہیں، آپ کا یہ قدم بہت بابرکت ہے خداوند قدوس مزید خدمت و اشاعت مذہب کی توفیق اور صلاحیت ارزاں فرمائے۔ آمین
ایک مختصر سا مقالہ عنوان کی مناسبت سے حاضر خدمت ہے شریک اشاعت کر کے شکر گزار کریں۔

مخلص حامد القادری غفرلہ

۱۱/ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ

جامعہ مدینۃ العلوم پھکولی شریف، پوسٹ کورولی، ضلع مظفر پور بہار

(معارف بدر العلماء ص ۴۰)

حضرت علامہ محمد منشا تابش صاحب قبلہ قصوری مدظلہ العالی

استاذ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، پاکستان

۷۸۶/۹۲

برادر دینی حضرت مولانا عبدالصمد صاحب قادری زید مجدکم

سلام و رحمت

مزاج گرامی آپ کے بار بار تقاضے نے مجبور کیا اور یہ تحریر حاضر ہے کہ یہ دونوں خطوط مکتوبات بدر ملت میں شائع ہو چکے ہیں تاہم اس مضمون کے ساتھ ان کی اہمیت بڑھ گئی ہے لہذا اسے قبول کریں میرا خیال تھا کہ کم از کم ۸۰/۷۰ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ تیار کروں مگر عدیم الفرصتی آڑے آرہی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو ان شاء اللہ العزیز حضرت کے مکتوبات کی روشنی میں

ایک رسالہ تیار کروں گا، بہر حال یہ مضمون جس کتاب میں شائع ہو تو عنایت فرمائیں۔
علامہ حسن علی رضوی مدظلہ العالی کی طرف خط لکھیں تو آگاہی فرمائیں اور
مضمون کی وصولی کی مجھے اطلاع دیں، باقی حالات لائق صد شکر ہیں۔

والسلام مع الاکرام

تابش قصوری

لاہور پاکستان (معارف بدر العلماء ص ۷۳)

حضرت علامہ محمد عیسیٰ رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج ضلع قنوج (یوپی)

محترم گرامی حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قبلہ قادری

مزار مبارک!

سلام مسنون

مکتوب گرامی ملا، حالات معلوم ہوئے اور ساتھ تعمیر ادب حصہ پنجم بھی
موصول ہوئی، دیکھ کر بے پناہ مسرت ہوئی کہ آپ نے جس نہج پر کام کرنا شروع کیا
ہے وہ ایک خوش آئند اقدام اور عملی پیش رفت ہے، آپ نے جو ضمیمہ لگا کر اس میں
(یعنی تعمیر ادب میں) پیوند کاری کی ہے وہ بھی یقیناً بالکلیہ حضرت بدرملت ہی کے
انداز تحریر سے ملتا جلتا ہے بلکہ ایسا گمان ہوتا ہے کہ وہ بھی حضرت بدرملت ہی کی تحریر
و کاوش ہے۔ خدائے قدیر آپ کے قلم کو سلامت رکھے اور بیش از بیش دین و سنیت
کی خدمت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک گزارش یہ ہے کہ بدرملت کے تعلق سے جو نمبر شائع ہوگا اس کا نام اگر ”بدر
العلماء“ نمبر ہو تو میرے مقالے کا عنوان ”بدرملت“ کی بجائے بدر العلماء اور خدمت
خلق اور اصلاح معاشرہ کر دیں ورنہ اگر ”بدرملت نمبر“ ہو تو تبدیلی کی حاجت نہیں۔

اس بات سے بھی بے پناہ مسرت ہوئی کہ آپ حدائق بخشش وغیرہ پا کٹ سائز
میں چھپوا رہے ہیں اور آپ کو قبائلیہ بخشش کے لئے حضرت جمیل بریلوی کی حیات
و خدمات کی ضرورت ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ مجھے بھی ان کے بارے میں
کچھ معلوم نہیں، صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ اعلیٰ حضرت وغیرہ کے یہاں میلاد شریف
عمدہ انداز میں پڑھتے تھے، بہت بڑے نعت خواں تھے پھر میلاد خوانی کی برکت سے
وہ ایک اچھے نعت گو اور شاعر بن گئے، ہو سکے تو ان کے حالات کے لئے ”حیات اعلیٰ
حضرت“ جدید دیکھیں، میں نے ابھی دیکھا نہیں ہے یہ صرف اندازہ لگا رہا ہوں اور
یہ کہ ان کے حالات جاننے کے لئے آپ بریلی شریف کے صوفی اقبال صاحب سے
رابطہ کریں کیوں کہ سب سے پہلے قبائلیہ بخشش وہیں سے چھپی تھی۔

فقط

محمد عیسیٰ قادری رضوی

(معارف بدر العلماء ص ۲۳/۲۴)

(۲)

محترم گرامی حضرت علامہ صوفی عبدالصمد صاحب قادری

سلام مسنون

مزار مبارک آپ کے پیہم اصرار و تقاضے پر حضرت بدرملت کے تعلق سے یہ
چند سطریں ”بدرملت اور خدمت خلق و اصلاح معاشرہ“ کے عنوان سے بھیج رہا ہوں
ملنے ہی جواب سے نوازیں۔

آپ نے جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے وہ ملت کے لئے خوش آئند اقدام اور وقت
کی ضرورت ہے خصوصاً ”بدرملت نمبر“ کی تیاری اور اس کا پروگرام سن کر دنیاے
سنیت میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔

آج بدر ملت کے کارناموں کو منظر عام پر لانے کی بے حد ضرورت ہے یہ تو ہمارے اکابر علما میں سے ہیں ان کا تو جواب ہی نہیں، ویسے یہ کام اور پہلے ہونے کی بات تھی مگر دیر آید درست آید کے پیش نظر اس میں جامعیت و افادیت زیادہ ہوگئی جیسا کہ ہماری غفلت و بے توجہی سے نہ جانے علم و فضل کے کتنے آفتاب و ماہتاب اپنے علمی کارناموں کے ساتھ وقت کی سیاہی میں روپوش ہو گئے آج ان کا کوئی نام لینے والا نہیں، حالانکہ ان کے کارنامے ملت کے لئے مشعل راہ اور ہدایت کی کنجی ہیں۔

اس کے برخلاف ہمارے اغیار میں تفوق و تعلیٰ ہے وہ ضرورت سے بھی زائد ہے ان کے یہاں کا کوئی بھی علمی شخص ان کی بے اعتنائی کا شکار نہ ہوا جب کہ زیادہ تر کا حال یہ ہے کہ وہ ضروری مسائل سے بھی واقف و آگاہ نہیں تھے، مگر انہیں فرید ہر اور وحید عصر بنا کر پیش کیا گیا ہے اور ان پر کئی کئی جلدوں میں کتاب لکھی گئی، گویا کہ رائی کو پہاڑ بنایا گیا ہے، یہ مطلب نہیں کہ ہم بھی ایسا کریں، رونا یہ ہے کہ علما و فضلا ہماری جماعت کی جان و شان تھے انھیں بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے، اس میں کوئی راز ہو یا نہ ہو، ہماری غفلت و بے توجہی ضرور ہے، بدر ملت کے تعلق سے جو کام آپ نے کیا یا کر رہے ہیں وہ وقت کی ضرورت اور وقت کی آواز ہے، آپ کے جو جذبات ہیں ان کی قدر کی جائے گی اور ایک دن وہ آئے گا کہ زمانہ آپ کو داد و تحسین کا خراج پیش کرے گا، خدا کرے آپ بعافیت ہوں، آپ کی ارسال کردہ جملہ کتابیں مجھے مل چکی ہیں اور بعض مدرسہ کی لائبریری کے حوالے کر دی گئی ہیں، ازیں قبل میں جواب نہ لکھ سکا اس کا کچھ خیال نہ فرمائیں الحاج توفیق احمد صاحب سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہہ دیں اور دیگر مدرسین و احباب کو بھی میرا سلام عرض ہے۔

فقط والسلام

محمد عیسیٰ قادری رضوی

(ماخوذ از معارف بدر العلماء ص ۱۱۸)

حضرت سید محمد علیم الدین اصدق صاحب قبلہ
بانی و مہتمم دارالعلوم قادریہ غریب نواز، لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ
۷۸۶/۹۲

مکرمی..... حضرت مولانا عبدالصمد صاحب قبلہ قادری رضوی زید مجدہم
سلام مسنون

یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ آپ بدر العلما حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر اصحاب لوح و قلم کے مقالات کا مجموعہ بنام ”معارف بدر ملت“ نکال رہے ہیں، آپ کے اس حسین اقدام پر بصمیم قلب میری طرف سے مبارک باد پیش ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی قبر اقدس پر رحمت و نور کی بارش فرمائے اور حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب دامت فیوضہم کی اس سعی جمیل کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم الامین و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔

فقط: سید علیم الدین اصدق مصباحی اعظمی

۲۵ جمادی الآخرہ ۱۴۲۶ھ مطابق یکم اگست ۲۰۰۵ء

(معارف بدر العلماء ص ۳۵)

حضرت مفتی عنایت احمد نعیمی علیہ الرحمہ

اترولہ، ضلع بلراپور، یوپی

برادر مخلص، محب اسعد مولانا عبدالصمد القادری خلیفہ حضور بدر ملت کے
اصرار پیہم پر یہ چند سطور معرض تحریر میں آگئے، حق یہ ہے کہ مولانا صاحب کو یہ خوبی

بھی حضرت بدرملت سے بطور وراثت ملی ہے کہ وہ بھی علما کو کام کے لئے ابھارتے کچھ نہ کچھ کرنے کو کہتے رہتے، جس کی طرف کچھ اشارہ خادم نے نو بہار نوازش ترجمہ حدائق بخشش کے عرض حال میں کیا ہے، بالکل حضرت بدرملت کے انداز پر مولانا صاحب نے خطوط کے ذریعہ اور بالمشافہ بھی بار بار کچھ لکھنے کا تقاضہ کیا جس کے نتیجہ میں یہ چند سطور سپرد قریطاس ہوئے۔ (معارف بدرالعلماء صفحہ ۱۶۷)

حضرت علامہ مفتی ابوالحسن قادری مدظلہ العالی

اللہ کریم حضرت بدرملت علیہ الرحمہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قبلہ قادری رضوی نوری دام ظلہ نگران اعلیٰ دارالعلوم اہل سنت گلشن رضا کولبی، نانڈیٹ، مہاراشٹر کو فلاح دنیا اور سعادت عقبیٰ سے سرفراز فرمائے کہ انہوں نے حضرت بدرملت علیہ الرحمہ کی بعض غیر مطبوعہ اور بعض مطبوعہ تصنیفات کو از سر نو منظر عام پر لانے کا کارنامہ انجام دیا، پھر تقریباً پانچ سال کی مسلسل جدوجہد اور بے پایاں کوششوں کے ذریعہ ان کی زندگی پر عظیم الشان دستاویز بنام معارف بدرالعلماء بروئے عام لانے کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بہترین صلہ دے، بدرملت علیہ الرحمہ کے فیوض ان کے علم و عمل، تقویٰ کا کچھ حصہ انہیں اور ہمیں اور افراد اہل سنت کو عطا فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

محمد ابوالحسن قادری مصباحی

خادم افتاء و تدریس قادریہ غریب نواز

ساؤتھ افریقہ

مفتی ولی محمد رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

حضرت مولانا عبدالصمد صاحب قادری رضوی نوری اورنگ آبادی خلیفہ حضور بدرملت علیہ الرحمہ لائق صد مبارک باد ہیں کہ انہوں نے قبلہ موصوف علیہ الرحمہ کے قلمی جواہر پارے طباعت کرا کے دور، دور تک پھیلانے کا بیڑا اٹھایا ہے اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوئے، ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے یہ سعادت مندی کا طریقہ و وطیرہ ہے، مولانا تعالیٰ اس مشن میں خوب خوب کامیابی عطا فرمائے اور امید سے زیادہ کامرانی عطا فرمائے۔ آمین

حضور بدرملت علیہ الرحمہ کے مزار مبارک پر صبح قیامت تک اپنی رحمتوں کے پھول برسائے، ان کے طفیل ہم غربائے اہل سنت کے ایمان و آبرو اور جان و مال کی حفاظت کے ساتھ آخری وقت کلمہ حق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاء سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام الف الف مرة بعدد کل ذرة

فقط

ولی محمد رضوی عفی عنہ

خادم سنی تبلیغی جماعت باسنی ضلع ناگور شریف، راجستھان

۱۱ شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ (معارف بدرالعلماء ص ۳۱۵)

حق گوئی و بیباکی

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی

علمائے دین کا حق گو اور بے باک ہونا ضروری ہے، ان پر لازم ہے کہ باطل سے نہ ڈریں اور بلا خوف لومۃ لائم حق کو بیان کریں۔ جس کے اندر یہ جوہر نہیں ہے وہ حقیقت میں نائب رسول کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

الحمد للہ یہ خوبی صوفی ملت کے اندر بدرجہ اتم موجود ہے۔ خدا کے فضل اور سرکار کے کرم سے آپ نے بڑی بڑی طاقت رکھنے والے کی پروا کئے بغیر بہت سے موقعوں پر حق گوئی کا مظاہرہ کیا ہے جن میں سے چند اہم واقعات ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں:

شاہجہانی مسجد اجمیر مقدس اور وہاں کی

پولیس چوکی میں حق گوئی

مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی یوپی میں جماعت ثانیہ کے سالانہ امتحان سے فارغ ہونے کے بعد آپ ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ مطابق جون ۱۹۷۹ء تعطیل کلاں کے موقع پر آپ اپنے مربی حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان سے اپنے ملک کے مخصوص مزارات مقدسہ پر حاضری کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور دعاؤں کے ساتھ آپ سے اجازت کے طالب ہوئے۔ اس پر حضور والا نے خوشی کا اظہار فرمایا اور دعاؤں کے ساتھ اجازت عطا فرماتے ہوئے بہرائچ شریف، بریلی شریف اور اجمیر شریف کی سرکاروں میں حاضری پر اپنی جانب سے استغاثہ کے کلمات تحریر فرما کر عنایت فرمایا۔ جسے من وعن افادہ مسلمین کی خاطر یہاں نقل کیا جا رہا ہے۔

استغاثہ بدر گاہ سرکار غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: بدرالدین احمد خادم مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی (یوپی)

یا سیدی! السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

میں دینی دنیوی حیثیت سے پریشان حال ہوں، سرکار کے نگاہ کرم کا محتاج ہوں۔ فحسب بدرالدین احمد

استغاثہ بدر گاہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: بدرالدین احمد

یا مرشدی یا سیدی! السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

بارگاہ رضویت کا نام لیوا بدرالدین احمد بیکس و بے نوا ہے، اس کے حق میں تجلّی جلال کا ظہور ہے۔ سرکار کرم فرمائیں کہ تجلّی جمال کے ظہور کی ٹھنڈک بدرالدین احمد کو نصیب ہو۔ یا سیدی الغیاث الغیاث فحسب بدرالدین احمد

استغاثہ بدر گاہ سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا سیدی! السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

بارگاہ غوثیت کا نالیوا بدرالدین احمد بیکس و بے نوا سرکار کی سلطنت ہند کی رعیت ہے۔ سرکار کو رب العزّة جل شانہ نے غریب نواز بنایا ہے۔ یہ بے نوا اپنے کندھے پر قرض کا بوجھ رکھتا ہے۔ یا سرکار غریب نواز الغیاث الغیاث! یا سیدی! سگان دنیا کی طرف جھکنے سے بچائیے۔ المدد المدد المدد فحسب بدرالدین احمد

نذر و ایصال ثواب کا طریقہ

یا اللہ یا رحمن یا رحیم جو کچھ میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور جو کلمہ درود شریف اور ذکر و اذکار کیا اور شیرینی جو میرے سامنے ہے ان کو تو اپنی بارگاہ کریم میں قبولیت کا شرف عطا فرما، اور اس کا ثواب ہمارے عمل کے لائق نہیں بلکہ تو اپنے کرم کے لائق عطا فرما کر میری جانب سے نذر بنا کر سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا دے۔ پھر حضرات انبیائے کرام اور رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کرم میں نذر پہنچا دے۔ پھر حضرات صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین و حضرات ازواج مطہرات بالخصوص حضرت خدیجہ الکبریٰ و حضرت عائشہ صدیقہ کی بارگاہ کرم میں نذر پہنچا دے اور حضرات اصول و فروع نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالخصوص سیدہ بتول زہرا اور ان کی ذریت طیبہ کی بارگاہ کرم میں پہنچا دے پھر جمیع علما، صوفیا، شہداء، بالخصوص سرکار غوث اعظم، سرکار غریب نواز، سرکار اعلیٰ حضرت، سرکار مفتی اعظم و جملہ اولیائے کرام کی بارگاہوں میں نذر پہنچا دے۔

آپ اس مبارک سفر کی روانگی کے وقت حضور استاذ گرامی قبلہ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے سلام و مصافحہ کے بعد آپ کی دعاؤں کے ساتھ مذکورہ تاریخ کو مدرسہ غوثیہ بڑھیا سے روانہ ہوئے، بلراپور کے مخصوص احباب اہل سنت سے ملاقات کرتے ہوئے بہرائچ شریف، پبلی بھیت شریف حاضری دیتے ہوئے بریلی شریف بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضری نصیب ہوئی، وہاں مرشد برحق سرکار حضور مفتی اعظم قدس سرہ العزیز کا دیدار و زیارت اور درگاہ امام اہل سنت میں روزانہ بار بار حاضری سے مشرف ہوتے رہے اور یہ سلسلہ تقریباً پندرہ روز تک جاری رہا۔ رمضان

المبارک کی آمد آمد سے قبل مرشد برحق سرکار حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان سے اجازت اور دعا لے کر کلیر شریف پھر اوائل رمضان شریف ۱۳۹۹ھ میں دہلی پہونچے اور دو تین روز قیام کر کے وہاں کے مخصوص اور مشہور اولیائے کرام کی بارگاہوں میں اطمینان و سکون کے ساتھ حاضری دیتے رہے۔ وہاں کی حاضری سے فرصت کے بعد بذریعہ ٹرین اجمیر مقدس پہونچے۔ وہاں پہونچنے کے بعد بفضلہ تعالیٰ سرکار غریب نواز کے روضہ مبارکہ سے بالکل قریب ہی مولانا سید مہدی حسن صاحب کے دولت کدہ بیت النور میں قیام و طعام کا معقول بندوبست ہو گیا۔ اور بارگاہ خواجہ علیہ الرحمۃ والرضوان میں روزانہ متعدد بار حاضری کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ ماہ مبارک کا روزہ تلاوت قرآن شریف کا سلسلہ جاری رہا اور نماز پنجگانہ وہاں کی شاہجہانی مسجد میں امام موافق نہ ہونے کے باعث الگ ادا کرتے رہے۔ اسی سفر میں بریلی شریف کے علاوہ تقریباً دوسرے مقامات پر بھی الگ ہی نماز پڑھتے رہے۔

اس وقت اجمیر معلیٰ کی مسجد مذکورہ میں جو امام و خطیب کے عہدہ پر فائز تھا اس کا نام محمد تکی تھا وہ صلح کلی مزاج کا آدمی تھا۔ حق و باطل کے درمیان امتیاز کا ذرہ برابر بھی اس شخص کو پاس و لحاظ نہیں تھا۔ وہاں حاضری دیتے ہوئے جب کئی روز گزر گئے تو تحقیق کے ساتھ معلوم ہوا کہ یہاں تراویح میں جو حافظ قرآن شریف سنارہا ہے وہ کٹر دیوبندی عقیدے کا ملا ہے۔ ضلع مظفرنگر مدرسہ مظاہر العلوم کا سند یافتہ ہے اور اس مرتد بے دین کی اقتداء وہاں کا امام بھی کر رہا ہے۔ گنبد غریب نواز کے سایہ میں جامع مسجد کی یہ حالت ملاحظہ کر کے آپ کو بہت ہی زیادہ تشویش و فکر لاحق ہوئی اور سوچنے لگے آج کل درگاہوں اور خانقاہوں میں دین و ایمان سے کس قدر بے حسی اور بے قدری کا غلبہ ہے۔ بفضلہ تعالیٰ مسئلہ شرعی کو آشکارہ کرنے کے لیے آپ نے کمر ہمت باندھا اور غوث و خواجہ اور رضا کا نام لے کر نماز تراویح ختم ہونے کے بعد مسجد کے اندر

پہونچ گئے اور حافظ کے دیوبندی ہونے کا اعلان کیا اور دیوبندیوں کی اقتداء میں نماز سے متعلق فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ کا شرعی فتویٰ مصدقہ محررہ ۱۶/ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ (جس کی تصدیق سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے فرمائی تھی) موجود تھا۔ اسے وہیں مجمع عام میں پڑھ کر سنایا۔ فتویٰ کی عبارت اس طرح ہے ”دیوبندی کی نماز قطعاً نہیں ہوتی۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنی نہ پڑھنے کے برابر ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔ دیوبندیوں نے شان الوہیت و رسالت میں شدید گستاخیاں کی ہیں جن کے بنا پر علمائے عرب و عجم ہندو سندھ نے (فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ) میں ان کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ لوگ کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں ایسے کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور جب یہ لوگ کافر و مرتد ہیں تو نہ ان کی نماز، نماز ہے۔ نہ ان کے پیچھے کسی کی نماز درست۔ واللہ تعالیٰ اعلم

یہ شرعی حکم سننے کے بعد بھی اس ملا نے اپنے دیوبندی ہونے کا انکار نہیں کیا اور اپنے باطل عقیدے پر ڈٹا رہا اتنے واضح انداز میں حکم شرع ظاہر ہو جانے کے بعد بھی جاہل اجڈ رافضیت زدہ خادم کہلانے والوں نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ بعض شرپسندوں نے آپ کو ایذا بھی پہونچایا۔ مگر ان ناموافق حالات میں آپ گھبرائے نہیں اور سرکاروں کے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے حق پر ڈٹے رہے اور بار بار اعلان حق کرتے رہے مگر اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی وہاں کے لوگ دیوبندی امام کو مصلیٰ سے ہٹانے کیلئے آمادہ نہیں ہوئے اور نہ ہی وہاں کا امام حق کی حمایت میں ایک دو جملہ بولنے کو تیار ہوا۔ آپ کا ساتھ دینے والے نہیں کے برابر رہے۔ اور ظلم بالائے ظلم یہ کہ کچھ شرپسندوں نے آپ کے خلاف پولیس اسٹیشن میں مقدمہ دائر کر دیا۔ قارئین کرام ملاحظہ کریں کہ آپ نے شریعت اسلامیہ کے کتنے اہم مسئلہ سے مسلمانوں کو

روشناس کرایا تھا۔ جس پر عمل کر کے عاقبت و آخرت سنوارتے مگر ان عقل کے اندھوں میں کچھ شرپسند ز دوکوب پر آمادہ ہو گئے، مگر وطن سے دور ہونے کے باوجود مولیٰ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان ناموافق حالات میں آپ کے پائے استقامت میں ذرہ برابر لغزش نہیں آئی اور شرعی موقف پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہے۔ معمولات کے مطابق بارگاہ غریب نواز میں حاضری دیتے رہے اور اپنی نمازوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ باہر سے آنے والے زائرین کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے۔ اس معاملہ کے تقریباً ایک ماہ گزرنے کے بعد جمعہ کا دن تھا۔ غالباً نو یا دس بج رہے ہوں گے۔ آپ صاف صفائی اور غسل وغیرہ کی تیاری میں تھے کہ اچانک بیت النور بلڈنگ کے دروازے پر ایک شخص آپ کا نام لے کر آواز لگانے لگا۔ آپ نے اوپر کے محلے سے کنارے آ کر دیکھا تو ایک آدمی کھڑا تھا۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں پولیس چوکی سے آیا ہوں۔ عبد الصمد قادری کس کا نام ہے؟ انہیں وہاں بلایا گیا ہے۔ اس پر بلا کسی خوف و حراس کے آپ نے بتایا اس نام کا بجمہ تعالیٰ میں ہی ہوں۔ اس پر اس قاصد نے کہا بہت اچھی بات آپ نیچے تشریف لائیں اور میرے ساتھ پولیس چوکی چلیں۔ اس شخص کے کہنے پر فوراً تیار ہو کر نیچے اترے اور اس کے ساتھ تنہا چوکی کیلئے روانہ ہو گئے۔ وہاں پہونچنے پر پولیس افسر نے باعزت طریقے پر کرسی پر اپنے قریب بیٹھایا اور سنجیدگی کے ساتھ سوالات کرتا گیا۔ اپنے سرکاروں کی پشت پناہی کے صدقے میں رب کریم نے انتہائی کرم فرمایا کہ حضور بدر ملت کی درسگاہ کے ابتدائی درجہ کا طالب علم ہونے کے باوجود پولیس والے کو معقول جواب دیتے گئے اور آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ خدا و رسول اور صحابہ عظام اور اولیائے کرام کی شان میں گستاخی اور تہربازی کے سبب دیوبندی، وہابی، ندوی، نیچری، تبلیغی، مودودی اور رافضی وغیرہ فرقے کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں۔ ان کے پیچھے خوش

عقیدہ سنی مسلمانوں کی نماز نہیں ہو سکتی۔ اس لیے اسلامی فریضہ ادا کرتے ہوئے میں نے مسلمانوں کو شرعی حکم سے آگاہ کیا۔ اس میں میرا کیا قصور؟ اس حقانی گفتگو کو سننے کے بعد پولیس والے آپ سے بہت متاثر ہوئے اور ان لوگوں نے کہا کہ آپ کا کوئی قصور نہیں۔ آپ حق پر ہیں۔ حضرت کا نام اور پتہ وغیرہ اپنے رجسٹر میں درج کرنے کے بعد کہا۔ آپ پر کوئی الزام نہیں آپ جائیں اور اپنے قیام گاہ پر آرام سے رہیں اور جب تک یہاں اقامت رہے اپنے طور پر بارگاہ غریب نواز میں حاضری دیتے رہیں اور نماز پڑھتے رہیں۔ ہاں اس بات کا خیال رکھیں گے کہ ہنگامہ وغیرہ کی کوئی صورت پیدا نہ ہونے پائے۔ بفضلہ تعالیٰ و بعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء جب آپ وہاں سے مظفر و منصور ہو کر چلنے لگے تو اس وقت بیت النور والے حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحب چوکی پر آپ کی خیریت لینے کے لیے پہونچے پولیس والے نے انہیں مبارک باد دی اور وہ آپ کو ساتھ لے کر واپس ہوئے۔ اس طرح وہاں آپ کا قیام ماہ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ تک رہا۔ اور تبلیغ سنیت و رضویت کا سلسلہ جاری رہا اور دارالعلوم معینیہ عثمانیہ میں داخلہ لے کر حضرت مولانا مقصود عالم صاحب قادری سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ کئی ماہ کے بعد جب آپ کی حاضری حضور بدرملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں ہوئی اور اس واقعہ کو حضرت علیہ الرحمہ نے سماعت فرمایا تو آپ بہت خوش ہوئے اور بہت دعاؤں سے نوازا۔ مزید آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس واقعہ کو قلمبند کر کے ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف میں شائع کرانے کی کوشش کریں۔ مگر کسی وجہ سے حضرت کے حکم کی تعمیل نہ ہو سکی تھی جو آپ پر قرض تھا۔ لہذا اسے یہاں دور حاضر کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی نیت سے پیش کیا جا رہا ہے۔

نایگاؤں پولیس اسٹیشن میں اعلان حق اور ابطال باطل

۲۸ ربیع الغوث ۱۴۲۱ھ مطابق جولائی ۲۰۰۰ء بروز دوشنبہ مبارک حاجی توفیق رضوی کی دعوت پر دینی خدمت کی نیت سے مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ مہاراشٹر پہونچے اور وہاں کی تقرری کے بعد بفضلہ تعالیٰ تقریباً ۱۶ سال تک مستقل طور پر دینی خدمات میں مشغول و منہمک رہے لیکن ۱۴۳۷ھ ماہ ربیع الغوث ہی میں وہاں کے کچھ ناموافق حالات کے بنا پر مستعفی ہو کر وہاں سے الگ ہو گئے۔

مذکورہ ادارہ کو حاجی صاحب نے غیر آباد کوردہ اور سنگلاخ علاقے میں جنگل اور پہاڑی کے دامن میں قائم کیا ہے۔ وہاں اس وقت روزمرہ کی ضروری اشیاء بھی دشواری سے دستیاب ہو پاتی تھیں۔ صرف وہاں قیام کرنا ہی ایک مجاہدہ سے کم نہ تھا مگر آپ نے کمر ہمت باندھ کر وہاں رہنے پر اپنے آپ کو دینی خدمت کے لیے آمادہ کر لیا۔ اور بفضلہ تعالیٰ و بعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء خلوص و للہیت کے ساتھ اپنی نگرانی میں اس ادارے کی تعلیمی، تربیتی، تبلیغی اور اشاعتی ترقی کے کام میں لگ گئے، بالخصوص اشاعتی شعبہ کے ذریعہ دینی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے دور حاضر کا خطرناک فتنہ فرقہ و ہابیہ، دیوبندیہ، تبلیغیہ، مودودیہ، ندویہ، رافضیہ اور صلح کلیہ کے رد میں اردو اور ہندی زبان میں ہزاروں ہزار کی تعداد میں کتابیں، پوسٹر اور پمفلٹ طبع کروا کے ملک و بیرون ملک تک پھیلانے گئے۔ ضلع ناندیڑ اور اس کے قریب کے اضلاع میں تقسیم کروانے میں زیادہ توجہ دی گئی۔ مندرجہ ذیل پوسٹر اور پمفلٹ جیسے ”مسلمانو! وہابیوں سے بچو، تبلیغی جماعت کیا ہے؟ اور وہابیوں سے نکاح، ان کا

ذبیحہ نیز ان کے جنازے کا شرعی حکم سنی مساجد میں آویزاں کئے گئے۔ اور تقسیم بھی کروائے گئے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اہم کام یہ بھی کیا گیا کہ اس علاقہ کی سنی مسجدوں کے دروازے پر بورڈ لگوائے گئے جس میں یہ تحریر لکھی گئی تھی کہ ”اس مسجد میں صرف سنی ہی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں، مودودیوں، ندویوں، نچریوں، رافضیوں اور صلح کلیوں کا یہاں داخلہ ممنوع ہے۔ سرکاروں کے کرم سے تعلیمات اعلیٰ حضرت کے مطابق اس انوکھے طرز تبلیغ کے بہت اچھے اثرات ظاہر ہونے لگے اور بحمدہ تبارک و تعالیٰ و بعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء تبلیغیت اور مودودیت کا قافیہ تنگ ہونے لگا۔ اس طرز تبلیغ سے باطل فرقوں میں بوکھلاہٹ پیدا ہوگئی اور آپ کے خلاف وہ لوگ فون پر گالی گلوں اور شور شرابا برپا کرنے لگے۔ ناندیڑ کے وہابیوں، تبلیغیوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ۲۲/ ذی القعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۴ دسمبر ۲۰۰۶ء کا مرتب کردہ آپ کے پمفلٹ ”وہابیوں سے نکاح، ان کا ذبیحہ نیز ان کے جنازے کا شرعی حکم“ کو ہتھکنڈا بنا کر ضلع کے ڈی ایس پی آفس میں آپ کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ اور خوشی میں اچھلنے کودنے لگے۔ فون پر مغالطہ گالیوں کا سلسلہ بڑھا دیا۔ اور اپنی فتح کے گلے بجانے لگے اور شیطانی گروہ یہ سمجھنے لگا کہ اب تو ان کی ساری کارروائیوں اور طرز تبلیغ پر بند باندھ دیئے۔ مگر ان عقل کے اندھوں کو اس بات کی مطلق خبر نہ رہی کہ ان کے پیشواؤں نے خدا و رسول، صحابہ کرام اور بزرگوں کی عظیم شان میں جو توہینیں اور گستاخیاں کی ہیں وہ چھپی ہوئی نہیں ہیں بلکہ ان کی کتابوں میں انہیں کے مکتبوں سے چھپی ہوئی ہیں۔ ان کی کتابیں تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ، حفظ الایمان اور بہشتی زیور (ترتیب دہندگان ملا اسماعیل دہلوی، ملا قاسم نانوتوی، ملا خلیل احمد انبٹھوی، ملا رشید احمد گنگوہی اور ملا اشرف علی تھانوی) جب ان کے سامنے کھولی

جائیں گی تو ہم کس بل میں منہ چھپائیں گے اور لوگوں کو کیا منہ دکھائیں گے۔ بہر حال ان کی کارروائی کے مطابق D.S.P نے آپ کے نام نوٹس نائیگاؤں پولیس اسٹیشن کو بھیجا۔ داروغہ نے وہاں سے نوٹس کے جواب کے لیے آپ کو طلب کیا۔ اس بات کی خبر جب حاجی توفیق صاحب ناظم مدرسہ گلشن رضا کولمبی کو ہوئی تو اس موقع پر حاجی صاحب نے بحمدہ تعالیٰ جم کر ساتھ دیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے آپ کے ساتھ حضرت مولانا غلام شرف الدین صاحب رضوی اور مجاہد سنیت حضرت مولانا قاری شاہد رضا صاحب رضوی اور ناندیڑ سے ایک وکیل کو بلوا کر اپنے مکان میں کئی نشست کروائی۔ اس بیٹھک میں ان کی گستاخانہ عبارتوں کے کفری ہونے پر قرآن وحدیث اور فقہ کی بڑی بڑی کتابوں سے معتبر حوالہ جات جمع کئے گئے۔ پولیس افسر کو دکھانے اور آسانی سے سمجھانے کے لیے وکیل کے ذریعہ کچھ عبارتوں کا مراٹھی اور انگریزی زبان میں ترجمہ کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ بدر العلماء کی ایمان افروز تصنیف جس میں پوری وہابیت کی تاریخ الٹ کر رکھ دی گئی ہے اور سرکار اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ حسام الحرمین کی حقانیت پر ضلع فیض آباد (یوپی) کے مجسٹریٹ اور جج مہابیر پرشاد اگروال اور یعقوب علی کے فیصلوں کا انگریزی متن بھی شامل ہے اس کتاب کو بھی ساتھ لے لیا گیا۔ اب بحمدہ تعالیٰ پوری تیاری کے ساتھ بعد نماز ظہر اپنے بزرگوں کی روحانی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے آپ اور آپ کے ساتھ حضرت مولانا غلام شرف الدین صاحب رضوی اور حضرت مولانا قاری شاہد رضا صاحب رضوی تھانہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ وہاں پہونچنے کے بعد داروغہ سے ملاقات ہوئی۔ اپنے کمرے میں آپ لوگوں کو بیٹھایا اور کافی دیر تک فرقہ باطلہ وہابیہ، دیوبندیہ، تبلیغیہ وغیرہ کے متعلق سوال وجواب کا سلسلہ قائم رہا۔ بیچ بیچ میں ان کی کتابوں سے ان کی کفری عبارتوں کو بھی اسے سنایا گیا۔ اخیر میں پولیس والے کو سوانح اعلیٰ حضرت کا انگریزی متن بھی

ملاحظہ کرنے کو دیا گیا۔ حاصل کلام یہ کہ غلامانِ رضا نے وہابیوں، دیوبندیوں اور تبلیغیوں کے عقائدِ باطلہ کو داروغہ کے سامنے واضح کر دیا۔ جس سے وہ بفضلہ تبارک و تعالیٰ و بعون سرکارِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء حد درجہ مطمئن اور خوش ہوا۔ اور اظہارِ مسرت ظاہر کرتے ہوئے اس نے یہ جملہ کہا کہ ”یہ تو آپ لوگ بہت ہی اچھا کام انجام دے رہے ہیں کہ ایمان کے لٹیروں سے مسلمانوں کا ایمان بچا رہے ہیں۔ آپ لوگ بے قصور ہیں۔ میں اجازت دیتا ہوں کہ بلا کسی جھجک، روک ٹوک اور بلا خوف و خطر اس سلسلے کو جاری رکھئے۔ اور اگر اس راہ میں پھر کوئی پریشانی آئے تو ہم آپ لوگوں کے تعاون کے لیے ساتھ ہیں۔ آپ کے خلاف دیوبندیوں کی طرف سے جو ناشکی گئی تھی داروغہ نے آپ کے حق میں رپورٹ دیا۔

نائیگاؤں بازار کے داروغہ نے جب اپنی رپورٹ ڈی ایس پی ناندیڑ صوبہ مہاراشٹر کو روانہ کیا اور اس نے اسے ملاحظہ کیا اس کے بعد اس نے جب اپنا فیصلہ آپ لوگوں کے حق میں سنا دیا تو یہ باطل فرقے بہت ذلیل اور رسوا ہوئے اور بہت سارے سنی مسلمان ان کے مکرو فریب سے بچ گئے۔ ان بد مذہبوں پر رضوی کوڑے کی ایسی مار پڑی کہ یہ بے ہوش ہو گئے سر چھپانے لگے۔ مگر یہ حیا سے عاری لوگ پھر بھی موقع بموقع اپنی بولی بولتے رہے اور مسلمانوں کو بہکانے کی کوشش میں لگے رہے۔ ایسے موقعوں کے لیے سرکارِ اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا ہے:

تیرے رضا پر تیری رضا ہے

اس سے غضب تھراتے یہ ہیں

بلکہ رضا کے شاگردوں کا

نام لیے گھبراتے یہ ہیں

بہر حال آپ کا طباعتی اور اشاعتی سلسلہ ناندیڑ جانے سے قبل بھی جاری رہا

وہاں سے شہر اورنگ آباد مہاراشٹر تشریف لے گئے وہاں بھی جاری رہا اورنگ آباد دکن کے نظامی صلح کلیوں کے رد میں تحریر شائع کروایا جس سے حیدر آبادی نظامی صلح کلیوں میں کافی ہیجان برپا ہوا مگر ان عقل کے اندھوں کو توبہ اور رجوع کی توفیق نہ ملی۔ پھر وہاں سے اپنے وطن کو واپس ہوئے یہاں بھی بفضلہ تعالیٰ و بعون سرکارِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء یہ سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ تازہ یست جاری رہے گا۔

قصبہ ریع گنج کے مختصر حالات

اور آپ کا ورود مسعود

ایک وقت تھا کہ ریع گنج میں اہل سنت و جماعت کی بڑی آبادی تھی وہاں ایک انتہائی بزرگ شخصیت عارف باللہ حضرت سید شاہ شرف الدین الہ آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان متوفی ۱۳۲۹ھ قیام پذیر تھے انہوں نے وہاں جامع مسجد سے متصل دینی تعلیم کے لیے مدرسہ شریفیہ کے نام سے ایک سنی ادارہ قائم کیا تھا یہ مسجد و مدرسہ تدریجاً اس آبادی اور علاقے کا مرکز بن گیا تھا۔ ان کی حیات اور وصال فرما جانے کے بعد برسوں حالات بہتر رہے مگر ادھر تقریباً پچاس ساٹھ سال سے قدرے تبدیلی آتی گئی اور بد عقیدوں بے دینوں سے دوستی محبت اور ربط و ضبط پیدا کر کے لوگ صلح کلیت کے شکار ہوتے چلے گئے اور ان کے رد و ابطال سے چڑھنے لگے۔ علاقہ میں جو دیگر چند دینی خانقاہیں رہیں ان کا بھی حال اچھا نہ رہا۔ وہ بھی صلح کلیت اور بد مذہبیت کے فتنے سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ الا ماشاء اللہ۔ ہاں مشتہ نمونہ از خروار کے طور پر جو سعید اذہان و افکار کے غربائے اہل سنت تھے وہ کسی ایسے عالم

دین اور پیشوا کی تلاش میں تھے جو صحیح مذہب و ملت کی طرف ان کی رہنمائی کر سکے۔ جوئندہ یا بندہ ان کی مراد دلی برآئی۔

وہاں کے ایک معتبر عالم دین حضرت مولانا ضیاء الرحمن صاحب رضوی نور اللہ مرقدہ نے ناشر مسلک اعلیٰ حضرت خلیفہ حضور بدر ملت و تاج الشریعہ مولانا عبدالصمد قادری مدظلہ العالی کو اس امر اہم کی انجام دہی کے لیے آمادہ کیا کہ آپ رفیع گنج کو اپنا وطن مالوف بنائیں اور یہاں مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دیں۔

آپ کا پیدائشی وطن رفیع گنج سے تقریباً ۲۰۱۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر موضع بیلی منجھار ہے، رفیع گنج میں خدمت دین زیادہ اور بہتر طور پر انجام دینے کے مواقع و وسائل حاصل ہونے کی امید پر وہاں کی سر زمین پر بود و باش اختیار کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مگر وہاں مکان بنانے سے پہلے چند مخصوص سنی بھائیوں کے مشورے سے ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۹۸۷ء میں مدرسہ اہل سنت قادریہ رضویہ قائم کروایا۔ اس ادارے میں تعلیم دینے کے ساتھ ہی ساتھ قدیم سنی مسجد کی امامت و خطابت انجام دینے کی ذمہ داری بھی آپ نے قبول کر لیا۔ چونکہ حضور بدر العلماء کی ہدایت کے مطابق ادارہ ہذا کے اغراض و مقاصد میں حسب ذیل تین باتیں زیادہ اہم تھیں۔ اول مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے مطابق تعلیمی شعبہ کو قائم کرنا اور قائم رکھنا۔ دوم تبلیغ کے ذریعہ مسلمانوں کو احکام شرع پر چلانا۔ سوم مسلک رضویت کی ترویج و اشاعت کرنا نیز وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں، مودودیوں، ندویوں، نیچریوں، رافضیوں اور صلح کلیوں وغیرہم مرتد بے دین فرقوں کے کفریات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور بچانا۔

بجہ تبارک و تعالیٰ و بعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء حسن تدبیر کے ساتھ آپ نے اسی نہج پر دینی خدمات کا سلسلہ شروع کیا اور آگے بڑھاتے گئے۔ اور کام

کرتے گئے۔ رب کے فضل سے ماحول میں کچھ تبدیلی آئی۔ آپ کے طرز عمل سے وہابیت، دیوبندیت اور صلح کلیت میں رہ رہ کر گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ پیدا ہوتی رہی۔ ایسے ماحول میں بھی آپ نے حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے اور کھری سنیت کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔

رفیع گنج میں وہابیوں کا حملہ اور وہاں کی ملازمت سے دل برداشتگی

اوائل محرم ۱۴۱۳ھ میں آپ نماز عصر پڑھانے کے لیے قدیم سنی مسجد میں آئے تو ایک نو وارد شخص پر آپ کی نظر پڑی۔ آپ نے اسے اپنے قریب بلایا اور اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کس عقیدہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے کہا میں پٹنہ سے آیا ہوں اور فلاں کپڑے کی دوکان والے کا رشتہ دار ہوں۔ آپ نے کہا وہ تو وہابیوں کا سرغنہ ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ وہابی نہیں تبلیغی ہے۔ اس پر آپ نے تقریباً کچھ اس طرح اسے جواب دیا۔ وہابی، دیوبندی، تبلیغی، مودودی، ندوی وغیرہم سب کے عقیدے قریب قریب ایک ہی ہیں۔ یہ سب کے سب تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، براہین قاطعہ اور تحذیر الناس کے کفری عقیدے کو اسلامی عقیدہ مانتے ہیں۔ اس لیے یہ سب ایک ہی جھولی کے چٹے بٹے اور باطل جہنمی فرقے ہیں۔ جنتی فرقہ صرف اور صرف اہل سنت و جماعت ہے جسے دور حاضر میں مسلک اعلیٰ حضرت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔

بعد نماز عصر جب وہ شخص اس وہابی کے گھر گیا اور مسجد میں جو ضروری دینی باتیں ہوئی تھیں اس نے وہابیوں سے بیان کیا۔ جسے سن کر ان بے دینوں کی رگ

وہابیت پھڑک اٹھی اور ان لوگوں نے آپ کو ایذا رسانی کا منصوبہ بنایا۔ اس میں اس کپڑے والے کا بیٹا پیش پیش رہا اسی روز یا دوسرے روز نماز عشاء کے وقت وہ چند شری پسندوں کو لے کر محلہ عماد پور ریف گنج کی جامع مسجد سے آگے ایک پتلی گلی میں چھپ گیا۔ آپ جب نماز عشاء سے فارغ ہو کر اپنے خاص دینی بھائی سراج الدین صاحب رضوی کے ہمراہ اپنے رہائش گاہ کے لیے واپس ہوئے تو جیسے ہی اس گلی کے قریب پہونچے اچانک وہ وہابی کا لڑکا گلی سے نکل کر یہ کہتے ہوئے حملہ آور ہوا کہ ”اور وہابی وہابی کرو گے“ اور اس نے حملہ کیا مگر سرکاروں کا ایسا کرم ہوا کہ صرف چہرہ پر زخم آیا جو علاج سے اچھا ہو گیا اور آپ محفوظ رہے۔ صبح ہوتے ہوتے اس واقعہ کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پوری آبادی میں پھیل گئی۔ پرانے تو خوش تھے ہی اور اپنے غمگین و افسردہ مگر محض زبانی حمایت و ہمدردی اور افہام و تفہیم کے علاوہ کوئی ایسا مضبوط اور موثر اقدام نہ کیا گیا جس سے آئندہ اس قسم کی حرکتوں کا سدباب ہوتا اور ظالموں کے ظلم و ستم پر قدغن لگ جاتا۔ اور دل پر جو دھچکا پہونچا تھا اور وحشت طاری ہوئی تھی اس کا ازالہ ہوتا کہ اس سرزمین پر آئندہ خدمت دین کے لیے اطمینان حاصل ہوتا۔

اس واقعہ کے تناظر میں جس قدر آپ غور و فکر کرتے ریف گنج میں خدمت دین کے لیے ملازمت سے دل برداشتگی بڑھتی جاتی آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ آپ وہاں سے مستعفی ہو گئے۔

اور چند ماہ بعد مدرسہ اہل سنت بدر الاسلام مقام مانا پار بہر یا نزد اترولہ ضلع گونڈہ یوپی دینی خدمت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کے ریف گنج سے جانے کی خبر سے مخالفین اور حاسدین اور دنیا دار قسم کے مولوی وغیرہ بہت خوش ہوئے۔ اور جن لوگوں نے اس اہم دینی معاملے میں بالکل ہی ساتھ نہ دیا تھا اور حق کی

حمایت میں ایک کلمہ بھی بولنا گوارا نہ کیا تھا وہ کچھ زیادہ ہی خوش رہے۔ اور یہ سمجھتے رہے کہ ہم نے سکوت اختیار کر کے دنیا جیت لی۔ شاید ان عقل کے اندھوں کو معلوم نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر آدمی کے کندھے پر فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے۔ وہ سوتے نہیں ہیں بلکہ بندہ جو بھی نیک یا بد عمل کرتا ہے وہ لکھتے رہتے ہیں۔ اور اللہ رب العزۃ جل جلالہ علیم وخبیر ہے وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔ وہ منتقم حقیقی ہے اس کی پکڑ بہت ہی سخت اور زبردست ہے۔ اس کی گرفت سے کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ مذکورہ بالا افراد خواہ عوام میں سے ہوں یا خواص میں سے جنہوں نے ظلم ڈھایا، ظالم کا ساتھ دیا، ان کی ہاں میں ہاں ملایا، طاقت و قوت ہونے کے باوجود اس معاملے میں بالکل سکوت اختیار کیا یا جنہوں نے حق کو عالم دین کا مذاق اڑایا وہ اپنے نامہ اعمال جب میدان قیامت میں دیکھیں گے اس وقت انہیں پتہ چل جائے گا کہ دنیا میں ہم نے کیا کیا؟ اور آج اس کا انجام کیا ہے۔ آنے والے صفحات میں بغور مطالعہ کریں۔ اور خدا توفیق دے تو سچے دل سے توبہ استغفار کر کے حق قبول کریں اور اہل حق کا ساتھ دیں اپنی عاقبت و آخرت سنوارنے کی فکر کریں۔

ضلع گونڈہ یوپی کے دینی ماحول سے آپ کی دینی معلومات میں کافی اضافہ ہوا اور غیر معمولی شہرت ملی۔ وہاں قیام کرتے ہوئے ۱۲/۱۳ ماہ گزرنے کے بعد پھر اپنے وطن کے لوگوں کو اور اپنے رشتہ داروں کو دین کی کھری کھری بات سنانے کا خیال پیدا ہوا۔ اس امر اہم کو پورا کرنے کے لیے برادر ایمانی و دینی مولانا غلام رسول صاحب قادری اور قاری یا علی صاحب نوری کو تیار کیا اور وہاں ان حضرات کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے غریب خانہ قادری منزل ریف گنج آئے اور تقریباً ۱۵/۱۶ روز قیام کر کے ریف گنج، دیوان بیگہ اور بکارو میں تقریباً ۱۴/۱۵ محافل قائم کروائے اور اس میں ایمان افروز، وہابیت سوز بیان کرواتے رہے۔ ان محافل میں اکثر مقامات

پر خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ ہدایت رسول صاحب رامپوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے مندرجہ ذیل اشعار والہانہ انداز میں لوگوں کو سناتے اور پڑھواتے رہے۔

مجھے بھی دکھا وہ ادا تاج والے

کہ جس پہ ہے عالم فدا تاج والے

درودوں کے قابل سلاموں کے لائق

تیری شان صل علی تاج والے

تیرا پاک نائب تیرا سچا وارث

تیرا بندہ احمد رضا تاج والے

تیرے دشمنوں کے کلیجوں میں دل میں

لگاتا ہے تیرا رسا تاج والے

سدا سنیوں پر ہو رحمت کی بارش

وہابی پہ بجلی گرا تاج والے

صحابہ کے دشمن رہیں خوار ہر جا

محبوں پہ فضل خدا تاج والے

نہ لے کافروں سے مدد کوئی سنی

صلح کل کے فتنے مٹا تاج والے

تیرے واسطے میں ہدایت کی تیرے

یہی ہے خدا سے دعا تاج والے

زمانے میں جب تک زمانہ ہے باقی

رہے نام احمد رضا تاج والے

بہر حال آپ نے اپنے طور پر دین حق یعنی مسلک رضویت کی ترویج و اشاعت

کا سلسلہ جہاں بھی رہے قائم رکھا۔ اور بفضلہ تعالیٰ جاری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے مشائخ طریقت کے کرم سے اخیر وقت تک جاری رہے گا۔ آپ کی کوشش بلیغ یہی رہی ہے کہ سارے مسلمان اسی مذہب و ملت پر قائم ہو جائیں جس کی تعلیم امام ربانی مجدد الف ثانی اور مجدد دین و ملت شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت اعلیٰ حضرت نے اپنی اپنی کتابوں میں دی ہیں۔ جو قرآن و حدیث مجتہدین اور فقہائے کرام کے فرامین و تصریحات کے عین مطابق ہیں۔ ان حضرات کے صرف قیمتی ارشادات اور فتاویٰ ایمانی جذبہ سے ملاحظہ کریں اور عملی جامہ پہنا کر دارین کی کامیابی حاصل کریں۔

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مکتوبات جلد اول صفحہ ۲۲۵ پر فرماتے ہیں کہ اللہ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ بزرگی پائی اور شجرۂ انبیاء ہو گئے یہ سب اسی وجہ سے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بری و بیزار تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے: بیشک تمہارے لیے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بیشک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہو گئی ہمیشہ کے لیے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ اور اس فقیر (مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ) کی نظر میں اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کے لیے خدا و رسول کے دشمنوں سے نفرت و بیزار رکھنے کے برابر کوئی کام نہیں۔

صلح کلی حضرات غور کریں کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کیا فرما رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں وہ صاف صاف فرما رہے ہیں کہ بد مذہبوں، بد دینوں کے ساتھ دشمنی و نفرت رکھنے سے بڑھ کر اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کوئی اور کام نہیں ہے۔

پھر اسی جلد کے صفحہ ۵۴ پر فرماتے ہیں مسلمان کہلانے والے بد مذہب کی صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے اور جو بد مذہب مسلمان کہلاتا ہو اس کی صحبت کا ضرر

کھلے ہوئے کافر کی صحبت کے ضرر سے بڑھ کر ہے۔

پھر اسی جلد کے صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں، اللہ و رسول کے دشمنوں کی جس قدر عزت کی جائے گی اسی قدر اسلام کی ذلت ہے۔ اس سررشتے کو خوب محفوظ رکھنا چاہئے۔ اکثر لوگوں نے اس سررشتے کو گم کر دیا ہے اور اسی کو گم کر دینے کی نحوست کے سبب دین کو برباد کر دیا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد اور سختی کیجئے (اصحاب فوج و سطوت و سلاطین اسلام کو) کفار کے مقابل جہاد کرنا اور مسلمانوں کو جہاد کرنا اور مسلمانوں کو ان پر سختی کرنا ضروریات دین سے ہے۔

پھر اسی جلد کے صفحہ ۳۳۱ پر فرماتے ہیں زبان سے خالی کلمہ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں ہے۔ تمام مسائل دینیہ ضروریہ کی تصدیق ضروری ہے اور کفر و کفار سے بیزاری بھی لازم ہے تاکہ اسلام حاصل ہو اور بغیر اس کے آدمی ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔

پھر اسی جلد کے صفحہ ۲۲۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا و رسول کی محبت ان کے دشمنوں کی دشمنی کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی اسی جگہ یہ مصرع صادق ہے

تولّا بے تبرا نیست ممکن

یعنی کسی سے محبت ہو ہی نہیں سکتی جب تک اس کے دشمنوں سے نفرت و بیزار نہ رہے۔

اسی طرح امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

جب کوئی گمراہ بد دین رافضی ہو یا مرزائی وہابی ہو یا دیوبندی وغیرہم خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین مسلمانوں کو بہکائے فتنہ فساد پیدا کرے تو اس کے دفع اور قلوب

مسلمین سے شبہات شیطین کا رفع فرض اعظم ہے۔ پھر چند سطر کے بعد لکھتے ہیں: روافض مرزائیہ اور خود ان بے دینوں یا جس کا فتنہ اٹھتا دیکھیں سد باب کریں۔ وعظ علما کی ضرورت ہو تو وعظ کھلوائیں۔ اشاعت رسائل کی حاجت ہو تو اشاعت کرائیں حسب طاقت اس فرض عظیم کے لیے روپیہ صرف کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب ظاہر ہوں فتنے یا فساد یا بد مذہبیاں اور عالم اپنا علم اس وقت ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل، جب بد مذہبوں کے دفع نہ کرنے والوں پر یہ لعنتیں ہیں تو جو خبیث ان کے دفع کرنے سے روکے اس پر کس قدر اشد غضب و لعنت اکبر ہوگی۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ ج ۹ / نصف آخر ص ۲۸۶ / مرقومہ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ)

آج کل اکثر آزاد خیال مولوی اور عوام الناس اس مرض میں مبتلا ہیں جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ کسی کو برا نہیں کہنا چاہئے۔ ہم خود برے ہیں امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت نے اپنے اس فتوے میں ایسے باطل اور فاسد خیالات و نظریات کا کامل طریقے پر تردید فرماتے ہوئے یہ واضح فرما دیا ہے کہ دور حاضر میں وہابیت کا فتنہ اشد فتنہ ہے۔ اس کے خلاف آواز بلند کرنا سرکار رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر شیعہ کی کا حسب استطاعت اہم فریضہ ہے۔ اس کھرے اور دو ٹوک بیان سے اپنے آپ کو سنی کہلانے والے حضرات سبق حاصل کریں۔ اور اس دنیائے فانی کو چھوڑنے سے پہلے سچے دل سے توبہ و استغفار کر کے ایمانی تقاضا پورا کریں اور حسب طاقت موجودہ دور کی بدعتی گدی، آزاد خیالی اور بے دینی سے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال و متعلقین کو بچائیں اور اسلام و سنیت پر تصلب و پختگی اور مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں۔

اسی طرح دور کفر و الحاد میں اگر کوئی مرد مجاہد مسلمانوں کے دین و ایمان بچانے کی

نیت سے احقاق حق اور ابطال باطل کا نعرہ بلند کرے اور وہ دشمنوں کے نزعے میں تنہا ویگا گھر جائے اور ایسے کٹھن اور گاڑھے وقت میں کلمہ پڑھنے کے دعویدار استطاعت ہوتے ہوئے اس سے یک لخت کنارہ کشی اور علیحدگی اختیار کر لیں تو ایسے لوگوں کا آخرت میں جو انجام ہوگا بڑے ہی حکیمانہ انداز میں قربانی کاؤسے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سرکار اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضوی جلد ۸ صفحہ ۲۵۷ پر رقم فرماتے ہیں:

حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو یہ جاننا پسند کرے کہ اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ کتنا ہے وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ کی قدر کیسی ہے جس بندے کے دل میں جتنی عظمت اللہ کی ہوتی ہے۔ اللہ اسی کے لائق اپنے یہاں اسے مرتبہ دیتا ہے۔

آدمی اگر اللہ و رسول کے معاملہ کو اپنے ذاتی معاملہ کے برابر ہی رکھے تو دین میں اس کی سرگرمی کے لیے بس ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ انسان ذرا سی نالی یا پرنا لے کی ملک بلکہ مجرد حق کے لیے کس قدر جان توڑ عرق ریزیاں کرتا ہے۔ اس کا مقدمہ منہا تک پہنچاتا ہے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتا ہے۔ پیسہ کے مال پر ہزار اٹھا دیتا ہے۔ دنیوی فریق کے مقابل کسی طرح بھی اپنی دینی گوارا نہیں کرتا۔ گاؤ کشی مسلمان کا دینی حق ہے اور حق بھی کیسا؟ خاص شعار اسلام اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اور گائے کی قربانی کو تمہارے لیے دین الہی کے شعاروں سے کیا۔

امام محمد جامع صغیر میں فرماتے ہیں وَالْبُدْنَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ اگر شعار اسلام کو اور وہ بھی خاص اعدائے اسلام کے مقابلہ میں اپنی ایک نالی کے برابر بھی نہ سمجھو تو جان لو کہ اللہ واحد قہار کے یہاں تمہاری قدر کتنی ہے۔ اگر وہ ضرورت و ضرر جو سوال میں مذکور ہوئے نہ بھی ہوتے بقدر قدرت کوشش لازم تھی۔ حدیث میں ہے

ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے دین کے معاملہ میں دینی رکھنے دے کہ ان ضرورتوں اور ضرروں کے ہوتے ہوئے بیشک جو اس میں بے پرواہی و چشم پوشی برتے گا اور حسب طاقت دین کی مدد نہ کرے گا اور شعار اسلام کو نقصان پہنچنے دے گا روز قیامت سخت باز پرس میں پکڑا جائے گا اور اس کی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کی شدید حاجت کے وقت اسے بے یار و مددگار چھوڑے جیسے اس نے دین کی مدد سے منہ موڑا قال اللہ تعالیٰ فَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ اس سے قیامت میں فرمایا جائے گا جیسا تم نے دین کو بھلا دیا تھا ویسا ہی آج تو بھلا دیا جائے گا کہ کوئی تیری خبر نہ لے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سرکار اعلیٰ حضرت نے پند و نصیحت کی آخری مجلس میں جو ایمان افروز تقریر فرمائی اس کا اقتباس ذیل میں نقل کیا جاتا ہے

اے لوگو! تم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو اور بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں تمہیں فتنہ میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی، رافضی، نیچری، قادیانی، چکڑالوی یہ سب فرقے بھیڑیے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں، ان کے حملوں سے ایمان بچاؤ۔

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ کرام روشن ہوئے صحابہ کرام سے تابعین عظام روشن ہوئے تابعین

سے توجہ تابعین روشن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو، وہ نور یہ ہے ”اللہ ورسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت“ جس سے اللہ ورسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ و معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لیے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا۔ مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہوا اور تمہیں کیا بتائے اس لیے ان باتوں کو خوب سن لو حجۃ اللہ قائم ہو چکی۔ اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا۔ جس نے اسے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لیے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لیے ظلمت و ہلاکت ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی اور سرکار اعلیٰ حضرت کی مذکورہ بالا تحریر پڑھ کر آج کا صلح کلیت زدہ مسلمان کہے گا کہ آپ حضرات تو زندگی بھر ردّ ہی کرتے رہے۔ مگر میرے دینی ایمانی بھائیو! شاید کہ تمہیں اس بات کی خبر نہیں ہے کہ ہمارے مبارک سلسلے کا خاص وظیفہ ہی ہے ”ردّ وہابیہ اور ردّ کفر و شرک“

خداوند قدوس کا کروڑ ہا کروڑ شکر اور احسان ہے کہ اس نے اپنے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل آپ کو اس قیمتی وظیفہ پر کچھ عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ پروردگار عالم اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور آخرت میں ہم سب کے لیے بخشش و نجات کا ذریعہ بنائے اور سرکار کی عزت و عظمت کے جاں نثار اور

وفادار علماء و خطباء کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

قدیم سنی مسجد رفیع گنج کے سابق امام کا

اعلان عام

مسجد ہذا کے امام صاحب نے تقریباً پچاس سال سے زائد یہاں امامت و خطابت کا فریضہ فی سبیل اللہ انجام دیتے رہے، جب آپ بوڑھے ہو گئے اور بیماری کی وجہ سے کمزوری بڑھ گئی تو موصوف کی رائے کے مطابق حضرت صوفی ملت نے اپنے استاذ گرامی حضور بدر العلماء جو اس وقت اس قصبہ میں آپ کے گھر قادری منزل میں جلوہ افروز تھے، حضرت سے عرض کر کے امام صاحب کے لیے اقرار نامہ تیار کروایا تھا جسے امام موصوف نے نماز جمعہ سے قبل مصلیان مسجد کو پڑھ کر سنا دیا تھا۔ اسی طرح مسجد قادریہ رضویہ کی تعمیر جب پوری ہو گئی تو اس موقع پر بھی حضرت صوفی ملت نے ”وصیت نامہ“ کی سرخی لگا کر ایک مضمون تیار کیا اور اسے حضرت مولانا مفتی قدرت اللہ صاحب رضوی استاذ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کے نظر ثانی کے بعد اس تحریر کو ملکتہ جا کر سنگ مرمر کی تختی پر لکھوایا اور مسجد مذکور کے دروازہ کے اوپر دیوار میں نصب کروایا جو بفضلہ تعالیٰ آج بھی محفوظ ہے۔

یہ دونوں قیمتی تحریریں خیر خواہی مسلمانین کے لئے آپ نے مضامین بدر ملت میں شائع کروادیا تھا اور اب اس کتاب میں بھی شامل کیا جا رہا ہے، تاکہ خوش عقیدہ مسلمان اپنی مسجدوں کے دروازے پر اس تحریر کو لگائیں اور خانہ خدا کو بدعقیدوں کے تسلط سے بچائیں۔

مولوی ڈاکٹر جمال احمد صاحب قادری ہدائی مرحوم سے قدیم سنی مسجد کا اقرار نامہ

اقرار نامہ: سابق امام قدیم سنی مسجد یعنی جماعت اہل سنت قادری ہدائی صدر بازار رفیع گنج ضلع اورنگ آباد بہار جس کے حدود اربعہ یہ ہیں:

پورب میں سڑک، اتر میں گلی، دکھن مکان اور پچھم مکان اسلام رنگریز اس مذکورہ بالا مسجد میں مقرر ۱۳۵ھ مطابق ۱۹۳۸ء سے امامت و خطابت اور اس کے نظم و نسق کا کام فی سبیل اللہ انجام دیتا رہا لیکن اب اپنی کبر سنی اور نقاہت کے سبب امامت و نظامت کے کام انجام دینے سے قاصر ہے اس لیے آج بتاریخ ۱۹/ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۵/ اپریل ۱۹۹۱ء بروز جمعہ بخوشی تمام بحالت صحت ذات و ثبات عقل اور بدستگئی ہوش و حواس مسجد مذکورہ کے جملہ نظم و نسق اور تقریری امامت و خطابت کے اختیارات مدرسہ اہل سنت قادریہ رضویہ موضع چرکاواں روڈ رفیع گنج ضلع اورنگ آباد بہار کو بشرائط ذیل سپرد کرتا ہے۔

(۱) مذکورہ بالا مسجد کے امام و مؤذن و ملازم اور منتظمین وہی حضرات ہو سکتے ہیں جو باب عقائد میں سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کے پابند ہوں جس کی توضیح یہ ہے کہ کوئی بدعتیہ بد مذہب مثلاً رافضی، نیچری، قادیانی، دیوبندی وہابی، تبلیغی وہابی، مودودی وہابی اور صلح کلی وغیرہم اس مسجد کا امام، مؤذن، ملازم اور منتظم نہیں ہو سکتا، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک سے منحرف ہونے کی صورت میں مؤذن، امام، ملازم اور منتظم وغیرہ از خود معزول و برطرف قرار پائیں گے۔

بیٹھ کر تکبیر سننے کا شرعی دستور باقی رکھا جائے گا، یعنی اس مسجد میں حتیٰ علی الصلوٰۃ تک بیٹھ کر تکبیر سنی جائے گی اور پنجگانہ اذان نیز خطبہ جمعہ کی اذان ہمیشہ خارج مسجد ہوتی رہے گی، بعد نماز فجر اور بعد نماز جمعہ بارگاہ رسالت علیہ التحیۃ والثناء میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا دستور بھی باقی رکھا جائے گا۔

دستخط مقرر

میں نے مندرجہ بالا اقرار نامہ کو بغور پڑھا اور سمجھا اور بخوشی قبول کیا اور مزید ۱۹/ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ بروز جمعہ مبارکہ نماز جمعہ سے قبل مسجد ہذا کے نمازیوں میں اعلان کر کے انھیں گواہ بنالیا۔

فقط

جمال احمد قادری ہدائی

سکونت: صدر بازار، رفیع گنج، ضلع اورنگ آباد، بہار

۱۹/ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

دعاء ہے کہ اللہ پاک سنی مسلمانوں کو ان اصول و ضوابط پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مسجد قادریہ رضویہ کے لیے وصیت نامہ

مسجد قادریہ رضویہ رضا نگر روڈ رفیع گنج کے متولی، امام و مؤذن، ملازم و اراکین ہمیشہ وہی لوگ رہیں گے جو اعتقاداً و عملاً اہلسنت و جماعت کے ہوں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے پابند ہوں۔ لہذا کوئی مرتد و بے دین جیسے وہابی دیوبندی غیر مقلد رافضی، تبلیغی، مودودی، نیچری، ندوی، قادیانی، پھلواروی اور صلح کلی وغیرہم

اس مسجد کا متولی امام و مؤذن ملازم اور ممبر نہیں ہو سکتا اور اس مسجد میں نہ تنہا نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ ہی الگ جماعت قائم کر سکتا ہے اگر داخل ہوا تو مستحق اخراج ہوگا۔

نوٹ: اہلسنت و جماعت سے مراد وہ مذہب ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائے اور خلفائے راشدین اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جس پر عامل رہے اور جس کی تبلیغ و اشاعت حضور پر نور سرکار غوث اعظم اور سرکار خواجہ غریب نواز وغیرہما بزرگان دین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اپنے زمانے میں کرتے رہے اور جس کی تجدید امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی جو آپ کی تصانیف فتاویٰ رضویہ اور حسام الحرمین وغیرہما سے ظاہر ہے۔

منجانب: اراکین مدرسہ مسجد قادریہ رضویہ احاطہ مدرسہ ہذا
رضا نگر روڈ رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار)
۲۵ صفر ماہ اعلیٰ حضرت ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۸ء جمعہ مبارکہ

صوبہ بہار بالخصوص رفیع گنج میں خلاف شرع رویت ہلال کا فتنہ

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ میں ادارہ شرعیہ پٹنہ کے صدر مفتی مولانا حسن رضا صاحب نوری نے صرف موبائل کے ذریعہ خبر پانے کے بعد رویت ہلال عید کا اعلان کر دیا اور اسی اعلان پر صوبہ بہار کے اکثر مقامات پر ۵ جون ۲۰۱۹ء بروز بدھ لوگوں نے خوب ذوق شوق کے ساتھ عید منایا۔ قریب قریب یہی حال حضور

صوفی ملت کی آبادی رفیع گنج میں بھی رہا۔ شریعت طاہرہ کے خلاف ہونے والے اس اعلان کا آپ نے جم کر مخالفت اور تردید کی۔ اور اپنے حلقہ اثر میں حکم شرعی بتاتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ کل ۳۰ رمضان المبارک ہے۔ لہذا آپ لوگ روزہ رکھیں اور نماز عید ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ فرمان نبوی کے مطابق ۳۰ کی گنتی پوری کرنے کے بعد ادا کی جائے گی۔ مولائے کریم کا بے انتہا کرم ہوا کہ اس پر فتن دور الحاد میں کچھ غربائے اہل سنت حکم شرع پر عمل کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ بفضلہ تعالیٰ تیس روزہ پورا کرنے کے بعد ۶ جون ۲۰۱۹ء جامعہ نعیمیہ رفیع گنج میں حضرت مولانا محمد بشیر صاحب قادری رضوی کی اقتدا میں چند لوگوں نے نماز عید ادا کی اور رہی بات آپ کی تو آپ نے اپنے گھر سے ۱۶/۱۵ کیلومیٹر کے فاصلہ پر مقام قاضی بیگہ کی مسجد میں نماز عید پڑھائی مجہد تبارک و تعالیٰ ۶۰/۵۰ حضرات شریک نماز رہے۔ اس خبر سے حکم شرع سے نابلدعوام الناس اور مولویوں میں کھلبلی پیدا ہو گئی اور آپ حضرات کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنالیا اور طرح طرح کی باتیں کرنا شروع کر دیا کچھ مولویوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ امت میں فتنہ پیدا کر رہے ہیں۔ انہیں توبہ کرنی پڑے گی اور لوگوں سے معافی مانگنی پڑے گی کہ انہوں نے دو عید کیوں کروائی عید ایک ہونی چاہئے۔ بعد عید یہ ہجانی کیفیت کئی دنوں تک زور پکڑے رہی۔ مولانا محمد بشیر صاحب رضوی کے خلاف اخبار میں کچھ باتیں بھی شائع کروا دیں۔ غرض یہ کہ آپ حضرات کے خلاف محاذ آرائی ہوتی رہی۔ مگر مجہد تعالیٰ آپ حضرات اپنے موقف پر اٹل پہاڑ کی طرح قائم رہے۔ مخالفین کی جانب سے جب زیادہ آوازیں اٹھنے لگیں تو آپ نے مخصوص ائمہ و عوام کو مسجد نور یہ مہابیر گنج، رفیع گنج میں بیٹھک کروایا۔ بہت مختصر لوگ جمع ہوئے۔ بہر حال نشست ہوئی اور اس میں کچھ لوگ اونچی آواز سے بات کرنے لگے۔ آپ نے صبر و ضبط کا مظاہرہ کرتے

ہوئے ان لوگوں سے پوچھا کہ آخر ہم لوگوں نے کون سی شرعی غلطی کر دی ہے جس کو بنیاد بنا کر آپ لوگ ہنگامہ برپا کئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کسی نے کہا دو عید کروا دیا۔ کیا یہ غلطی نہیں ہے۔ آپ لوگ کیوں شہادت منگوانے کی کوشش نہیں کرتے ہیں تاکہ سب کی عید ایک ہی ہو۔ آپ نے پوچھا شریعت میں ایسا کہاں لکھا ہے کہ زبردستی فرضی شہادت منگوا کر ایک ہی عید کی جائے؟ اس سوال کا جواب یہ حضرات کچھ بھی نہ دے سکے۔ بالآخر آپ نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے ایک تجویز رکھی۔ وہ یہ کہ بریلی شریف خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کا مرکز ہے۔ وہاں کے مرکزی دارالافتاء سے فتویٰ منگوا لیا جائے۔ شرع کا جو حکم آئے اس کے سامنے سر جھکا دیا جائے جس کی جانب سے غلطی ہو رہی ہو وہ اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے بصدق دل توبہ کر کے آخرت کی پکڑ سے خلاصی حاصل کر لے۔ اس پر کچھ لوگوں نے کہا فتویٰ بریلی شریف سے نہیں بلکہ مبارک پور مفتی نظام الدین صاحب سے حاصل کیا جائے اور ان کے فتوے کو مانا جائے۔ اس پر آپ نے دو ٹوک انداز میں کہا کہ ماضی قریب میں انہوں نے کئی ایسے فتوے صادر کئے جو اکابر مفتیان کرام اور فقہائے اسلام کے موقف کے خلاف ہے۔ اس لیے ہم گدایان رضوی ان کے فتوے کو کسی قیمت پر تسلیم نہیں کریں گے۔ پھر کچھ باتیں ہوئیں اور آخر میں کچھ لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ ایسی بات ہے تو کہیں سے بھی کوئی فتویٰ نہیں منگوا یا جائے بلکہ سکوت اختیار کر لیا جائے اور کسی کو کچھ نہیں کہا جائے۔ اسی پر مجلس برخاست ہو گئی اور سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

خداوند قدوس کا کرم بے انتہا ایسا ہوا کہ بریلی شریف خانقاہ نوریہ رضویہ میں تین ماہ قیام کے لئے آپ کا بلاوا ہو گیا۔ اس میٹنگ کے دو ایک روز کے بعد آپ بریلی شریف بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضری کے لیے روانہ ہو گئے اور وہاں کئی طرح

کے دینی مصروفیات میں منہمک و مشغول رہے۔ اسی کے ساتھ آپ نے اس خلاف شرع رویت ہلال سے متعلق ایک استفتا تیار کیا اور محبت گرامی حضرت مولانا ملک الظفر صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے گزارش کی کہ مستفتی میں آپ کا نام ڈالنا چاہتے ہیں اگر آپ اجازت دیں ایسا کر دیا جائے۔ موصوف گرامی قبلہ نے خندہ پیشانی سے اس کی اجازت دے دی اس کے بعد مرکزی دارالافتاء سے بحمدہ تعالیٰ آپ نے فتویٰ حاصل کیا اور متعدد مقامات پر دوڑ بھاگ کر کے تصدیقات حاصل کئے۔ بعدہ سہرام حضرت قبلہ کی خدمت میں ساری تحریریں پہنچائیں۔

جب مصدقہ فتویٰ حضرت علامہ ملک الظفر صاحب قبلہ رضوی مدظلہ العالی کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد حضرت نے ”مسئلہ رویت ہلال پس منظر و پیش منظر“ تحقیقی مضمون تحریر فرمایا جسے قارئین ملاحظہ کریں اور آنکھیں ٹھنڈی کریں۔

مسئلہ رویت ہلال: پس منظر و پیش منظر

محمد ملک الظفر سہرامی

دارالعلوم خیرہ نظامیہ، بارہ دری، سہرام، بہار

ہم جس دور میں اپنی زندگی کی سانس لے رہے ہیں اگر اسے مادی ترقیات کا نقطہ عروج کہا جائے تو شاید غلط نہ ہو۔ آپ سوچیں اور اللہ دین کے چراغ والے جن کی طرح آپ کی ضروریات کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ نئی ایجادات نے سہولتوں کی نہ جانے کتنی شاہ راہیں کھول دی ہیں۔ آسانوں کے ساتھ نئی مشکلات کے بھی بہت سے ابواب کھل چکے ہیں اور کھل رہے ہیں۔ سماجی زندگی میں قدم قدم پر ہمیں نئے نئے مسائل درپیش ہیں۔ سوشل میڈیا جو ایک آفت بن کر نئی

نسلوں کی اخلاقی باختگی کا سامان فراہم کر رہا ہے۔ آج یہ آفت خود ایجاد پسند طبیعتوں کے لیے درد سببی ہوئی ہے۔ درپیش مسائل سے نجات حاصل کرنے کے لیے طرح طرح کے نسخے آزمائے جا رہے ہیں اور یہی کہنا پڑ رہا ہے کہ ۔

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے

روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور ہمیں

نت نئی ایجادات کی زد میں عید کا چاند بھی آکر گہن آلود ہو رہا ہے۔ اب ۲۹ تاریخ کو مسلمان آسمان پر چاند تلاش کرنے کی کوشش میں کم مصروف رہتے ہیں سوشل میڈیا پر زیادہ مصروف نظر آتے ہیں۔ ابھی مغرب کی نماز مکمل بھی نہیں ہوئی کہ سیل فون پر دستک شروع ہو جاتی ہے۔ علمائے کرام، ائمہ عظام اور مفتیان ذو الاحترام کے لیے بالخصوص ۲۹ رمضان المبارک کی شب سخت امتحان و آزمائش کی ہوتی ہے۔ مشکلات اور بھی بڑھ جاتی ہیں جب کہیں سے رویت ہلال کے حوالے سے کوئی اعلان منظر نامے پر نمایاں ہوتا ہے۔

اس طرف تقریباً دس پندرہ سالوں سے ایک غلط ذہن کی پرورش ہو رہی ہے کہ سعودی عرب میں جس دن رمضان شریف کا آغاز ہو یا جس دن عید منائی جائے۔ ہندوستان میں اس کے ایک دن بعد رمضان المبارک کا آغاز یا عید کی نماز ادا کی جائے گی۔ فکر کے اس دائرے میں رہ کر رویت ہلال کے سلسلے میں کوشش و کاوش کا چراغ جلایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس سال ۲۹ شعبان کو چاند دیکھنے والوں نے دیکھا بھی تو بے دلی کے ساتھ الا ماشاء اللہ کہ آج تو سعودی عرب میں رمضان شریف کا آغاز ہی نہیں ہوا تو ہمارے یہاں چاند کیوں کر نظر آئے گا۔ گویا چاند کا وجودی وعدی خاکہ اولاً ذہن و دماغ میں ہوتا ہے پھر اس کے بعد آسمان پر اسی خاکے کے تحت چاند تلاش کیا جاتا ہے۔ آپ غور فرما سکتے ہیں کہ نتائج کس قدر مثبت ہوں گے۔

پہلی بات تو یہ کہ ایسا کوئی شرعی اصول اور مذہبی ضابطہ نہیں۔ بلکہ شریعت کی روشنی میں تو اختلاف مطالع کا اعتبار ہی نہیں کیا گیا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی معروف کتاب در مختار میں ہے: اختلاف المطالع غیر معتبر علی المذہب وعلیہ الفتویٰ فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب۔

خرابی کی دوسری بڑی وجہ جو مجھے سمجھ میں آئی وہ یہ ہے کہ ہم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو تہوار کی شکل دے دی ہے۔ جب کہ اسلامی تعلیمات سے معمولی واقفیت رکھنے والے شخص پر یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جس میں تہوار کے لیے کہیں کوئی گنجائش نہیں۔ رمضان المبارک سے عید الفطر تک، عید الاضحیٰ سے لے کر محرم تک، عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے کر شب برأت تک تمام اہم یادگاری دنوں کا جائزہ لے لیجیے آپ پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اس سلسلے میں جو اسلامی تصور دیا ہے وہ عبادت اور فقط عبادت کا ہے۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ کوئی تہوار نہیں بلکہ عبادت اور خالص عبادت ہیں یعنی تہوار فیسٹبل کے تصوراتی خاکے میں ہماری یہ تقاریب بالکل فٹ نہیں ہوتیں۔ لہذا ان کی تعمیل و تکمیل اور ادائیگی کے لیے ہمیں خالص اسلامی تصور و خیال کا قدم بقدم لحاظ و پاس رکھنا ضروری ہے۔ عبادت کے لیے قیود و شرائط بھی محض اسی تعمیل احکام ہی کے پیش نظر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمودات و ارشادات کی تعمیل کا نام ہے عبادت۔ یہاں انسانی رائے کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اللہ و رسول نے اس سلسلے میں جو خطوط قائم فرمائے ہیں انہیں اپنے لیے مشعل راہ مقرر کر کے منزل کی جانب قدم بڑھانے کا نام عبادت ہے ورنہ نماز مقررہ اوقات، رکعتوں کی تعداد و ترکیب ہر چیز

کے تعلق سے انسانی ذہن و فکر میں سوال پیدا ہو سکتے ہیں۔ ظہر کے وقت دو رکعات اور فجر کے وقت بیس رکعات ادا کر لی جائیں تو کیا مضائقہ ہے۔ اسی طرح روزہ بھی ہے۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کی قید کیوں، ۲۹/۳۰ دنوں کی پابندی کس لیے۔ ۳۱ دنوں تک رکھ لیے جائیں تو کیا حرج ہے۔ ماہ رمضان کی قید کیوں؟ ان تمام سوالات کے جوابات میں صرف اور صرف ایک ہی جواب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور یہی حکم صادر فرمایا۔ ہم عبادت کی ادائیگی میں کسی اور کے نہیں نقش قدم رسول ہاشمی علیہ التحیۃ والثناء کے پابند ہیں۔ آپ کے اتباع و پیروی کا نام ہی عبادت ہے۔ انسانی رائے کے عمل دخل کے بعد عبادت عبادت نہیں رہ جاتی۔

۲۹ تاریخ کو چاند ہونے یا نہ ہونے کا قضیہ سامنے آئے اور آپس میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کا فیصلہ بھی ہماری عقل سے نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا طریقہ کار بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات و تصریحات کی روشنی میں ڈھونڈنا ہوگا۔ چاند اور سورج اور ان کا طلوع و غروب ہماری عبادتوں کے محور نہیں بلکہ عبادت کا تمام تر دار و مدار اللہ و رسول کے فرمودات پر ہے۔ ورنہ اگر محض عقلی طور پر دیکھا جائے تو صبح صادق کے ایک منٹ بعد سحری یا غروب آفتاب سے چند سکند قبل افطار کر لینا دین بھر کی محنت پر کوئی خاص اثر نہیں ڈالتا۔ لیکن چوں کہ یہ اللہ و رسول کے احکام کی صریح خلاف ورزی ہے اور ان کے احکام کی خلاف ورزی ارتکاب جرم ہے۔ لہذا اس جرم کی پاداش میں اس طرح کے تمام روزے کا عدم قرار پائیں گے بلکہ بعض صورتوں میں تو مرتکب پر بطور جرمانہ کفارہ لازم ہو جائے گا۔

جب یہ امر واضح ہو گیا کہ ۲۹ تاریخ کو چاند ہونے یا نہ ہونے اور اسے تسلیم کرنے یا نہ کرنے کا معاملہ کسی تہوار یا قومی تقریب کی تعیین کے لیے نہیں بلکہ ایک

عبادت کے مکمل اور دوسری کے شروع ہونے کا ہے تو اس خالص مسئلہ عبادت کو اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں دیکھا جانا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں کیا خطوط متعین فرمائے ہیں اور آپ کی احادیث طیبہ کی روشنی میں فقہائے کرام نے کیا احکام بیان فرمائے ہیں، چنانچہ بخاری شریف میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تصوموا حتیٰ تروا الهلال ولا تفطروا حتیٰ تروہ فان غم علیکم فاقدروا لہ۔ (بخاری جلد ۱ ص: ۲۵۶)

ترجمہ: روزہ اس وقت تک نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور افطار یعنی تکمیل روزہ اس وقت تک نہ کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اگر آسمان ابر آلود ہو جائے تو حساب لگا لو (یعنی ۳۰ دن مکمل کر لو) ایک دوسری روایت میں اس تعلق سے آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

الشہر تسع وعشرون لیلة فلا تصوموا حتیٰ تروہ فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین۔ (بخاری جلد ۱ ص: ۵۶)

ترجمہ: مہینہ ۲۹ راتوں کا ہے لہذا روزہ اس وقت تک نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو تو اگر چاند پوشیدہ ہو جائے تو مہینے کی گنتی میں دنوں سے مکمل کر لو۔

فاکملوا العدة ثلاثین کے تحت حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: فلا تصوموا حتیٰ تروا الهلال ای حتیٰ ینبت عندکم رویۃ ہلال رمضان بشہادۃ عدلین او اکثر و ینبت بعدل واحد عند ابی حنیفۃ اذا کان فی السماء غیم ولا تفطروا حتیٰ تروہ ای ہلال شوال قال ابن مالک حتیٰ تثبت رویۃ بشہادۃ عدلین لا باقل بالاتفاق لان ا

لاصل بقاء الشہور فلا ينتقل الا بدلیل. (مرقات ج: ۴، ص: ۲۴۱)
ترجمہ: روزہ اس وقت تک نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو یعنی رویت ہلال کی شہادت دو یا اس سے زائد عادل مردوں سے ثابت ہو جائے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ایک عادل مرد کی گواہی سے بھی چاند کا ثبوت ہو جائے گا جب کہ آسمان ابر آلود ہو۔ اور افطار نہ کرو (روزہ مکمل) یہاں تک کہ شوال کا چاند نہ دیکھ لو۔ حضرت ابن مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں تک کہ ہلال عید کی شہادت کم از کم دو عادل مردوں سے ثابت ہو اس سے کم کی گواہی بالاتفاق غیر معتبر ہے۔ اصل بات مہینوں کا باقی رہنا ہے تو کسی دلیل شرعی کے بغیر مہینہ نہ بدلے گا۔

ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دینے والوں کا نظریاتی اور فکری اعتبار سے دو طبقہ ہے۔ ایک طبقہ تو وہ ہے جس کے نزدیک شہادت کے باب میں بے پناہ وسعت و پھیلاؤ ہے۔ یہاں تک کہ شہادت و خبر کے درمیان شرعی اصطلاح کی روشنی میں جو فرق ہے اسے بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ موبائل، ٹیلیفون، واٹس ایپ و دیگر ذرائع ابلاغ سے آنے والی خبروں کو بھی اپنے مفروضہ پیمانے کے مطابق درجہ شہادت دینے میں دریغ نہیں کرتا۔ جب کہ صداقت یہ ہے کہ شہادت اور خبر کے درمیان جو تکنیکی شرعی فرق ہے اس پر نظر کی جائے تو ان خبروں کو شہادت کا درجہ دینے کا کافی منطقی جواز نہیں بنتا۔ دنیاوی معاملات میں بھی جہاں تک خبروں کا تعلق ہے تو یقیناً اس میں بے پناہ پھیلاؤ اور بہت وسعت ہے۔ لیکن جب معاملہ شہادت اور گواہی کا آتا ہے تو یہاں بھی دائرہ تنگ نظر آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ شریعت کے احکام میں قدم قدم پر بے پناہ احتیاط کا تقاضا ہے۔ جب دنیاوی معاملات میں وسعت اور پھیلاؤ کی گنجائش اس ترقی یافتہ دور میں نہیں نکالی جاسکی اور شہادت و خبر کے درمیان جو فرق ہے اسے صرف نظر نہیں کیا جاسکا تو پھر دینی و مذہبی معاملات میں شہادت و خبر کے درمیان

پائے جانے والے فرق کو مٹانے کے لیے ہم پہ کیوں جبر اور دباؤ ڈالا جاتا ہے؟
دوسرا طبقہ وہ ہے جسے شدت پسند سے تعبیر کرتے ہیں جو شرعی مسائل میں حالات کے سامنے سپر انداز ہونا نہیں جانتا جسے اہل سنت و جماعت عرف عام میں بریلوی کہتے ہیں۔ مسلکی اعتبار سے جس کی اکثریت حنفی ہے، اس طبقے کے نزدیک ثبوت رویت ہلال کے باب میں سات طریقوں کی صراحت ملتی ہے جو احادیث طیبہ، فقہاء محدثین کی تصریحات سے مستفاد ہے۔ رویت، شہادت، شہادۃ علی الشہادۃ، کتاب القاضی الی القاضی، استفادہ اس طرف کچھ دنوں سے یہ شدت پسند طبقہ بھی دو خانوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ ایک طبقہ تو شدت کے ساتھ اسلاف کرام کے قائم کردہ خطوط پر عمل پیرا ہو کر شرعی احکام بیان کر رہا ہے اور دوسرا گروہ عوامی دباؤ، سیاسی بہاؤ اور نمائشی ہاؤ بھاؤ کے پیش نظر رویت ہلال کے باب میں کچھ لچک پیدا کرنے کے نظریے پر رائے عامہ ہموار کر رہا ہے اس میں جو لبرل اور نرم رویہ اختیار کرنے والا طبقہ ہے وہ حالات کی سنگینی محسوس کرتے ہوئے کچھ فیصلے ایسے صادر کر رہا ہے جو اس تصلب پسند طبقے کے خیالات و نظریات سے قطعی میل نہیں کھاتے اور اصول و نظریات سے اس کی تائید و حمایت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ سال رواں عید کے موقع پر ۲۹ رمضان المبارک کو ایک ایسا ہی اعلان اسی شدت پسند طبقے کی شاندار قیادت کرنے والے ایک ادارے کی جانب سے سوشل میڈیا پر وائرل ہوا۔ ادارہ شریعہ بہار کے لیٹر پیڈ اور اس کے ذمہ دار مفتی کے قلم اور دستخط و مہر کے ساتھ مزین ہو کر وائرل ہونے والے اس اعلان کا متن یہ ہے:

”مفتی حسن رضا مطلع کرتے ہیں کہ پٹنہ اور اس کے مضافات میں چاند نظر نہیں آیا مگر ادارہ شریعہ پورنیہ کمشنری کے قاضی شریعت مفتی زبیر صاحب نے علماء اور اپنے طلبہ کے ساتھ چاند دیکھا اور کیٹیا میں بھی عام طریقے سے چاند نظر آیا اس لیے ۲۹ ربیع الثانی کا اعتبار کرتے ہوئے ۵/ جون ۲۰۱۹ء بروز بدھ عید الفطر کی نماز ادا کی جائے گی۔“

اس اعلان کے بعد مذہبی حلقوں میں مسلم آبادیوں میں رنگ تبدیل ہو گیا۔ ملک کے مختلف حصوں میں علماء اور ائمہ حضرات کی نقل و حرکت میں اضافہ ہو گیا۔ بھاگ دوڑ کا ایک ماحول بن گیا۔ تصلب پسند طبقے نے وائرل ہونے والے اس اعلان کو قابل توجہ نہیں سمجھا اور ۵/ جون کو نماز عید الفطر کی ادائیگی کے فیصلے کے لیے جواز کی راہ نہ پائی اور جن لوگوں نے ۵/ جون کو عید الفطر کا اعلان بھی کیا تو عام رویت کی بنیاد پر یا شہادت شرعیہ، شہادۃ علی الشہادۃ کی بنا پر جب کہ لبرل اور آزاد پسند طبقے نے وائرل ہونے والے اس بیان کو ہی نماز عید الفطر کی ادائیگی کے لیے کافی ووافی مان کر اعلان کے جواز کی راہ تلاش کر لی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ادارہ شرعیہ سے ہونے والے اس اعلان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اسے کسی ذمہ دار ادارے کے حساس اور بیدار مغز مفتی کے قلم سے صادر ہونے والا فیصلہ قرار دیا جائے یا کوئی اخباری بیان؟ کیا علمائے اہل سنت و جماعت (بریلوی) کے نزدیک اس طرح کے اعلان کا کوئی شرعی جواز بنتا ہے؟

میری یہ حیثیت تو نہیں کہ میں ایک مذہبی ادارے کے مفتی کے قلم سے صادر ہونے والی تحریر کے خلاف کوئی بیان دوں۔ اس لیے میں نہایت عاجزی کے ساتھ اپنی کم مائیگی کا اظہار یہ پیش کرتے ہوئے عرض گزار ہوں کہ حقیقت پسند قارئین اور صاحب نظر حضرات ادارہ شرعیہ کے حالیہ اعلان بسلسلہ رویت ہلال کا جائزہ جو مفتیان کرام نے پیش فرمایا ہے اس کے تمام پہلو پر غور و فکر فرمائیں اور اس اعلان کی قرار واقعی حیثیت متعین فرمانے میں فقہائے کرام نے جو شرعی دلائل پیش کیے ہیں ان کا ایک ناقدانہ جائزہ لیں۔

چنانچہ اس سلسلے میں ۲۱ شوال المکرم مطابق ۲۵ جون کو ایک استفتاء راقم الحروف نے اہل سنت و جماعت کے مرکز بریلی شریف کے مختلف دارالافتاء میں حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قادری کی معرفت پیش کیا۔ جس کا متن درج ذیل ہے:

۷۸۶/۹۲

کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام وفقہائے ذوی الاحترام مسئلہ ذیل میں کہ زید سنی حنفی عالم مفتی ہے۔ اس نے اپنے اور اپنے ادارے کے نام سے ایک اعلان بایں الفاظ وائٹس ایپ کے ذریعے عام کیا کہ ”ہمارے شہر اور اس کے مضافات میں چاند کہیں نظر نہیں آیا، ہمارے ادارہ سے متعلق پورنیہ کمشنری کے فلاں عالم اور ان کے مدرسہ کے طلبہ نے چاند دیکھا لہذا ۲۹/ رمضان ۱۴۴۰ھ کی رویت ہلال کا اعتبار کرتے ہوئے ۵/ جون ۲۰۱۹ء کو عید ہوگی۔“

دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ اعلان پٹنہ کے ایک عالم صاحب نے کیا۔ ان کا یہ اعلان تقریباً ۸ بجے شب کو عام ہوا۔ پٹنہ اور پورنیہ کی مسافت اتنی ہے کہ پورنیہ سے پٹنہ شہادت کے ارسال و ترسیل میں کم و بیش ۷-۸ گھنٹے درکار ہیں۔ ایسی صورت میں مغرب کے چند منٹوں کے بعد پٹنہ کے عالم صاحب کا اعلان شرعاً معتبر ہے؟ ان کے اعلان پر عید کرنا جائز ہے؟ جن لوگوں نے نماز عید ادا کر لی ان کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟ ایسا اعلان کرنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟ اگر پٹنہ، دلی، لکھنؤ سے کوئی عالم اعلان کرتا ہے تو اس کا اعلان کہاں تک قابل عمل ہے؟ کیا کسی صوبے کی راجدھانی سے ہونے والا اعلان پورے صوبے کے مسلمانوں کیلئے کافی ہے؟ اگر شرعاً ایسا ہے تو پھر بریلی شریف، اجمیر شریف وغیرہ کے اعلان پر پورے ملک کے مسلمانوں کے روزے رکھنے یا عید کرنے میں کیا کوئی شرعی حرج ہے؟

امید ہے کہ مرکز اہل سنت بریلی شریف کے ذمہ دار فقہاء، علماء جن کی گردنوں پر شریعت کا بار ہے اور جن کے دست کرم میں امت کے ایمان و عمل کی اصلاح و ترغیب کی ذمہ داری ہے وہ ضرور اپنی ذمہ داری اور ملی اتحاد کا پاس و لحاظ فرماتے ہوئے قرآن و سنت اور فتاویٰ اعلیٰ حضرت و مفتی اعظم ہند و علمائے حق کی روشنی سے ہم کو تاہ نظر کی راہنمائی کا فریضہ انجام

دیں گے۔ اطمینان و تصدیق کے لیے پٹنہ والے اعلان کی فوٹو کاپی ساتھ میں منسلک ہے۔

المستفتی: محمد ملک الظفر سہرامی

مہتمم دارالعلوم خیرہ نظامیہ سہرام بہار

اس سوال کے جواب میں مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کے صدر مفتی حضرت علامہ مفتی محمد افضال رضوی کے قلم سے جو شرعی فتویٰ صادر ہوا ہے جس کی تائید و تصدیق جانشین تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری بریلوی نے فرمائی ہے۔ اس فتوے میں اولاً حضرت مفتی صاحب نے رویت ہلال کے تعلق سے حکم شرع شریف بیان فرمایا، اس کے بعد آلات جدیدہ کی شرعی حیثیت واضح فرمائی اور آخر میں پٹنہ سے ہونے والے حالیہ اعلان رویت ہلال عید الفطر کی قرار واقعی حیثیت واضح فرما کر اس غیر شرعی اعلان پر عمل کرنے والوں اور اعلان کرنے والوں پر شریعت کا حکم بیان فرمایا۔ آپ بھی جواب کا متن ملاحظہ فرمائیں:

الجواب: روزہ رکھنے اور عید کرنے کی بابت شریعت کا بنیادی حکم یہ ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی عید کرو اور ۲۹ کو چاند نہ دکھے تو حساب پورا کرو، بخاری شریف میں ہے: لا تصوموا حتیٰ تروا الهلال ولا تفطروا حتیٰ تروہ فان غم علیکم فاقدروا لہ، لہذا روزہ رکھنے یا عید کرنے کا دار و مدار رویت ہلال پر یا شہادت شرعیہ پر ہے فی زمانہ آلات جدیدہ مثلاً موبائل ٹیلی فون فیکس وغیرہ کے ذریعہ چاند کی خبر غیر معتبر ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں تارخص بے اعتباریوں ہی ٹیلی فون اگر خبر دہندہ پیش نظر نہ ہو، دوسری جگہ رقم طراز ہیں: ٹیلی فون دینے والا اگر سننے والے کے پیش نظر نہ ہو تو امور شرعیہ میں اس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ آواز پہچانی جائے، کہ آواز مشابہ آواز ہوتی ہے اگر وہ کوئی شہادت دے تو معتبر نہ ہوگی اگر وہ کسی بات کا اقرار کرے تو سننے والے کو اس پر گواہی

دینے کی اجازت نہیں۔ ہاں اگر وہ اس کے پیش نظر ہے جسے دو بدو آمنے سامنے سے تعبیر کرتے ہیں یعنی اس کی دونوں آنکھیں اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہوں ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہو اور ٹیلی فون کا واسطہ صرف بوجہ آسانی آواز رسانی کے لیے ہو کہ اتنی دور سے آواز پہنچنا دشوار تھا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج: ۴، ص: ۲۹/۵۲۸)

حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اخبار یا ٹیلی فون یا ریڈیو وغیرہ کا کچھ اعتبار نہیں۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج: ۱، ص: ۳۹۳)

حضرت بحر العلوم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: تاریخ، ٹیلی فون وغیرہ کی خبر سے چاند ثابت نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ بحر العلوم، ص: ۲۵۶)

شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف میں بھی یہی فیصلہ ہوا کہ رویت ہلال کا وہ اعلان جو ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹیلی فون کے ذریعہ ہوا اگرچہ ایک شہر کیلئے ہو وہ نامعتبر ہے، لہذا جب پٹنہ میں چاند ۲۹ کو نظر نہیں آیا تو عالم صاحب کا اعلان شرعاً غیر معتبر و خلاف شرع ہے ایسے اعلان پر عید کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اعلان کرنے والے اور اس کے اعلان پر عید کرنے والوں پر علانیہ توبہ کرنا ضروری ہے اگر کوئی عالم پٹنہ، دہلی، یا لکھنؤ سے چاند کا اعلان مطابق شرع کرے گا تو اس کا دائرہ وہی شہر اور حوالی شہر ہوگا جس شہر سے اعلان ہوگا دوسرے شہر کیلئے غیر معتبر ہوگا۔ لہذا راجدھانی سے کیا گیا اعلان راجدھانی شہر اور اس کے مضافات کیلئے ہی معتبر ہوگا دوسرے شہر کیلئے نہیں۔

کتبہ: محمد افضال رضوی۔

مرکزی دارالافتاء، ۸۲/ سوداگران بریلی شریف

۲۳/ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ ۲۷ جون ۲۰۱۹ء

جامعۃ الرضا کے شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی اپنے محتاط قلم سے مذکورہ فتوے پر تائیدی و تصدیقی کلمات تحریر فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله وعلى آله

واصحابه اجمعين.

سائل کا بیان کردہ صورت حال مظہر ہے کہ عالم پٹنہ کا اعلان مذکور ثبوت ہلال کے طرق شرعیہ (مذکورہ فی الرضویہ وغیرہا من المعتمدات) کے برخلاف ہوا کیوں کہ ان کے حضور کوئی شہادت شرعیہ بر رویت ہلال نہیں آئی نہ شہادت پر شہادت شرعیہ پہنچی۔ لگتا ہے وہ اس نظریے کے پیرو ہیں کہ یہ جدید ذرائع ابلاغ کی خبر شرعاً معتبر ہے اسی لیے انہوں نے اپنے فیصلہ کی بنیاد عالم پور نیہ کی طرف سے آئے ہوئے فون کی خبر پر رکھی اور اسی کو کافی وافی مان لیا جس کا انہیں کوئی حق و اختیار نہیں تھا۔ بالجملة ان سے اس (فیصلہ لینے اور اعلان کرنے) میں کھلی ہوئی خطا ہوئی ہے بے شک ان کا یہ اعلان غلط تھا شریعت کی موافقت میں ہرگز نہیں ہوا اس قسم کی روش و نظر کو کتابوں کی روشنی میں ضرور یہی کہنا ماننا پڑے گا کہ وہ اتباع شرع ہرگز نہیں بلکہ اتباع ہوئی ہے۔

والجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد صالح قادری غفرلہ

۲۴ شوال ۱۴۴۰ھ

۲۸-۰۶-۲۰۱۹

بریلی شریف کے ایک ذمہ دار ادارہ مدرسہ منظر اسلام کے دارالافتاء کا قلمدان روشن کرنے والے علامہ مفتی سید کفیل ہاشمی نے اس فتوے کی تائید و تصدیق فرماتے ہوئے یہ تحریر فرمایا:

۷۸۶/۹۲

سائل نے جو سوالات میں ذکر کیا ہے اگر وہ حق و صحیح ہے تو یہ بہت افسوس کا

مقام ہے کہ جس طرح عوام میں یہ بلا تیزی سے سرایت کر چکی ہے کہ وہ بھی سعودیہ بلکہ دہلی لکھنؤ وغیرہ دیگر شہروں میں چاند ہو جانا اور ٹی وی واٹس اپ کے ذریعہ اس کا اعلان سن لینا اپنے زعم میں بڑا ثبوت سمجھتے ہیں اور چاند ہو گیا ہو گیا کا شور مچانے لگتے ہیں مگر یہ تو عوام ہیں ان کے محض شور مچانے سے کیا شرعی ثبوت کا حکم دے دیا جائے گا۔ دور حاضر میں چند ایسے مولوی بھی پیدا ہو چکے ہیں جن کا ذہن ان ہی عوام کے مثل ہو گیا ہے اور وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کا دینی رہنما تصور کرنے لگے ہیں اور اسی زعم میں غیر شرعی اعلانات کر رہے ہیں ہندوستان میں تو یہ بلا عام ہوتی جا رہی ہے مگر افسوس اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب کسی ذمہ دار دارالافتاء یا دارالعلوم کے مفتی کی طرف سے ایسا اعلان ہوتا ہے اور وہ بانگ دہلی یہ اعلان کرتا ہے کہ فلاں شہر میں جو سیکڑوں کیلو میٹر کی دوری پر ہے وہاں چاند ہو گیا فون سے موبائل سے خبر مل گئی ہے کہ فلاں روز عید ہے شریعت اسلامیہ کے قوانین کو اپنی طبیعت کے سامنے مردہ کرنا ہے حالانکہ انہیں بھی معلوم ہے وہ بھی علم رکھتے ہیں کہ یہ مذہب کے سراسر خلاف ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے بہر حال پٹنہ کے عالم صاحب کا وہ اعلان ہرگز ہرگز درست نہیں اور جب اعلان درست و شرعی نہیں تو پھر اس پر عید کی نماز کیونکر درست ہو سکتی ہے اس کا وبال انہیں کے سر ہے۔

والجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

فقیر قادری سید کفیل احمد غفرلہ

خادم الافتاء والتد ریس منظر اسلام بریلی شریف

۲۹ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ

دارالعلوم مینا نیہ، گونڈہ کے دارالافتاء کا قلمدان سنبھالنے والے مفتی حضرت مفتی امان الرب صدیقی بریلی شریف کے اس شرعی فیصلے پر اپنی تائید و تصدیق کی مہر

ثبت کرتے ہوئے یہ لکھتے ہیں:

پٹنہ کے عالم کا پورنیہ کے عالم کی محض موبائیلی خبر کو موجب شرعی کی حیثیت دینا بہت بڑی جرأت ہے دین میں نئی شریعت گڑھنے کے مترادف ہے۔ حضرت مفتی افضل صاحب کا فتویٰ حضرت بقیۃ السلف مفتی صالح اور ان کی تصدیق مع التوضیح۔ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم میں مشمولہ رسولہ طرق اثبات الہلال کے عین مطابق ہے جس پر چلنا راہ صواب ذریعہ نجات ہے طرق اثبات ہلال جو سات ہیں اس سے ہٹ کر کوئی خود ساختہ طریقہ ایجاد کرنا بدعت سنہ ناجائز و گناہ ہے۔ قاضی القضاۃ فی الہند مفتی عسجد رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا تائیدی دستخط دیکھ کر تاج الشریعہ کی مسلکی استقامت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح

امان الرب صدیقی قادری

۲۷ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ

مطابق ۲۰۱۹-۰۷-۰۱

جامعہ مظہر اسلام اور رضوی دارالافتاء کے مفتی حضرت مفتی عبید الرحمن صاحب اس فتوے پر تائید و تصدیق فرماتے ہوئے یہ لکھتے ہیں:

الجواب: کٹیہار وغیرہ میں عام طریقے سے چاند نظر آیا تو کیا پٹنہ کے عالم صاحب کے نزدیک اس کا ثبوت شرعی طریقے سے ہوا اگر شرعی طریقے سے اس کا ثبوت ان کے نزدیک نہ ہوا تو پھر غیر شرعی طریقے سے رویت کا اعلان چہ معنی دارد۔ کیا ان کے نزدیک درمختار کی یہ عبارت: یلزم اهل المشرق بروية اهل المغرب اذا ثبت عندهم روية اولئك بطریق موجب، موجود نہیں۔ کیا ان کی نظر اس عبارت پر نہیں ہے بے شک ہے ضرور ہے ان سے یہ پوشیدہ نہیں پھر انہوں نے غیر

شرعی طریقہ کیوں اختیار کیا۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ فون وغیرہ کی خبروں میں نہ صرف آڈ بلکہ کوسوں کا فاصلہ ہوتا ہے۔ ان پر کیوں احکام شریعہ کی بناء ہو سکتی ہے۔ لہذا پٹنہ لکھنؤ، بریلی شریف وغیرہ کہیں بھی کسی مقام پر چاند ہو جائے تو پھر دوسری جگہ ان جگہوں کا اعتبار اسی وقت ہوگا جب کہ ان کے نزدیک شرعی طریقوں میں کسی بھی طریقے سے چاند کا ثبوت ہو جائے۔ اگر دوسری جگہ چاند کا شرعی ثبوت قاضی شرع کے نزدیک ہو جائے اور وہ اعلان کر دے تو اس کا یہ اعلان اس کی حدود ولایت تک ہی معتبر ہوگا اس کی حدود ولایت سے باہر اس اعلان پر عمل درست نہ ہوگا کہ ہر قاضی اپنی حدود ولایت میں قاضی ہے اور اپنی حدود ولایت سے باہر عوام کا ایک فرد یعنی ہر قاضی کی قضا اس کی حدود ولایت تک محدود و محصور رہے گی اور اس کی حدود ولایت سے باہر نافذ نہ ہوگی نہ اس کی حدود ولایت سے باہر اس کے حکم پر عمل واجب ہوگا ایک قاضی دوسرے شہر یا دوسرے صوبہ کے قاضی کو خود وائس ایپ وغیرہ کے ذریعہ خبر دے تو اس پر عمل جائز نہیں کیوں کہ کسی قاضی کی خبر اس کی حدود ولایت سے باہر شرعاً حجت نہیں ہاں اس کا خط شرائط مخصوصہ کے ساتھ مقبول اور معتبر ہوگا۔

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس فتوے پر مزید تائیدی و تصدیقی دستخط فرمانے والے چند مفتیان کرام و علمائے دین کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت علامہ مفتی وحی احمد وسیم صدیقی سابق وائس پرنسپل جامعہ اسلامیہ، روناہی
حضرت علامہ مفتی محمد حامد القادری، مدرسہ سرکار نمازی مظفر پور۔

حضرت علامہ ڈاکٹر سید اقبال حسنی ناظم اعلیٰ جامعہ برکات منصور، گیا

حضرت علامہ مفتی انیس عالم سیوانی، سکریٹری امام احمد رضا فاؤنڈیشن، لکھنؤ

مذکورہ استفتاء کی روشنی میں تقریباً یہی سوال الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سٹی کے ناظم اعلیٰ الحاج سید ولی الدین رضوی نے مختلف دارالافتاء کو روانہ فرمائے ان میں سے کچھ کے جوابات آئے کچھ کا انتظار ہے۔ آنے والے فتاوے میں اہم فتویٰ حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن رضوی مظفر پوری رضوی دارالافتاء جامعۃ الخضراء مروان مظفر پور کا ہے۔ آپ سوال کے تمام پہلوؤں کا بہت دقت نظری کے ساتھ جائزہ لے کر اپنے محتاط اور ذمہ دار قلم سے شریعت کا حکم بیان فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

الجواب بعون الملک الوہاب

دوسرے شہر سے بذریعہ خط خبر شہادت دینا صرف قاضی شرع سے خاص ہے جسے سلطان اسلام نے فصل مقدمات پر والی کیا ہے یہاں تک حکم کا خط بھی مقبول نہیں۔ درمختار میں ہے:

(القاضی یکتب الی القاضی) وهو نقل الشهادة حقيقة (ولا یقبل من محکم بل من قاض مولی من قبل الامام) ائمہ تو یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر قاضی اپنا آدمی بھیجے بلکہ بذات خود آکر بیان کرے کہ میرے سامنے گواہیاں گزریں، ہرگز نہ سنیں گے کہ اجماع تو صرف دربارہ خط منعقد ہوا ہے لہذا پیام اپنی اور خود بیان قاضی بھی اس سے جدا ہے فتح القدیر ص: ۲۹۱ میں ہے: الفرق بین رسول القاضی وبين كتابه حيث یقبل كتابه ولا یقبل رسوله۔ اور قاضی شرع کا نامہ بھی صرف اسی وقت مقبول۔ جب دومر دیا ایک مرد دو عورتیں عادل دارالقضاء سے یہاں آکر شہادت شرعیہ دیں کہ یہ خط بالیقین اسی قاضی کا ہے اور اس نے ہمارے سامنے لکھا ہے ورنہ ہرگز مقبول نہیں اگرچہ ہم اس قاضی کا خط بھی پہچانتے ہوں اور اس کی مہر بھی لگی ہو اور اس نے خاص اپنے آدمی

کے ساتھ بھیجا بھی ہو ہدایہ میں ہے: لا یقبل الكتاب الا بشهادة رجلین او رجل وامرأتین لان الكتاب یشبه الكتاب۔ چنانچہ مجدد دین و ملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے پہلی بھیت والوں کے لیے اپنی مہر شدہ تحریر کی بابت فرمایا۔ ”وہ پرچے دوسرے بلاد میں نہ بھیجے گئے تقسیم کرنے والوں نے اسٹیشن پر بھی دیئے ان میں سے کوئی لے گیا ہوگا بعض لوگوں نے پہلی بھیت کے واسطے چاہا اور ان کو جواب دیا گیا کہ جب تک دو شاہد عادل لے کر نہ جائیں پرچہ کافی نہ ہوگا بلاد بعیدہ کو کیونکر بھیجے جاتے؟“

تصریحات مذکورہ کی روشنی میں اس اعلان پر روزہ چھوڑنا عید منانا ہرگز جائز نہیں تھا کہ وہ نہ شہادت رویت ہے نہ شہادت علی الشہادۃ نہ شہادت علی الحکم والقضاء۔ نہ کتاب القاضی الی القاضی نہ استفادہ بس اڑتی ہوئی خبر ہے زبانی طور کی پھر یہ اعلان تو خود پٹنہ میں کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا چہ جائیکہ دیگر بلاد و مواضع کے لیے اس میں پٹنہ و مضافات میں چاند نہ دکھنے کی بات کہی گئی ہے تو رویت نہ ہونے پر شہادت درکار اور پورنیہ و کلٹیہار میں اگرچہ رویت ہوئی اس کی یہاں نہ شہادت گزری نہ ہی اعلان میں شہادت کا کوئی ذکر اگر شہادت بھی گزرتی تو اعلان مذکورہ پر عمل درست نہیں ہوتا پھر ۲۹ کی رویت کا اعتبار کیا؟ یہ اعلان جس میں اخباری زبان استعمال کی گئی ہے کہ ”مفتی صاحب مطلع کرتے ہیں“ خود بتا رہا ہے کہ یہ مفتی صاحب مذکور کی طرف سے نہیں بلکہ کسی اخباری نمائندہ کی جانب سے اعلان ہوا اگرچہ اخیر میں خود مفتی صاحب نے دستخط اور مہر سے اس اعلان پر طغیان کو مزین فرمایا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اعلیٰ العظیم۔ کیا نہ گزرا کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے شہر میں جو اعلان کرایا اس میں بھی یہ تحریر کیا کہ ”میرے سامنے شہادتیں گزریں، پھر بھی اپنی دستخطی و مہری تحریر کو ایک گھنٹے کی مسافت والے پہلی بھیت کے لیے نا کافی بتایا اس کے لیے دو شاہد عادل کی شرط لگائی

اور یہاں تو پرچہ نہیں چرچا جو دین و دیانت کا پرچہ اڑا رہا ہے کہ روزہ اور عید سب برباد کرے بھلا وہ کس طرح درست ہو سکتا ہے یہیں سے نماز روزہ چھوڑنے والوں پر اپنی اور اس کا خلاف شرع حکم دینے والوں پر اپنے علاوہ دوسرے کا وبال بھی ہے پھر ۳۰/ رمضان کو یکم شوال ماننا دوسرا گناہ اور اس میں عید پڑھنا تیسرا گناہ جس سے سب پر توبہ لازم اور ۲۹/ رمضان کے چاند کا ثبوت شرعی نہ ہو تو روزہ کی قضا واجب کہ اس صورت میں اکمال عدت کے علاوہ کوئی صورت نہیں۔

رجسٹریشن۔ اس کا مطلب کسی ادارے یا تنظیم کی موجودگی کا گورنمنٹ کے دفتر معلومات میں (ریکارڈ) میں اندراج کرنا ہے تاکہ قانونی تحفظ مل جائے۔ یہ سند علم ہے نہ وثیقہ فضیلت اور محض سند خواہ وہ کسی جامعہ کی ہو وہ بھی کافی نہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ سند کوئی چیز نہیں بہتیرے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہ لی ان کی شاگردی کی لیاقت بھی ان سند یافتوں میں نہیں ہوتی۔ علم ہونا چاہیے اور علم الفتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو، فتاویٰ رضویہ ص: ۱۳۱/ جلد ۹ اور فرماتے ہیں: ”آج کل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازے میں داخل نہیں ہوتا نہ کہ واعظ جسے سوائے طلاقت لسانی کوئی لیاقت درکار نہیں۔ خصوصاً جب کہ خاص مسائل رویت ہلال میں جمیع ائمہ سے تفرد ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص: ۵۶۵/ اسی کے ۵۷۲/ میں فرماتے ہیں: علم دین فقہ و حدیث ہے۔ منطق و فلسفہ کے جاننے والے علماء نہیں یہ امور متعلق بہ فقہ ہیں تو جو فقہ میں زیادہ ہے وہی بڑا عالم دین ہے۔ اگرچہ حدیث و تفسیر سے زیادہ اشتغال رکھتا ہے پھر بھی عالم دین نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی عالم دین بھی ہو ادارہ رجسٹرڈ بھی ہو اور اس کا اعلان تصریحات فقہاء کے خلاف ہو تو ہرگز لائق عمل نہیں چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، ص: ۵۸۳/ میں ہے۔ ”تو یہ اعلان کہ

فلاں شہر میں چاند ہوا یا فلاں فلاں نے دیکھا یا فلاں روز سے روزہ رکھا مجرد حکایت ہے جس پر اصلاً التفات نہیں بلکہ یا تو اپنے معائنہ کی شہادت ہو یا شہادت پر شہادت ہو یا قضا پر شہادت یا شرعی شہرت مسئلہ بہت ضروری الحفظ ہے۔ صرف عوام بلکہ آج کل کے بہت مدعیان علم بلکہ بعض ذی علم بھی ناواقف پائے۔“

رہادارۃ اثر تو گزر چکا کہ اعلیٰ حضرت کا قلمی پرچہ پبلی بھیت کے لیے حجت نہیں تو ماوشا کا واٹس اپی اعلان پورے ملک کے لیے کیا بلکہ دیگر بلاد و امصار کے لیے بھی بلکہ خود اس عالم کے شہر کے لیے بھی لائق التفات نہیں کہ شرعی اعلان بھی اسی کے شہر کے لیے لائق عمل ہے اور دوسرے کے لیے وہی شرعی طریقہ ہے جو صدر جواب میں گزرا۔ یہ اگر کافی ہوتا تو دارالقضا کی شاخیں کیوں جب ایک شہر کا قاضی اعلان کرے اور پورے ملک میں اس پر عمل ہو تو شاخوں کی ضرورت ہی کیا رہی؟ یہی حکم بریلی شریف اور دوسرے شہروں کے لیے بھی ہے۔

مطلع ابرآلود ہونے کی صورت میں تو کمال عدت یعنی تیس ۳۰ کی گنتی پوری کرنے کا حکم ہے: ”فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین“ مگر پورنیہ کٹیہار، دلی، کلکتہ، بنگلور، پھلواری، پٹنہ خواہ کہیں سے چاند تلاش کرنے کا حکم اور ایک ہی دن پوری دنیا یا پورے ملک و صوبہ یا کم از کم صوبے کے اکثر اضلاع میں عید منانے کا جزیہ کہاں ہے؟ موبائیل، واٹس ایپ، فیس بک، ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعے گھر گھر چاند پہنچانے کا وجوب یا کم از کم استحباب ہی کہاں؟ یہ محض العوام کا لالعام اور ارباب اقتدار کی نظر میں اپنی یا ادارے کی حیثیت عرفی منوانے کا غیر شرعی ذریعہ اور اپنی شہرت و مقبولیت، باثری و مرجعیت میں سبقت حاصل کرنے کا سیاسی حربہ ہے۔ قال علیہ السلام: اذا وسد الامر الى غیر اہلہ فانظر الساعة۔ مولیٰ تعالیٰ قبول حق کی توفیق رفیق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۹ رمضان المبارک کو رویت ہلال کے تعلق سے ہونے والے اعلان پر جن مفتیان کرام کے شرعی فیصلے نقل کیے گئے وہ تمام حضرات ذمہ دار الافتاء کا قلمدان سنبھالنے والے صاحب فقہ و فتاویٰ ہیں جماعت میں ان کے فتوے قدر و منزلت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ تقریباً تمام مفتیان کرام نے اس اعلان کو غیر شرعی فرمایا، علمائے متقدمین و فقہ حنفی کی تصریحات سے اس اعلان کی تائید و توثیق نہیں ہوتی یہ بھی وضاحت فرمائی۔

راقم الحروف مفتیان کرام و فقہائے عظام کی بارگاہ میں عرض گزار ہے کہ اگر شرعی قوانین کی حفاظت و صیانت ملحوظ نظر رکھتے ہوئے اسلاف کرام بالخصوص اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا، سرکار مفتی اعظم ہند، حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تصریحات و فتاویٰ کی روشنی میں رویت ہلال کا پیچیدہ ترین مسئلہ ان کے ناخن تدبیر سے حل ہو جاتا ہے تو علمائے کرام و ائمہ عظام کے لیے ہر سال کی دوسری سے نجات دلا دے گا اور امت مسلمہ باہمی تفریق و انتشار کی راہ پر جانے سے محفوظ ہو جائے گی۔ وقت کا یہ ایسا جبری مسئلہ ہے کہ اس کا حل نکالنا بے حد اہم و ضروری ہے۔

جو قوم تین سو ساٹھ دن علمائے کرام کی دست بوتی کرتے نہیں کھکتی ان کا خطبہ پڑھنا اپنا وظیفہ حیات گردانتی ہے، ان کی جوتیاں سیدھی کرنا باعث فخر و نجات سمجھتی ہے، ان کے چشم ابرو کے اشاروں کی منتظر رہتی ہے، لب ہلے نہیں کہ عقیدت مند و نیاز مند تکمیل کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لیے مضطرب و بے چین نظر آتے ہیں۔ لیکن ۲۹ رمضان کی تاریخ ایسی ہوتی ہے کہ قوم اس موڑ پہ آ کے دیدہ بدل دیتی ہے، عقیدت مندی و نیاز مندی کی تمام زنجیریں توڑ کر آزادی حاصل کرنا چاہتی ہے، غلامی کا طوق گردن سے نکال پھینکتی ہے اور عملاً باغیانہ ذہن و فکر کا مظاہرہ ہونے لگتا ہے۔ لہذا اس نازک و حساس ترین مسئلے پہ مفتیان کرام سر جوڑ کر بیٹھیں اور کوئی حل تجویز فرمائیں تاکہ جماعت میں پھیلے ہوئے انتشار و اختلاف کی آگ سرد ہو سکے۔ مجھے یاد

آتا ہے کہ کسی نجی مجلس میں جماعت کے ایک صاحب نظر مفتی نے فرمایا تھا کہ سیدی اعلیٰ حضرت کی تصریحات کی روشنی میں مسئلہ رویت ہلال کا حل ان کی نظر میں ہے ان سے بھی گزارش ہے کہ وہ اپنی تحقیق انیق سے یہ پیچیدہ گتھی سلجھادیں۔

عید الرضا نوری کو سند اجازت و خلافت

تبارک الذی بیدہ کل شیء تعظم الذی حمد احب الیہ من کل شیء والصلوة والسلام علیہ وعلیٰ کل من تمسک
یہ فقیر قادری گدائے رضوی برادر دینی و یقینی محب سنیت عدو لاندہ بیت مولانا عبید
الرضا عرف محمد شاہ عالم صاحب قادری برکاتی نوری مقام رضا نگر حسامپور پوسٹ
بنگھسری ضلع بلرا مپور (یوپی) علی بركة اللہ ثم علی بركة رسولہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سراجیہ
کی اجازت و خلافت دیتا ہے۔ جس طرح اس فقیر بے توقیر کو اپنے جلیل القدر مشائخ
طریقت سیدی و سندی استاذی الکریم حضور بدر ملت حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ بدر
الدین احمد قادری رضوی نوری قدس سرہ و علمبردار مسلك اعلیٰ حضرت ضیغم اہل سنت
حضرت علامہ محمد حسن علی صاحب قبلہ رضوی بریلوی بلدیہ ملیسی پاکستان مدظلہ العالی اور
جانشین حضور مفتی اعظم عالم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری
ازہری بریلوی علیہ الرحمہ سے حاصل ہے۔ وہ ان سلاسل میں بیعت کریں اور خلافت
دیں، مولیٰ تبارک و تعالیٰ مشائخ سلسلہ کی برکت سے کامیاب و با فیض فرمائے، اس فقیر
کو دعوات صالحہ میں ہمیشہ یاد رکھیں، سنت و شریعت کے اتباع اور مسلك اعلیٰ حضرت پر

مضبوطی سے قائم رہیں، تبلیغ سنیت و رضویت اور اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت میں بھرپور مجاہدانہ کردار ادا کریں، مذاہب باطلہ کے رد و ابطال بطور وظیفہ کرتے رہیں، فقیر قادری کی وصیت ہے کہ پیری مریدی کے سلسلہ مقدسہ کو خالص تبلیغ اسلام و سنیت کا وسیلہ سمجھیں اور اس کو ذریعہ معاش ہرگز نہ بنائیں، بلکہ سنت نبوی علیٰ صاحبہا و علیٰ آلہ الصلوٰۃ و الخیر لارڈ و کڈ پر عمل فرمائیں۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ برادر موصوف اور ان کے جملہ متعلقین کو سنیت، قادریت، برکاتیت اور رضویت کے بے شمار برکات دارین سے مالا مال فرمائے۔ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و قاسم رزقہ سیدنا و مالکنا محمد

والہ و صحبہ و حزبہ اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

فقیر عبد الصمد قادری رضوی نوری

خادم مدرسہ گلشن رضا کولمبی ناندیڑ مہاراشٹر

۱۵ ربیع الاول شریف ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰ فروری ۲۰۱۰ء بروز شنبہ

عبید الرضا نوری کو نقوش و تعویذات کی اجازت

میں اپنے دینی ایمانی بھائی عزیز القدر مولانا عبید الرضا عرف محمد شاہ عالم صاحب قادری برکاتی نوری سلمہ ساکن رضا نگر حسامپور پوسٹ بنگھسری ضلع بلراپور کو بشرائط ذیل خدمت خلق کی نیت سے نقوش و تعویذ لکھنے کی اجازت دیتا ہوں، علیٰ برکتہ اللہ علیٰ برکتہ رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۱) مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

(۲) شریعت طاہرہ کی حمایت اور اس کی احیا کی سعی کرتے رہنا۔

(۳) بد مذہبوں اور صلح کلیوں سے دور رہنا۔

(۴) علم دین کی تحصیل پر کوشش کرنا اور دین کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھنا۔

فقیر عبد الصمد قادری، رضوی غفی عنہ

قادری منزل محلہ بابو گنج، رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار)

۴ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ یوم و ہابیت کش دوشنبہ مبارکہ

صوفی صاحب کے مکتوبات عبید الرضا نوری کے نام

۷ ارزی القعدہ ۱۴۲۵ھ جمعرات

محبت قلبی برادر طریقت مولانا عبید الرضا عرف محمد شاہ عالم صاحب قادری

نوری زید مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بجہ تعالیٰ بخیرہ کر طالب عافیت ہوں آپ کے کہنے کے مطابق آپ کی ترتیب کردہ کتاب چالیس احادیث معہ فیضان دعا و احکام شرعیہ جو پریس والے کے یہاں رکھی ہوئی ہے اسے مولانا مشرف صاحب رضوی صدر المدرسین دارالعلوم غریب نواز ناندیڑ کو خبر کیا ہوں کہ آپ مانگ بابا سے کہہ کر وہ ساری کتابیں اپنے ادارہ میں منگوا کر محفوظ کر لیں جب کوئی صاحب یہاں سے جائیں گے تو اسے پکیڑوا روانہ کرنا ہے، موصوف نے یہ ذمہ داری قبول کر لی ہے اور کہا ہے کہ میں ان شاء اللہ مولیٰ تعالیٰ کل جمعہ کو مانگ بابا سے بعد نماز جمعہ کچھ یوں کی مسجد میں آ کر ملاقات کر کے یہ کام کروالوں گا مولائے کریم آپ کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے اور اس کتاب کے ذریعہ آپ کا نام زندہ رکھے اور مع اہل و متعلقین شاد و آباد رکھ کر آپ کے علم و عمر میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے اور ہر حال میں صبر و شکر کے ساتھ قائم رکھے۔ آمین۔ اور مولیٰ تبارک و تعالیٰ سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ علیہ الخیر و الخیر و الخیر کے صدقے اور طفیل آپ کی اہلیہ اور آپ کو اور

جملہ سنی مسلمانوں کو تمام جسمانی اور روحانی بیماریوں سے شفا کے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہر حال میں راضی برضا رکھے، کہا گیا ہے کہ ”مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ“ اور اس پر فتن دور میں تمام فتنوں سے محفوظ مامون رکھ کر مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرمائے اور اسی مسلک پر چلتے ہوئے خاتمہ ایمان و سنت پر نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

نوٹ: قبائلی بخشش ۷۷ عدد روانہ کر رہا ہوں اس میں سے ایک اپنے مدرسہ کے لئے وقف کر دیں گے اور عند الملاقات بلراہمپور میں محب گرامی مولانا محمد اخلاق صاحب قبلہ رضوی کی خدمت میں پیش کریں اور سلام پیش کرتے ہوئے دعاؤں کی درخواست کریں۔

ابھی جلدی میں دو تین فتنے اُٹھے ہیں اور جیسے جیسے قیامت قریب ہوتا جائے گا اس میں اضافہ ہوتا جائے گا جیسے موجودہ ایڈوالحاق کے جواز میں ابھی مدھ نگر سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے ادھر مفتی مطیع الرحمن صاحب رضوی نے ٹی وی سے متعلق جائز و مستحسن ہونے کا فتویٰ دے دیا ہے جسے جام نور دہلی والوں نے خوب تعریف و توصیف کے ساتھ شائع کیا ہے اور فوٹو اور لاؤڈ اسپیکر کا فتنہ پہلے ہی سے اٹھا ہوا ہے اور روز بروز عروج ہی پر ہے یعنی کہنا یہ ہے کہ جیسے جیسے زمانہ گزر رہا ہے ویسے ویسے اہل حق کے لئے پریشانی بڑھتی جا رہی ہے اور صلح کلیت میں اضافہ ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی زندگی پر نظر جمائے رہیں اور انہیں کے طرز زندگی کو اپنے لئے نمونہ عمل بنائیں وہ کوئی منڈی کی چیز نہیں ہے جسے خرید کر انہیں کوئی دے دے بلکہ وہ ایمان و یقین اور اعمال صالحہ کی نقدی سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

مولائے کریم ہمیں اور آپ اور تمام اہل حق کو سرکار اعلیٰ حضرت اور سرکار مفتی اعظم اور حضور بدر ملت کے طریقے پر مضبوطی کے ساتھ قائم رکھے۔ آمین۔ اور تمام فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

آپ کے ساتھ جو پریشانیاں درپیش ہیں ان کے مداوا کے لئے دو احادیث کریمہ کا ترجمہ لکھ رہا ہوں امید ہے اس سے کافی سکون قلبی محسوس کریں گے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون شخص زیادہ سخت بلا و مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پھر وہ لوگ جو انبیاء سے بہت زیادہ سیرت و کردار میں مشابہ ہوں پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انسان اپنے دین کے مطابق مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص اپنے دین میں سخت ہوتا ہے تو اس کی مصیبت بھی سخت ہوتی ہے اور اگر کوئی شخص اپنے دین میں نرم ہوتا ہے تو اس کی مصیبت بھی ہلکی ہوتی ہے پس وہ شخص جو دین میں سخت ہے اسی طرح ہمیشہ بلا و مصیبت میں گرفتار رہتا ہے (جس کی وجہ سے اس کی مغفرت ہوتی رہتی ہے) یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آ جاتا ہے کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا پھرتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں رہ جاتا (ترمذی شریف)

حضرت محمد بن خالد سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ خدا کی جانب سے جو عظیم درجہ و مقام اس کے لئے مقدر ہوتا ہے اس درجہ و مقام کو اپنے عمل کے ذریعہ حاصل نہیں کر پاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدن یا اس کے مال یا اس کی اولاد کی مصیبت میں اسے مبتلا کر دیتا ہے اور اپنے کرم سے اسے صبر کی توفیق مرحمت فرماتا ہے یہاں تک کہ اس کو صبر و رضا کی وجہ سے اس مقام و درجہ پر فائز کر دیتا ہے جو اللہ کی جانب سے اس کیلئے مقدر تھا (ابوداؤد شریف)

میری کوشش سے ابھی تازہ ترین کتابیں طبع ہو کر بفضلہ تعالیٰ ادارہ ہذا میں آ گئی ہیں، ان میں سے ہر ایک کے پانچ پانچ نسخے روانہ کر رہا ہوں، ایک ایک آپ کیلئے بقیہ محبت قلبی برادر طریقت اور نگ زیب بھائی یار علوی، ماسٹر ادیس صاحب یار علوی، یعقوب بھائی رضوی اور محب محترم الحاج مولانا صوفی زبیر صاحب قبلہ رضوی مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں، یا آسانی کیلئے پچھروا اور نگ زیب بھائی صاحب کے حوالہ کر دیں وہ یہ کام بحسن و خوبی انجام دے دیں گے میرا بہت بہت سلام ان حضرات

کی خدمت میں پیش کریں اور خصوصی دعا کی درخواست، بلکہ اس خط کا فوٹو بھی دے دیا جائے اور اپنے اہل خانہ و متعلقین اور میرے عارف و معروف احباب سے ملاقات پر انہیں سلام پیش کریں اور دعا کی درخواست کریں۔

ہدایت: اپنے ادارہ میں آپ لوگ خوب محنت سے جی لگا کر تعلیم و تربیت کا کام انجام دیں، ملازمت کی حیثیت سے نہیں بلکہ خدمت دین کی نیت سے کام کریں، ہوش والے طلبہ کو نماز کی پابندی اور اذان کے بعد کی دعا سوتے وقت اور سو کر اٹھتے وقت استنجاء سے پہلے اور بعد اور کھانے کے بعد کی دعا یاد کروادیں اور اس پر عملی جامہ پہنانے کے لئے سختی کے ساتھ ترغیب کرتے رہیں۔

تمام مدرسین اور احباب اہل سنت کو سلام کہیں اور پہلی فرصت میں اپنے اور اہل خانہ کے احوال سے مطلع کریں۔

بلرامپور میں عتیق بھائی، مولانا اخلاق صاحب قبلہ، کلو بھائی چائے والے وغیرہ احباب سے ملاقات پر ضرور سلام کہیں، میرے اہل و عیال آپ کے متعلقین کو درجہ بدرجہ سلام کہتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

فقط والسلام

طالب دعا: عبدالصمد قادری

مکتوب نمبر: ۲

مدرسہ گشت رضا کولبی ۲ جمادی الآخرہ ۱۴۲۶ھ

برادر ایمانی و دینی محب قلبی عبید الرضا عرف محمد شاہ عالم صاحب قادری برکاتی

نوری زیدہ مجددہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بفضلہ تعالیٰ بخیرہ کر طالب عافیت ہوں، کئی ماہ سے آپ کی کوئی خیریت نہ مل سکی ہے، جس کی وجہ سے تشویش ہے، مولائے کریمؐ بطفیل سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء آپ کو مع اہلیہ و متعلقین شاد و آباد رکھے اور آپ کی اہلیہ (عزیزہ ساجدہ خاتون نوریہ سلمہا) کو شفاء کے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے، میں نے ربیع النور کی تعطیل میں بہار اور یوپی کا تبلیغی سفر بفضلہ تعالیٰ کیا تھا، اس موقع پر حضور صوفی لعل محمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی زیارت اور آستانہ (حضور حکیم محمد حنیف بدر الہدیٰ قادری کانپوری علیہ الرحمہ) چمن شاہ کھوری شریف صفدر گنج ضلع بارہ بنکی تک جانا ہوا، حضرت قبلہ سے ملاقات پر آپ کے تفصیلی احوال معلوم ہوئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لکھنؤ میں آپ کی اہلیہ زیر علاج ہیں ہاسپٹل کا نمبر بھی حضرت سے میں نے حاصل کیا پھر لکھنؤ بھی آیا مگر وقت کی تنگی، حالت سفر اور ناسازی طبیعت کے باعث میں ہاسپٹل نہ پہنچ سکا، پھر جب دوروز کے لئے بھانہر علاقہ آنا ہوا تو یہ سوچ کر کے کہ آپ حضرات ابھی لکھنؤ ہی میں ہوں گے، کوہر گڈی نہ پہنچ سکا، جس کا مجھے افسوس ہے، آپ لوگوں کو بھی میرے آنے کی خبر ملی ہوگی تو سوچتے ہوں گے کہ ایسے موقع پر اتنا قریب آکر نہیں آئے، بہر حال ایسا نہ سوچیں اپنے طور پر فی الوقت انتظام کر کے آپ کے لئے گیارہ سو روپے روانہ کر رہا ہوں، اسے اپنے مصرف میں لائیں اور خط ملتے ہی پہلی فرصت میں بذریعہ کارڈ یا فون اپنی اہلیہ اور والدین و احباب نیز مدرسہ کی خیریت سے مطلع کریں، اور جملہ اہل محبت عارف و معروف حضرات کو درجہ بدرجہ عند الملاقات سلام کہیں اور شفا و صحت علم نافع اور عمل صالح اور خاتمہ بالخیر کے لیے دعا کی درخواست کریں اور آپ خود بھی دعائے خیر کرتے رہیں۔

آپ کی کتاب ”چالیس احادیث“ کافی مقدار میں تقسیم کر دیا اور کچھ قیمتاً بھی نکلی ہیں، مولانا غلام معین الدین صاحب بڑھیا شریف والے کے ساتھ سامان زائد ہے اس لئے کتابیں نہیں بھیج رہا ہوں۔

ہاں آپ کی مرتبہ کتاب جو سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ہے اسے حاجی توفیق صاحب رضوی نے یہیں لاہری میں بھیج دیا ہے، اگر مناسب سمجھیں تو بغیر میرے حوالہ کے آپ انہیں فون سے یاد دلائیں کہ سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ کے عرس پاک کے موقع پر اس کتاب کو نکالوانے کی کوئی سبیل پیدا کریں اور آپ کے ذمہ جو قرض ہے اس کی ادائیگی کی صورت نکل آئے جیسا جواب دیں پھر مجھے بذریعہ خط یا فون آگاہ کریں تو پھر میں کچھ بتاؤں گا۔

ادھر بفضلہ تعالیٰ بچوں کے لئے تجوید کے قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے نوری قاعدہ یسرنا القرآن کی ترتیب کا کام بفضلہ تعالیٰ انجام پایا ہے، امید ہے اس کتاب کو صحیح طور پر پڑھ لینے کے بعد ناظرہ خواں کو قرآن تجوید کے ساتھ پڑھنا آسان ہو جائے گا، مزید معارف بدر العلماء اور تجانب اہل سنت شائع کروانے کی انتھک کوشش جاری ہے دعا فرمائیں میری زندگی میں یہ اہم کام بخیریت پائے تکمیل تک پہنچ جائے، ہاں حضور صوفی صاحب قبلہ کی بارگاہ میں جب حاضری ہوئی تھی تو حضرت قبلہ تعمیر ادب کے تصحیح شدہ مکمل سیٹ چھپنے کی خبر سن کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ ایک ایک ہزار مکمل سیٹ ہمارے مدرسے کی جانب سے شائع کروائیں، لہذا کافی حد تک کام کر چکا ہوں اور انشاء المولیٰ تعالیٰ چھپوا کر روانہ کروانے کی تیاری میں ہوں۔

پہلے کے حساب سے میں نے ایک ایک ہزار تعمیر ادب مکمل سیٹ کے طباعت کا خرچ اٹھارہ ہزار روپے بتا دیا تھا، مگر ادھر جب حساب معلوم کیا اور ٹیکٹیو ٹائٹل نیا بنانے کی وجہ سے نیز مہنگائی بڑھ جانے کے سبب قریب ستائیس ہزار بتایا جا رہا ہے، بہر حال حضرت قبلہ کے لئے کتاب چھپے گی مگر ایک ایک ہزار کے بجائے ۷۵۰ یعنی ساڑھے سات سو، ساڑھے سات سو کے حضور والا کے لئے بذریعہ ٹرانسپورٹ منابھائی بیکری والے کے یہاں بارہ ہنکی بھیجوا دیں گے، عرس میں آپ (چمن شاہ کٹھوری) جائیں تو

اطمینان کے موقع پر حضرت قبلہ سے عرض کر دیں گے یا مولانا محمد صہیب صاحب برکاتی کے ذریعہ کتب خانہ امجدیہ دہلی کو ۱۸۰۰۰ روپے روانہ کروادیں۔

فقط والسلام

طالب و محتاج دعا

عبدالصمد قادری

مکتوب نمبر: ۳

۷۸۶/۹۲

۱۲/رجب المرجب ۱۴۲۷ھ

محبت قلبی برادر طریقت مولانا عبید الرضا محمد شاہ عالم صاحب قادری برکاتی نوری و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بفضلہ تعالیٰ بخیر رہ کر طالب عافیت ہوں آپ کا روانہ کیا ہوا (کتاب) مناقب علمائے حق تقریباً ۲۰۰ عدد اور محبت نامہ موصول ہوا۔

یاد آوری پر تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں مذکورہ کتابچہ سے آپ کی اشاعتی سرگرمیوں کا جذبہ معلوم ہوا، مولائے کریم آپ کو مع اہل و احباب ہمیشہ شاد و آباد رکھے اور علم و عمر میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے اور دین حق یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں زندگی گزار کر خاتمہ نصیب فرمائے۔

آپ کے لکھنے کے مطابق میں نے حاجی توفیق صاحب رضوی کو خواجہ اجمیر کتاب کی قیمت ادا کرنے سے متعلق ذکر کیا مگر انہوں نے کوئی خاص توجہ نہ دی آپ فکر نہ کریں اس کتاب کا معاوضہ دلانے کی کوشش کروں گا۔

کاتب نیاز صاحب سے کام کروانے کی مصروفیت ۲ ماہ سے مسلسل رہی شب

جمعہ ۸/ویں رجب کو معارف بدر العلماء کی کتابت کا کام ۵۱۱ صفحات پر بفضلہ تعالیٰ ختم کروائی اور ۱۱/رجب ۱۴۲۷ھ دو شنبہ مبارکہ کو تجانب اہل سنت کا کام ۴۷۴ صفحہ پر پائے تکمیل کو پہونچا اور کرامات صحابہ مصنفہ حضور محبوب ملت علیہ الرحمہ کا کام بذریعہ کمپوزنگ کروایا ہوں دعا فرمائیں یہ اور دیگر دینی خدمات جو خالصاً لوجہ اللہ ہے بطویل سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء رب کریم کی بارگاہ میں قبول ہو جائے اور مسلمانان اہل سنت کے لئے ہدایت، بخشش اور نجات کا ذریعہ و سبب بنائے اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خاتمہ ایمان پر نصیب فرمائے۔ آمین

جوڑی کوئیاں اور بلراپور کے عتیق بھائی، مولانا اخلاق صاحب اور گھر جانے پر علاقہ بھانھر کے عارف و معروف احباب اہل سنت و متعلقین کو میرا سلام کہیں اور دعائے خیر کی درخواست کر دیں اور آپ خود بھی اوقات مخصوصہ میں مجھ عاصی پر معاصی کے لئے شفا و صحت و علم نافع اور عمل صالح اور خاتمہ بالخیر کے لئے دعا کرتے رہیں، ہاں! چالیس احادیث اور دعا والی کتاب تصحیح کے ساتھ چھپنے کی ضرورت ہے اور سامان جنت کتاب جو آپ ترتیب دے رہے ہیں پہلے تنقیدی نگاہ سے کسی بڑے عالم سے دکھلانے کے بعد کتابت کروائیں گے اور مولانا مفتی خورشید احمد صاحب قبلہ رضوی امجدی کو بھی از اول تا آخر دکھلائیں گے اور موصوف گرامی کو میرا سلام بھی کہیں گے اور دعا کی درخواست، حضور شیر بیشہ اہل سنت علیہ الرحمہ کے کلام شائع کرنے کا جو عزم و ارادہ کیا ہے وہ ماشاء اللہ قابل مبارک باد ہے اس کام کو ضرور پائے تکمیل تک پہونچائیں۔

فقط والسلام

طالب دعا

عبدالصمد قادری

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ کے برکات

یہ اس وقت کی بات ہے جب مولانا حاجی محمد عرفان رضا صاحب قادری، چھپوری مدرسہ گلشن رضا مقام و پوسٹ کو لمبی ضلع ناندریڈ مہاراشٹر میں درجہ پرائمری کے بچوں کی تعلیم پر مامور تھے۔ ایک بار کسی طالب علم نے چپکے سے مولانا حاجی محمد عرفان رضا صاحب قادری کے بیگ سے ایک ہزار روپیہ نکال لیے۔ مولانا موصوف کو پتہ چلا کہ بیگ میں ایک ہزار روپیہ نہیں ہے تو ان کا دل بہت رنجیدہ ہوا، اس بات کا تذکرہ انھوں نے مدرسین مدرسہ ہذا سے بھی کیا اسی اثنا میں مولانا موصوف کو صوفی ملت کے ساتھ غالباً منجر کسی دینی بھائی کے گھر دعوت میں جانا تھا۔ موٹر سائیکل لگی تھی صوفی ملت بھی تیار تھے۔ جاتے وقت مولانا موصوف نے حضرت سے کہا کہ ایک ہزار روپیہ میرے بیگ سے غائب ہو چکا ہے۔ یہ سنتے ہی صوفی ملت نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھئے۔ صوفی ملت کے ساتھ مولانا موصوف بھی موٹر سائیکل پر بیٹھ گئے۔ موٹر سائیکل چلتی رہی اور مولانا موصوف اس آیت کریمہ کا ورد کرتے رہے۔ واپسی میں بھی دعا پڑھتے رہے۔ جوں ہی مولانا موصوف مدرسہ کے گیٹ پر پہونچے مدرسہ کے بچوں نے کہا کہ آپ کے روپے مل گئے ایک بچہ نے لے لیا تھا۔ اقرار جرم بھی کیا اور اسے معقول سزا بھی ملی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ہر بلا و مصیبت یا کسی چیز کے گم ہو جانے پر انا للہ وانا الیہ راجعون ضرور پڑھنا چاہئے اور کسی متقی عالم دین سے ملاقات کر کے ان سے دعا کرانی چاہئے۔

حضرت علامہ مفتی خلیل احمد صاحب برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان

ارشاد فرماتے ہیں کسی چیز کی گمشدگی کا علم ہوتے ہی فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ

لیں۔ خدا و رسول نے چاہا تو وہ چیز مل جائے گی۔ خواہ جلد خواہ بدیر۔ واللہ اعلم

(سنی بہشتی زیور حصہ چہارم ص ۳۶۹)

گلہائے عقیدت

از: مولانا محمد عرفان رضا صاحب قادری

مقام وپوسٹ نوادہ مشرک ضلع چھپرہ بہار

آؤ چل کر دیکھتے ہیں صورت عبد الصمد

مثل آئینہ ہے یارو سیرت عبد الصمد

کس قدر پر نور ہے وہ صورت عبد الصمد

مجھ کو تو کام آئے گی یہ نسبت عبد الصمد

کیا رقم کر پائے خامہ عظمت عبد الصمد

اوج پر ہے مسکراتی قسمت عبد الصمد

ایسا مرشد پھر زمانے میں کہاں مل پائے گا

جان و دل سے کر لو حاصل قربت عبد الصمد

دین و مسلک کے کئے ہیں کام عشق شاہ میں

حشر تک روشن رہے گی خدمت عبد الصمد

حاسد و دل سے نکالو وسوسہ شیطان کا

دل میں اپنے تم بسالو الفت عبد الصمد

شہر طیبہ کا سفر ہو اس طرح عرفان کا

ساتھ میں ہوں پیرو مرشد حضرت عبد الصمد

(۲)

گلہائے عقیدت

از: مولانا محمد عرفان رضا صاحب قادری

گنگناؤں ان کی الفت کا جو نغمہ بار بار

کیف چھائے اور بر سے خوب جھالا بار بار

میری آنکھوں میں رہے بس ان کا جلوہ بار بار

یا خدا پیش نظر ہو ان کا تقویٰ بار بار

جلوہ عبد الصمد کا اب ہے چرچا بار بار

کاش دیکھوں میں بھی ان کا روئے زیبا بار بار

حاجی الحرمین ہیں اور عالم دین متین

کیوں نہ پھر ہو گھر ہمارے ان کا چرچا بار بار

مسلک احمد رضا کا بالیقین ہیں پاسباں

کیوں نہ پھر چمکے ہمارا بھی نصیب بار بار

دشمنان دین و مسلک پہ گرائیں بجلیاں

بدر ملت بدر دیں کا وہ خلیفہ بار بار

گیت ان کی عظمتوں کا کیوں نہ گائیں ہم بھلا

زندگی میں ہے ملا ان کا سہارا بار بار

حضرت عبد الصمد کی اک نگاہ فیض سے

جب بھی ڈوبال گیا مجھ کو کنارا بار بار

دامن مرشد ملا ہے جب سے مجھ کو دوستو

کیوں نہ چمکے میری قسمت کا ستارہ بار بار

جانشین بدر ملت کا کرم جب سے ہوا
 اوج پر ہے ہر ستارہ اور پھر بار بار
 اے خدائے لم یزل! رکھ شاد عالم میں انہیں
 واسطہ میں دے رہا ہوں مصطفیٰ کا بار بار
 بخش دے یارب خطائیں عاصی و بدکار کی
 لے کے آیا ہوں میں مرشد کا وسیلہ بار بار
 واسطہ ہے مرشد کامل کا اے رب جہاں
 کہ دکھا مجھ کو در شاہ مدینہ بار بار
 آرزوئے قصر جنت خاک میں مل جائے گی
 اے وہابی! دیکھ لے اپنا عقیدہ بار بار
 ان کے پائے ناز پہ عرفان کر دے سب نثار
 مل نہ پائے گا جہاں میں پیر ایسا بار بار
 منزلوں کی خواہشیں ہیں اے دل عرفاں اگر
 دیکھ لے حضرت کا رستہ اور طریقہ بار بار
 فیض مرشد ہے یہ عرفاں اور تو کچھ بھی نہیں
 پڑھتے ہیں جو آج ہم تیرا قصیدہ بار بار

ترجیع بند

پیام رضا ہر جگہ عام ہوگا جہاں میں بریلی کا ہی نام ہوگا
 برا تو وہابی کا انجام ہوگا میں سنی ہوں جن سے میرا کام ہوگا
 وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں
 وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں
 وہ ہیں عاشق شاہ احمد رضا خاں کہ ہیں بدر ملت بھی جن پر مہرباں
 عجب ذات ان کی عجب ہیں نگہباں جو کرتے ہیں مسلک پہ قرباں دل و جاں
 وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں
 وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں
 کتا ہیں وہ دیں کی لئے آرہے ہیں مسائل شریعت کے سمجھا رہے ہیں
 کبھی ذکر سرور کئے جارہے ہیں کبھی نجدیت کے قلعے ڈھا رہے ہیں
 وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں
 وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں
 ہمیں یاد ان کی تو آتی رہے گی ادا ان کی ہم کو لبھاتی رہے گی
 عقیدت ہمیشہ بلاتی رہے گی محبت کی شمع جلاتی رہے گی
 وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں
 وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں
 سدا دل میں ان کی محبت رہے گی میرے دل پہ ان کی حکومت رہے گی
 نگاہوں میں پیاری وہ صورت رہیگی مجھے جس کی ہر دم ضرورت رہے گی
 وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں
 وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں

نہ چھوٹے کبھی اپنے مرشد کا دامن سجاتے رہیں ان کی یادوں کا گشت
رہے دور ہم سے جو ان کا ہے دشمن یہ کہتی ہے دیکھو میرے دل کی دھڑکن

وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں

وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں

تمنا ہے دل کی کہ طیبہ کو جاؤں در مصطفیٰ پر بھی نغمے سناؤں
مدینے سے واپس کبھی بھی نہ آؤں جو احباب پوچھیں تو مرشد بتاؤں

وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں

وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں

یہ مانا کہ عرفان سب سے بُرا ہے نکمّا بھی ہے سخت مجرم بنا ہے
مگر اولیا کا وسیلہ لیا ہے کرم ہی کرم اس پہ جس نے کیا ہے

وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں

وہ عبدالصمد ہیں وہ عبدالصمد ہیں

افادہ عام کی خاطر یہاں ”تاج الشریعہ اور بدر العلماء“ کے عنوان سے
ایک مقالہ نیز حضور بدر ملت کی کچھ یادیں کچھ باتیں شامل کتاب کی جارہی
ہیں، مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بہرہ مند فرمائے، آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاج الشریعہ اور بدر العلماء

از: حضرت صوفی عبدالصمد صاحب نوری

نحمدہ ونستعینہ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ

وصحبہ اجمعین

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

حضرات! میں کوئی ادیب نہیں ہوں کہ تاج الشریعہ کے شایان شان کوئی مقالہ
یا مضمون آپ کے سامنے پیش کر سکوں، بس آقائے نعمت مرشد اجازت اور مسلمان
اہلسنت کے بے مثال محسن کے حق غلامی ادا کرنے کے شوق میں چند سطریں لے کر
ان کے مدح خوانوں میں نام لکھانے کے لیے ہم نے بھی قلم اٹھالیا ہے۔

اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے اپنے کرم سے اپنے بندوں کو پیدا فرمایا اور
طرح طرح کی نعمتوں سے سرفرازی عطا کی جس کا مقصود اعظم یہ تھا کہ اس کی جلوہ
گری، شان ربوبیت اور قدرت کاملہ کا اظہار ہو، تمام مخلوقات میں اپنے محبوب
اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی ذات و صفات کا مظہر بنا کر یہ واضح فرمادیا کہ رب

کی ذات و صفات قدیم ہیں اور محبوب کے مظہر ذات و صفات حادث و مخلوق اور عطائی ہیں، ذات محبوب کو اپنی ذات کی معرفت کا وسیلہ اور سبب بنایا، اسے سمجھ لیا جائے تو بد عقیدگی اور بے دینی کے کتنے دروازے بند ہو جائیں اور راہ ہدایت واضح ہو جائے، جب انسان ذات محبوب سے رابطہ توڑ کر کفر و نفاق کی گھنگھور گھٹاؤں میں پھنس جاتا ہے تو ہدایت کے منارے نظر نہیں آتے پھر وہ ذاتی عطائی کی تفریق کو نہیں سمجھتا، اگر مگر، ایسا ویسا بولنے لگتا ہے، کبھی وہ فلسفیانہ باریکیوں میں الجھ کر ٹھوکر کھانے لگتا ہے، طاہری علوم ہوتے ہوئے بھی علوم نافعہ سے محروم رہتا ہے، علم نافع کے لیے حبیب کبریا کی قدر و منزلت اور ان کی اداؤں کو محبوب رکھنا ہی اصل ضابطہ ہے۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (پ ۳) یعنی اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (پ ۲۱/ع ۱۸) یعنی بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

یہ آیات کریمہ بتا رہی ہیں کہ جس نے اسے سمجھا اس نے دین کو سمجھا اور جسے ادا اے محبوب، محبوب نہ رہی وہ بد عقیدہ، گمراہ اور بے دین ہو گیا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی زندگی کے لیے حضور کی زندگی کو نمونہ عمل بنایا اور اسے دین کا معیار تصور کیا، سنت صحابہ پر عمل کرتے ہوئے عصر حاضر میں امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام عشق و محبت سرکار اعلیٰ حضرت اور آپ کے شہزادوں نے عالم سنیت میں تجدیدی کارنامہ انجام دیا مردہ سنتوں کو زندہ کیا اور فرقیہائے باطلہ بالخصوص نجدیہ،

وہابیہ، دیابنہ، قادیانیہ، نچیریہ، رافضیہ، خارجیہ، ندویہ اور صلح کلیہ وغیرہم دور حاضر کے تمام بھیانک اور خطرناک فتنوں سے چوکھی لڑائی لڑ کر ان کے پیدا کئے ہوئے فتنوں کو کفر کردار تک پہنچا دیا اور قرآن وحدیث کی روشنی میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نیز حق کو حق اور باطل کو باطل کر دکھایا اور لاکھوں لاکھ مسلمانوں کو کافر ہونے سے بچالیا، انہیں آبا و اجداد کے فیضان سے عشق کی سرفرازی حاصل کرنے والوں کی فہرست میں حامی سنت، حامی بدعت، جانشین حضور مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں صاحب قادری رضوی ازہری قدس سرہ کی ذات گرامی بھی ہے، جن کو تاج الشریعہ اور ازہری میاں صاحب کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

مولانا مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی صاحب مجموعہ فتاویٰ مرکزی دارالافتاء کے صفحہ ۲۲ تا ۲۴ پر رقم طراز ہیں جو بالکل صد فی صد حقیقت پر مبنی ہے کہ ”دنیا میں بہت کم خاندانوں کو یہ سرمدی سعادت نصیب ہوئی ہے کہ ایک ہی خاندان میں اور ایک ہی نسل میں مسلسل کئی صدیوں تک علم و فضل، شہرت و شرافت کا دریا موجیں لیتا رہے اور دس نسلوں تک بھی اس کے تسلسل کی کوئی کڑی ٹوٹنے نہ پائے، شجاعت جنگ محمد سعید اللہ خاں صاحب سے لے کر وزیر خزانہ محمد سعادت یار خاں تک، صاحب کشف و کرامت علامہ محمد اعظم خاں سے لے کر حضرت علامہ حافظ محمد کاظم علی خاں تک، رئیس الاتقیاء حضرت علامہ مفتی رضا علی خاں سے لے کر رئیس المتکلمین حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں تک، اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں سے لے کر حضور حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند تک، مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں قادری سے لے کر تاج الشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری قدس سرہ تک علم و فضل کا یہ دریا مسلسل بہتا رہا، کبھی ایسا نہ

ہوا کہ ان گلہائے فضل و کمال کی خوش رنگی و عطربیزی میں کوئی ادنیٰ کمی واقع ہوئی ہو بلکہ ان میں ہر فرد اپنے عہد کا عہد ساز اور صفحہ قلوب پر اپنا نقش چھوڑ گیا۔

سرکار حضور مفتی اعظم ہند اپنی بے پناہ خدا داد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر احیائے سنت و امامت بدعت اور دین حنیف پر ہونے والے طاغوتی حملوں کے دفاع کا جو عظیم کارنامہ انجام دیا، دنیائے سنیت اس سے بے خبر نہیں ہے، مسند تبلیغ و ارشاد ہو یا حلقہ اصلاح و ہدایت، معرکہ حق و باطل ہو یا گوشہ مجاہدہ و ریاضت، تبلیغ سنیت و رضویت ہو یا خلق خدا کی خدمت، حیات مقدسہ کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جو طالبان حق کے لیے مشعل راہ و سنگ میل نہ ہو کچھ ایسی صلاحیتوں اور خوبیوں کا حامل آپ اپنے مستقبل کے جانشین کو دیکھنا چاہتے تھے جو صحیح معنوں میں آپ کی جانشینی کا حق ادا کر سکے، حضور مفتی اعظم جب اس نظریے سے اپنے اطراف و جوانب نظر دوڑاتے تو آپ کی نظر انتخاب حضور تاج الشریعہ پر آکر مرکوز ہو جاتی، کیوں کہ آپ اہل علم و فضل و صاحب فتویٰ ہونے کے ساتھ صاحب تقویٰ بھی تھے، چنانچہ ایک موقع پر سرکار حضور مفتی اعظم نے تاج الشریعہ بدر الطریقہ کو اپنی ملی و مذہبی وراثت خصوصاً افتاء و قضا جیسی اہم ذمہ داریاں سونپتے ہوئے ارشاد فرمایا ”اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے، اب تم اس کام کو انجام دو، اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں“ پھر فرمایا ”آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں انہیں میرا قائم مقام و جانشین جانیں۔“

بس پھر کیا تھا خلق خدا آپ کی دیوانی ہو گئی، اہل دانش آپ کی زلف علم و فضل کے اسیر ہوتے چلے گئے، آپ نے فتاویٰ نویسی، تصنیف و تالیف، تقریر و تحریر اور تبلیغی دوروں کے ذریعہ علم و معارف کے وہ دریا بہائے کہ لوگ عیش و عشرت کراٹھے، آج بڑے بڑے قد آور علما اور دانشوران قوم و ملت آپ کی شوکت علمی کا لوہا مانتے ہیں اور کیوں نہ

ہو کہ ”علوم رضا“ کے سچے وارث و امین اور حضور مفتی اعظم کے حقیقی جانشین تھے۔

فقیر قادری ۱۴/۱۲ رجب المرجب ۱۳۹۷ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۷۷ء کو اپنے وطن سے سرکار حضور مفتی اعظم کے دامن سے وابستہ ہونے کے لیے جب بریلی شریف پہنچا تو سب سے پہلے جامعہ منظر اسلام کے دارالافتاء میں حضور تاج الشریعہ کے نورانی چہرہ کی زیارت ہوئی پھر اوائل محرم ۱۳۹۸ھ میں دوسری بار بہ نیت حصول علم دین بریلی شریف حاضری ہوئی اور وہاں جامعہ منظر اسلام میں داخلہ لے کر مستقل قیام کی صورت پیدا ہو گئی اور وقتاً فوقتاً مرشد گرامی کے ہمراہ تاج الشریعہ کی اقتدا میں نماز پڑھنے اور کاشانہ نوری پر مجلس میلاد شریف کے موقع پر ان دونوں نفوس قدسیہ سے اکتساب کا موقع ہاتھ آتا رہا تو تدریجاً آپ حضرات سے قرب و فیض بڑھتا گیا، پھر شوال ۱۳۹۸ھ تا شعبان ۱۴۰۰ھ مدرسہ غوثیہ بڑھیا حضور بدر العلماء کے زیر سایہ رہنے کے زمانے میں بھی چونکہ تعطیل کلاں بریلی شریف میں گزارنے کی صورت بنتی رہی اور ان ایام میں شہنشاہ ولایت سرکار حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی بارگاہ سے فیض و برکات حاصل کرنے کے ساتھ ہی ساتھ حضور تاج الشریعہ سے بھی فیض حاصل کرنے کا موقع بھی فراہم ہوتا رہا، اس طرح جب آپ سے تعلقات مستحکم اور پائیدار ہو گئے تو شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ میں غالباً ایک روز بعد نماز ظہر تاج الشریعہ سے عرض کیا کہ حضور مجھے سورۃ فاتحہ مشق کرا دیں، حضرت نے میری درخواست قبول فرمائی اور مصلیٰ پر جلوہ فرما ہو کر سورۃ فاتحہ کو مخارج حروف کی ادائیگی کے ساتھ پڑھنے کا ڈھنگ بتایا اور مشق بھی کرائی، جب رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوا تو حضرت قبلہ نے مجھے بلایا اور ارشاد فرمایا عبدالصمد آج عید میاں کی روزہ کشائی ہے، لہذا تمہاری دعوت آج میرے گھر پر رہے گی، اسی دعوت کے تقریباً ایک ماہ کے بعد حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے اپنے ایک معتقد نائب بابا کے معرفت ایک استفتاء چین دار گھڑی سے متعلق روانہ فرمایا اور تاکید کی کہ اس کا

جواب از ہری میاں صاحب قبلہ سے حاصل کر کے روانہ کیجئے، استاذ گرامی کے حکم کے مطابق استفتاء حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں پیش کر دیا، وہ یہ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی کلائی میں چین دار گھڑی باندھے رہتا ہے لیکن نماز کے وقت گھڑی جیب میں رکھ لیتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے یا نہیں؟

سائل: نائب بابا موضع دھوبہی ڈاکخانہ کھنڈ سری ضلع بستی یوپی

جواب: زید کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے، جب تک توبہ صحیحہ نہ کرے اور چین باندھنا نہ چھوڑے، اسے امام بنانا گناہ ہے، چین باندھنے کا عادی فاسق معین ہے اور اس کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے، اور زید جب چین باندھنے کا عادی ہے تو نماز کے وقت اسے اتار لینا اس کے فسق کو زائل نہ کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری از ہری غفرلہ

۳۰ ریشوال ۱۴۰۰ھ (منقول از فتاویٰ بدر العلماء صفحہ ۳۵۴)

مرشد برحق سرکار حضور مفتی اعظم کے وصال فرمانے کے کئی سال بعد انتخاب قدیری مراد آبادی اور اس کے ہم نواؤں نے ”اللہ میاں“ کے مسئلہ پر فتنہ کھڑا کیا تو تاج الشریعہ نے اس فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اٹل پہاڑ کی طرح اپنے بزرگوں کے موقف پر قائم رہے، مزید آپ کو حضور بدر ملت پر کس قدر اعتماد تھا کہ اس سلسلہ میں ایک سوال اپنی جانب سے حضور بدر العلماء کی خدمت میں روانہ کیا، وہ یہ ہے:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید اپنے دادا پیر کو ”اللہ میاں“ کہتا ہے، اور ان تمام اکابر و اصغر علما و مفتیان کرام اور حضور

مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان المعنوں نے ”اللہ میاں“ بندے کو کہنا ناجائز و حرام لکھا ہے، ان سب فتاویٰ کو غلط کہتا ہے، اور اس کے پیر کی خانقاہ میں یہ شعر ۱۹ سال سے لاؤڈ اسپیکر پر پڑھا جاتا ہے۔

کوئی بدعت سمجھے یا کفر اے شیخ حرم
ہم تو یوں ہی ”اللہ میاں“ کہتے جائیں گے

اس شعر سے ان تمام علمائے کرام و مفتیان عظام کے فتاویٰ کا رد کیا جاتا ہے اور زید بھی اس شعر کو اور اس عمل کو پسند کرتا ہے، اسی بنا پر ایک مولانا صاحب نے زید سے ترک تعلق اور زید کے ساتھ مجالس میں شرکت سے پرہیز و اجتناب کیا، مولانا مذکور کے اس پرہیز و اجتناب کو جو زید مذکور سے تھا، ایک مفتی سے بکر نے معلوم کیا تو مفتی مذکور نے فتویٰ دیا کہ مولانا صاحب مذکور کا عمل درست ہے نیز یہ کہ زید کے ساتھ لبیت و نرمی تقریباً ۱۹ سال سے بامید اصلاح و ہدایت بھی ہوتی رہی اس کے باوجود زید بجائے توبہ و رجوع و قبول حق اپنے اس عمل و قول میں سختی اختیار کرتا رہا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مفتی صاحب مذکور کا فتوئے مذکورہ صحیح ہے یا غلط؟ بینوا تو جروا

فقیر اختر رضا خاں غفرلہ از ہری بریلی شریف

الجواب بعون الملک الوہاب صورت مستفسرہ میں مولانا مدوح کا زید مذکور کے ساتھ مجالس میں شرکت سے پرہیز و اجتناب درست ہے اور مفتی موصوف کا فتویٰ صحیح و حق ہے۔ ہو اللہ و رسولہ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ: بدر الدین احمد القادری الرضوی من الاساتذۃ بالمدرستہ الغوثیہ فی بڑھیا مدیریہ بستی فی الخامس عشر صفر ۱۴۰۸ھ (منقول از فتاویٰ بدر العلماء صفحہ ۲۰۹)

اس فتنہ کے فرو ہونے کے کچھ سالوں کے بعد جامعہ امداد العلوم مٹھنا ضلع

سدھارتھ نگر (یوپی) کے سالانہ جلسہ میں حضور تاج الشریعہ کی آمد آمد کا اعلان شائع ہوا اور اس کی خبر جب حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کو ملی تو اسے آپ کے شاگرد مولانا محمد آدم صاحب رضوی بدری کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

جامعہ اہلسنت مٹھنا کے سالانہ جلسہ کے موقع پر حضور تاج الشریعہ کی آمد متوقع تھی، تاریخ مقررہ پر حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے مدرسہ غوثیہ کے طلبہ کو جمع کر کے ارشاد فرمایا آج جامعہ امداد العلوم کے جلسہ میں حضور سیدی اعلیٰ حضرت کے خاندان دے کے چشم و چراغ حضور ازہری میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی تشریف لارہے ہیں، لہذا ان کے استقبال کے لیے اور ان سے فیض حاصل کرنے کے لیے ہم لوگوں کو بعد نماز عشاء وہاں چلنا ہے، حضور والا کے حکم کے مطابق بعد نماز عشاء مسجد غوثیہ بڑھیا کے سامنے تمامی طلبہ جمع ہو گئے، حضور جب نماز و معمولات سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے اور طلبہ کو تیار پایا تو آپ سب کو لے کر مٹھنا کی جانب پیدل روانہ ہو گئے۔ آگے آگے حضرت اور پیچھے پیچھے سارے طلبہ چلے جارہے ہیں جب جلسہ گاہ سے کچھ قریب پہنچ گئے تو آپ سارے طلبہ کو لے کر رک گئے اور ایک ہوشیار طالب علم کو آپ نے حکم فرمایا کہ تم جاؤ اور یہ معلوم کرو کہ تاج الشریعہ تشریف لائے ہیں یا نہیں؟ حکم عالی کے مطابق طالب علم نے جا کر جامعہ کے ذمہ داروں سے معلوم کیا کہ حضور تاج الشریعہ کہاں تشریف فرما ہیں؟ اس پر ان لوگوں نے بتایا کہ حضور تاج الشریعہ طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے تشریف نہیں لاسکے ہیں، متعلم نے واپس ہو کر حضرت سے بتایا کہ ناسازی طبع کے باعث حضور ازہری میاں صاحب قبلہ تشریف نہیں لاسکے ہیں، اس خبر کو سن کر آپ نے ارشاد فرمایا، میرے آنے کا مقصد صرف اور صرف یہی تھا کہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی سے ملاقات ہو جائے لیکن جب حضرت تشریف ہی نہ لائے تو چلو ہم لوگ واپس چلتے

ہیں، حضور بدر العلماء جیسے علم و تقویٰ کے پیکر کی حضور تاج الشریعہ سے عقیدت و محبت کا اندازہ لگائیں کہ تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر مسافت پیدل چل کر تشریف لائے اور پھر واپس ہوئے۔

محبت کا یہ جذبہ دونوں طرف سے موجزن نظر آتا ہے، چنانچہ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے وصال کے ۹ سال بعد ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء میں جامعہ امداد العلوم مٹھنا کے جلسہ میں حضور تاج الشریعہ تشریف لائے تو صبح واپسی میں حضور بدر ملت قدس سرہ کے مزار مبارک پر تشریف لائے اور دیر تک فاتحہ خوانی اور دعائیں مشغول رہے، برادر دینی و ایمانی محترم الحاج اورنگ زیب بھائی یار علوی متوطن پچپڑا و اضلع بلراپور (یوپی) جو حضرت کے ساتھ ساتھ تھے موصوف کا بیان ہے کہ حضور والا جب دعا فرما رہے تھے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

ایک موقع پر حضور تاج الشریعہ کی تنبیہ کو حضور بدر ملت نے کس طرح تعریف کے ساتھ ذکر کیا ہے ان کے فتاویٰ کی تحریر سے اندازہ لگائیں، ۱۴۰۹ھ میں حضور بدر العلماء نے ایک ایمان افروز رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام ”عطیہ ربانی در مقالہ نورانی“ رکھا اس میں دور حاضر کے سنی علماء، طلبہ اور شعراء کو خصوصیت کے ساتھ متنبہ فرمایا ہے کہ حضور کی شان میں تصغیر کا کلمہ استعمال کرنا عظمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی حق تلفی ہے، یہ رسالہ فتاویٰ بدر العلماء کے صفحہ ۳۲۹ تا ۳۴۷ پر پھیلا ہوا ہے۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۳ میں شہزادہ شیر پیشہ سنت کی توبہ کا ایمان افروز واقعہ کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں:

امسال حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس کے موقع پر اجمیر مقدس حاضر ہوا، چھٹی رجب ۱۴۰۹ھ بروز دوشنبہ مبارکہ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۸۹ء کو حضرت سید احمد علی صاحب قبلہ خادم درگاہ خواجہ کے کا شانہ پر قل شریف کی

محفل منعقد ہوئی محفل میں حضرت علامہ مولانا اختر رضا ازہری قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا مفتی رجب علی صاحب قبلہ موجود تھے، قل شریف کے اسی مجمع میں سرکار شیر پیشہ سنت امام المناظرین حضرت علامہ مولانا محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاہزادہ حضرت مولانا ادریس رضا خاں صاحب تقریر کر رہے تھے اثنائے تقریر میں مولانا موصوف کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ ہمارے سرکار پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے غلاموں کو اپنی کالی کملی میں چھپائیں گے۔

فوراً حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نے مولانا موصوف کو ٹوکتے ہوئے فرمایا (کالی کملی کے بجائے) نوری چادر کہو۔

یہ شرعی تنبیہ سنتے ہی مولانا موصوف نے اپنی تقریر روک کر پہلے حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کی تنبیہ کو سراہا، بعدہ بھرے مجمع میں یہ واضح کیا کہ کملی، تصغیر کا کلمہ ہے جس کو سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے بولنا ہرگز جائز نہیں، اور چونکہ میری زبان سے یہ خلاف شریعت کلمہ نکلا اس لیے میں بارگاہ الہی جل جلالہ میں اس کلمہ کے بولنے سے توبہ کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے (ہذا اوکما قال) پھر توبہ کے بعد موصوف نے اپنی بقیہ تقریر پوری کی۔

خود میں بھی اس مجمع میں موجود تھا، توبہ کا واقعہ میرے سامنے گذرا میں نے محسوس کیا، حضرت علامہ ازہری قبلہ کے ٹوکنے پر مولانا موصوف نہ تو اپنی پیشانی پر بل لائے نہ بیجا تاویل کا سہارا لیا بلکہ عظمت سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بے چوں و چرا سر تسلیم جھکا کر حق پذیر کی سند حاصل کی۔ فتبارک اللہ تعالیٰ فی دینہ وایمانہ وعلمہ بجاہ نبیہ علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

راقم الحروف ”فیوض یزادانی“ کے صفحہ ۱۵۴ سے بہت ہی قیمتی تحریر افادہ عام کی نیت سے یہاں پر لا رہا ہے ملاحظہ کریں: ”جس کا مقصود زندگی آخرت ہو اللہ

تبارک وتعالیٰ اس کے دل میں استغناء اور بے نیازی پیدا فرما دیتا ہے، اسے دل جمعی عطا فرماتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل و خوار ہو کر آتی ہے۔

مومن دو خوف کے درمیان ہے، وہ نہیں جانتا کہ جو مدت گذر چکی اللہ تعالیٰ اس کے متعلق اس کے ساتھ کیا کرے گا، اور جو مدت باقی ہے وہ نہیں جانتا کہ اللہ پاک اس کے بارے میں کیا حکم جاری فرمائے گا، بندے کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کے لیے اپنے نفس سے اپنی آخرت کے لیے اپنی دنیا سے، اپنی موت کے لیے اپنی زندگی سے اور اپنے بڑھاپے کے لیے اپنی جوانی سے توشہ لے لے، کیوں کہ دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لیے پیدا کئے گئے ہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، موت کے بعد معافی چاہنے کی کوئی جگہ نہیں ہے اور نہ دنیا کے بعد جنت و دوزخ کے علاوہ کوئی گھر ہے، سرکار غوث پاک ارشاد فرماتے ہیں دنیا اس کی خدمت کرتی ہے جو حق تعالیٰ کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اور جو دنیا کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اس کو وہ ذلیل کرتی ہے۔ (بحوالہ جہان تاج الشریعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف (یو پی) صفحہ ۱۵۴)

ادریس رضا بھیا کے والد بزرگوار حضور شیر پیشہ اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان سنی مسلمانوں کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اپنی کسی غلط بات کو صحیح ثابت کرنے اور اس کی غلط تاویل کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرنا، غلطی کو غلطی ماننا، اس سے رجوع کر لینا حق پسندی ہے اور غلطی کو صحیح بنانے کی کوشش کرنا ہٹ دھرمی اور گمراہی کی جڑ ہے۔“ (ماخوذ از سوانح شیر پیشہ سنت ص ۲۷۰)

پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولانا موصوف اور ان کے متعلقین کو حق سمجھنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور بزرگوں کے قیمتی ارشادات کی روشنی میں ماضی قریب کی طرح پھر تاج الشریعہ کے شرعی فیصلے کو مان کر توبہ و رجوع کر کے دین

وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں مل جل کر کام کرنے کی صورت پیدا فرمادے۔ آمین

ہر مسلمان اسے یاد رکھے کہ توبہ روح کا غسل ہے اور جتنی بار کی جائے گی روح میں نکھار پیدا ہوگا، معافی اور توبہ کی توفیق بھی مقدر والے کو نصیب ہوتا ہے ورنہ آنکھوں پر لوہے کے پردے اور کانوں میں سیسہ پگھلا دیا جاتا ہے اور انسان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر لی جاتی ہے، احیاء العلوم شریف میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں توبہ کے تین رکن ہیں اپنے کئے پر شرمندہ ہونا، اللہ تعالیٰ سے معافی چاہنا اور عہد کرنا کہ آئندہ ایسا گناہ نہیں کروں گا۔

فقط فقیر قادری ۱۱/۱۱ ذی القعدہ ۱۴۲۱ھ جمعہ مبارک

۷/رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ میں حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کے بعد مجھہ تبارک و تعالیٰ و بعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء راقم نے آپ کے مضامین، مکتوبات، فتاویٰ اور قیمتی تحریروں کو جمع کر کے شائع کروانے کا سلسلہ قائم کیا، اسی دوران ۱۴۱۹ھ فقیر بمبئی گیا ہوا تھا، وہاں حضور تاج الشریعہ کی آمد آمد کی خبر ملی، تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ آپ سانتا کروڑ میں جلوہ فرما ہیں، فقیر کچھ ہمراہیوں کے ساتھ آپ کی قیام گاہ کی جانب بذریعہ ٹرین روانہ ہو گیا، ساتھ میں رضا اکیڈمی بمبئی کے ذریعہ شائع شدہ مضامین بدر ملت، رسائل بدر ملت وغیرہ کتابیں حضور والا کی بارگاہ میں نذر پیش کرنے کی نیت سے رکھ لیا، جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام و مصافحہ کے بعد خیریت معلوم کی، احوال و کوائف بتاتے ہوئے کتابیں پیش کرنے کا شرف حاصل کیا، کتابوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا اور خوردہ نوازی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا عبد الصمد تم نے بہت وقت پر یہ کام انجام دیا ورنہ یہ قیمتی تحریریں ضائع ہو جاتیں، پھر اظہار افسوس فرماتے ہوئے ارشاد

فرمایا میرے جد امجد حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ کی بہت ساری قیمتی تحریریں تھیں جنہیں موقع اور وقت پر کسی نے توجہ دے کر جمع کر کے صفحہ قرطاس پر لانے کا خیال نہیں کیا جس کی وجہ سے آپ کی بہت ساری تحریریں ضائع ہو گئیں، یہاں تک کہ ابھی تک ان کے شایان شان کوئی سوانح عمری نہ چھپ سکی۔

پھر جب بریلی شریف حاضری ہوئی اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوا تو مضامین بدر ملت وغیرہ میں شامل کرنے کے لیے دعائیہ کلمات قلمبند کرنے کی درخواست کی تو آپ نے مندرجہ ذیل تحریر عطا فرمائی۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم حضرت بدر ملت مولانا مفتی بدر الدین احمد صاحب قادری رضوی نوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے تین مجموعے مضامین بدر ملت، نورانی گلدسہ اور مقالہ نورانی مع رد تقویۃ الایمان فقیر کو عزیز می مولوی عبد الصمد قادری رضوی سلمہ نے دیا جن کو موصوف نے خود ترتیب دیا ہے اور رضا اکیڈمی بمبئی نے شائع کیا ہے، فقیر کو بہت مسرت ہوئی، مولیٰ تعالیٰ مضامین نگار کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، مرتب اور شائع کنندگان کی خدمات قبول فرمائے اور انہیں بیش از بیش خدمت دین کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

دعا گو

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری از ہری غفرلہ

۵/ذی القعدہ ۱۴۱۹ھ

حضرت کی دعاؤں کی برکت سے کام آگے بڑھتا رہا اور بفضلہ تعالیٰ ۱۴۲۷ھ میں حضور بدر العلماء کی حیات و خدمات پر ۵۱۲ صفحات پر مشتمل مدرسہ گلشن رضا کو لمبی ضلع نانڈیڈ مہاراشٹر سے ”معارف بدر العلماء“ کے نام سے شائع کروایا اس کتاب پر حضور والا کے تشریف گرامی اور دعائیہ کلمات مرقوم ہیں ذیل میں ملاحظہ کریں:

عزیز القدر مولانا عبدالصمد قادری رضوی اورنگ آبادی کے ذریعہ یہ جان کر مجھے بے پناہ مسرت ہوئی کہ حضرت مولانا مفتی بدر الدین احمد صاحب قادری رضوی نوری علیہ الرحمۃ والرضوان خلیفہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی حیات مبارکہ اور خدمات جلیلہ پر علمائے ہندو پاک کے مضامین، مقالات اور مناقب جمع کر کے ایک کتاب ”معارف بدر العلماء“ صوبہ مہاراشٹر کے مشہور و معروف ادارہ مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندری کی جانب سے شائع کی جا رہی ہے۔

زندہ قومیں اپنے اسلاف کرام کے عظیم کارناموں اور ان کے نیک یادوں کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی سعی کرتی رہی ہیں، عزیز سعید مولانا عبدالصمد قادری رضوی نے بدر العلماء کی علمی، دینی اور ملی خدمات کے تذکرے پر مشتمل ایک کتاب بنام ”معارف بدر العلماء“ مرتب کر کے زندہ دلی کا ثبوت دیا ہے۔

حضرت بدر العلماء کی چند خوبیاں قابل ذکر ہیں: آپ عقیدۂ مسلک کے اعتبار سے متصلب سنی اور سنی گرتھے، سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اور خانوادۂ رضویہ سے غایت درجہ عقیدت و محبت رکھتے تھے، زندگی کے آخری ایام تک تدریس، تصنیف اور تبلیغ کے ذریعہ ہدایات و تعلیمات اعلیٰ حضرت کو عام کرنے کے لیے ہمہ وقت فکر مند اور متحرک رہے، زہد و تقویٰ میں علمائے کبار کی روش پر سختی کے ساتھ کار بند رہے۔ اپنے تلامذہ، معتقدین اور متعلقین کو بھی شریعت مطہرہ کا پابند اور صالحین کا پیروکار بنانے کے لیے بیتاب و مضطرب رہے۔ حضرت مولانا کی تعلیم و تربیت بڑی بافیض اور اپنی مثال آپ تھی۔

مولیٰ تبارک و تعالیٰ آپ کے مراتب بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور عزیزم مولانا عبدالصمد قادری رضوی ان کے جملہ معاونین کو معارف بدر العلماء کی ترتیب پر اور مدرسہ گلشن رضا کے اراکین بالخصوص عزیزم حاجی

محمد توفیق رضوی سلمہ والی الحاج سیٹھ عبدالواحد صاحب رضوی کو اس کی اشاعت پر اجر جزیل اور جزائے جمیل سے سرفراز فرمائے اور دونوں جہاں کی سعادتیں نصیب کرے اور بیش از بیش مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

بجاء سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری از ہری

۲۱/ صفر المظفر ۱۴۲۶ھ مطابق یکم اپریل ۲۰۰۵ء جمعہ مبارکہ

حضور تاج الشریعہ کی تاریخ ولادت میں کچھ اختلاف ہے، اس لیے یہاں پر حذف کیا جا رہا ہے، ہاں! اپنے جد امجد حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ کے وصال ۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ بمطابق مئی ۱۹۴۳ء سے قبل آپ کی پیدائش ہوئی ہے، آپ اپنے دادا اور نانا بزرگوار کے عکس و پرتو بن کر تشریف لائے آپ کی تعلیم و تربیت نانا جان تاجدار اہلسنت سرکار حضور مفتی اعظم ہند اور والد بزرگوار حضور مفسر اعظم ہند کی نگرانی میں ہوئی۔

آپ کی مقدس زندگی اتباع شریعت کی آئینہ دار تھی اپنے عمل و کردار، رفتار و گفتار سے آپ نے اپنے اسلاف اور نانا جان کی جانشینی کا حق ادا کر دیا، آپ کی ذات مقدسہ سے لاکھوں لاکھ لوگوں کا دین و ایمان مستحکم ہو گیا، کہا جاتا ہے دنیا میں آپ کے نانا جان کے نورانی ہاتھوں پر مرید ہونے والوں کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ تھی اور آپ کے ہاتھوں پر مرید ہونے والوں کی تعداد تین کروڑ سے زیادہ بتائی جاتی ہے، آپ دونوں حضرات کے مبارک قلم دین کے مبلغ تھے، آپ حضرات کی طاہر زبانیں مبلغ ایمان تھیں، آپ حضرات کا مقدس عمل مظہر شریعت تھا، لیکن ان اوصاف کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ حضرات کو ایک ایسا خصوصی وصف عطا فرمایا تھا جس میں آپ حضرات کا ثانی آپ کے دور میں کوئی دکھائی نہ پڑا، وہ یہ کہ

آپ حضرات کے نورانی چہرے دین و ایمان کے مبلغ، اسلام و سنیت کے ہادی، شریعت و مذہب کے حامی تھے، کتنے گمراہوں بے دینوں نے آپ حضرات کے چہرہ مبارک دیکھ کر ہدایت قبول کر لی، بے شمار فاسقوں نے ان نورانی چہروں کی زیارت کی اور تقویٰ و طہارت کی طرف چل پڑے، جہاں شعلہ بار مقررین اور علماء بد عقیدگی کے بہتے ہوئے دھارے نہ روک پاتے تھے وہاں آپ حضرات کے نورانی چہروں کا صرف دیدار بد عقیدگی کے سیلاب کو خشک کر دیا کرتا تھا۔

آپ حضرات کے ڈیوڑھی سے عالم، جاہل، ہوشیار، گنوار، امیر، غریب، فلسفی، ادیب، حاکم، محکوم، مزدور، دھنی، مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی، مرد، عورت، بچے، بوڑھے سب کو بھیک ملتی تھی، آپ حضرات صرف ہندوستانی مسلمانوں کے پیشوا نہ تھے بلکہ ایشیا، یورپ، افریقہ، امریکہ کے پیشوائے اعظم تھے، یہی وجہ ہے کہ جب آپ دونوں حضرات کے وصال کی خبر میڈیا نے نشر کی تو معمورہ عظمیٰ کی پوری دنیا ہل گئی، آپ حضرات کے جلوس جنازہ میں شرکت کرنے کے لیے پاکستان، افریقہ، مغربی جرمنی، انگلینڈ، جاپان، ایران، عراق، ترکستان، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، کناڈا، سنگاپور، برما، سیلون، لنکا، بنگلہ دیش، عرب شریف کے ممالک اور خود مختلف گوشہائے ہندوستان کے حکومتی نمائندے، مذہبی پیشوا، عقیدت مند عوام بریلی شریف کی طرف چل پڑے، ۱۵/ محرم ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۳/ نومبر ۱۹۸۱ء جمعہ کے دن اخباری رپورٹ کے مطابق سرکار حضور مفتی اعظم کے جلوس جنازہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد بیس لاکھ تھی اور آپ کے جانشین حضور تاج الشریعہ کے وصال پر سہارا انڈیا و دیگر اخبارات کے اندازے کے مطابق ۸/ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۲/ جولائی ۲۰۱۸ء بروز یکشنبہ بریلی شہر میں ایک کروڑ سے زائد انسانوں کا سمندر موجیں مارنے لگا۔

آپ کا وصال ۶/ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء جمعہ کے دن ۷/ رجب ۱۴۲۰/ منٹ پر ہوا، اور آپ کے جنازے کی نماز ۸/ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۲/ جولائی ۲۰۱۸ء اتوار کے دن صبح ۱۰/ رجب ۴۰/ منٹ پر اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف کے وسیع میدان میں ہوئی، نماز جنازہ پڑھانے کا شرف آپ کے شہزادے حضرت مولانا الحاج عسجد رضا خاں قادری رضوی مدظلہ العالی قاضی القضاۃ فی الہند نے پایا۔

آپ سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور کھرے غلام تھے، سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی غلامی کر کے آپ نے جلوس جنازہ میں شریک لاکھوں لاکھ انسانوں کو یہ باور کرا دیا کہ رب العلمین جل جلالہ کے حبیب اکرم اور ساری کائنات کے سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کھر اوفا دار غلام اور کامل سچا عاشق دنیا سے سرکار عالم بن کر جاتا ہے۔

مولیٰ تبارک و تعالیٰ ان کی قبر مبارک پر رحمت و نور کی بارش فرمائے اور حضرت کے تشریف لے جانے سے عالم سنیت میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس خلا کو پر فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر

ملفوظات تاج الشریعہ

عرض: اگر کوئی نعت خواں اعلانیہ طور پر تصویر اور ویڈیو بنواتا ہو کیا اس سے نعت سننا جائز ہے؟ کیا ایسی محفل میں جہاں اعلانیہ طور پر تصویر کشی اور ویڈیو بنائی جاتی ہو جانا جائز ہے؟

ارشاد: آپ کو ایسے نعت خواں سے نعت سننے اور ایسی محفل میں جانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

عرض: سنیوں کی نماز کی صف میں اگر بد مذہب ہو تو کیا اس صف کی نماز درست ہوگی یا نہیں اور اس پوری صف کا کیا حکم ہے؟

ارشاد: نماز درست ہو جائے گی لیکن بد مذہب کے آنے سے قطع صف ہوگا اور قطع صف کرنا حرام ہے، حدیث میں اس پر وعید آئی ہے، من قطع صفا قطعہ اللہ جو بغیر کسی عذر کے اپنے اختیار سے کسی صف کو منقطع کرے اللہ اس کو منقطع فرمائے۔ لہذا اگر سنی قدرت رکھتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ بد مذہبوں کو اپنی صفوں میں کھڑا نہ ہونے دیں۔

عرض: کسی بد مذہب امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

ارشاد: بد مذہب کی بد مذہبی اگر حد کفر تک پہنچی تو اس کو امام بنانا ناجائز و گناہ بلکہ مضرا ایمان ہے اس کے پیچھے کوئی نماز درست نہیں، نماز جنازہ ہو یا کوئی اور نماز۔

عرض: نابالغ بچے بچیوں کو جیز، ٹی شرٹ وغیرہ پہنا سکتے ہیں؟ اور نابالغ بچی کے ضرورت سے زیادہ بال کاٹ سکتے ہیں؟

ارشاد: اس صورت میں نابالغ پر گناہ نہیں ہے، ان کے سر پرستوں سے ضرور اس پر مواخذہ ہوگا ان کو ضروری ہے کہ اپنی اولاد کو اسلامی ماحول میں اور

اسلامی وضع میں ان کی پرورش کریں۔

عرض: خاندانی منصوبہ بندی (فیملی پلاننگ) کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ہم لوگ اپنی مرضی سے وقفہ کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟

ارشاد: خاندانی منصوبہ بندی اس کے بہت سارے طریقے ناجائز ہیں، جن میں نسبندی اور آپریشن کہ بلا ضرورت شرعیہ تجرد اور برہنہ ہونا لازم آتا ہے پھر تغیر خلق اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو جس مصلحت کے لیے پیدا کیا ہے اس میں مداخلت اور اس میں تبدیلی کی کوشش جو بہ نص قطعی حرام ہے) بھی ہوتی ہے اور تحکیم دائمی یعنی مستقل طور پر عورت کو ناقابل ولادت کر دینا یہ مقصد شرع کے خلاف ہے، لہذا فیملی پلاننگ کی جو تدبیر تحکیم دائمی کیلئے کی جاتی ہیں وہ ناجائز و حرام ہیں، البتہ بعض حالات میں بعض مصالح معقولہ شرعیہ کی بنا پر اگر مانع حمل دوائیں استعمال کرے جس میں تجرد اور آپریشن کی ضرورت نہ ہو عارضی طور پر ہو تو اس میں حرج نہیں۔ (ماخوذ از انوار تاج الشریعہ)

تاج الشریعہ کا تصلب فی الدین اور عوام اہلسنت کو اس کی نصیحت

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ خود بھی اشداء علی الکفار رحماء بینہم کے مکمل آئینہ دار، اہل ایمان کے ساتھ محبت و نرمی سے پیش آنے والے اور گستاخانہ بارگاہ رسالت کے لئے سیف برق بار تھے اور اپنے مریدین و محبین و جملہ عوام اہلسنت کو اس کا حکم صادر فرمایا کرتے تھے، اس کا اندازہ درج ذیل اقتباس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، مولانا شہاب الدین رضوی حالات تاج الشریعہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف میں آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ نے عظمت مصطفیٰ کانفرنس ۲۰۰۲ء میں انعقاد کیا تھا، جس میں حضور تاج الشریعہ نے ہزاروں کے مجمع سے خطاب فرماتے ہوئے

کہا کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت بھی کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک پر قائم رہنا وہابیوں، دیوبندیوں اور دوسرے فرقوں سے میل جول رکھنا، کھانا پینا یا کسی بھی طرح کا اتحاد جائز نہیں ہے، ان فرقہائے باطلہ سے تاقیامت اتحاد نہیں ہو سکتا، میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اگر آپ دیکھیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گیا ہے تو اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر باہر کر دیں۔

مسلک اعلیٰ حضرت واقعتاً مسلک اہل سنت و جماعت کا دوسرا نام ہے اور اس دور میں مذہب حق و اہل حق کی پہچان ہے، اس پہچان کو جو مٹانا چاہتا ہے وہ اسلام کے شناخت کو مٹانا چاہتا ہے گویا کہ وہ اسلام اور غیر اسلام کو ایک کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے اپنے اشعار میں بھی یہی تعلیم دی ہے:

صلح کلی نبی کا نہیں سنیو!

سنی مسلم ہے سچا نبی کے لیے

مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو

زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں

پدر مادر برادر مال و جاں ان پر فدا کر دیں

رب قدیر ہم سب کو مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرمائے نیز تعلیمات

و پیغامات تاج الشریعہ پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

طالب دعا گدائے کوئے رضوی

عبدالصمد قادری

وارد حال مدرسہ گلشن بدر رضا حسام پور ضلع بلراپور (یوپی)

۱۱/ ذی القعدہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۳ جولائی ۲۰۲۰ء جمعہ مبارکہ

بدر ملت کا انداز تعلیم و تربیت

از: صوفی عبدالصمد صاحب قادری

۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۲۰۱۸ء جمعہ مبارکہ کو اجمیر مقدس وغیرہ اولیائے کرام کی بارگاہوں میں حاضری سے فارغ ہو کر واپسی کے موقع پر محبت گرامی حضرت مولانا حافظ وقاری محمد عاقل خاں صاحب قبلہ رضوی زید مجدہ کی دعوت پر آپ کے یہاں مسجد قلیان کانپور پہنچنا ہوا، حسن اتفاق اس سفر میں وہیں حضور بدر العلماء کے ایک قدیم شاگرد حضرت مولانا محمد صادق علی صاحب قبلہ رضوی نوری سے میری ملاقات ہو گئی اور کئی گھنٹے تک آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع ہاتھ آیا، دوران گفتگو آپ نے ابتدائے دور طالب علمی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کا اپنے آپ بیتی کا ایک واقعہ سنایا، جس سے حضور بدر ملت کا خلوص ولہبیت، باریک بینی اور آپ کے انوکھے انداز تعلیم و تربیت کا پتہ چلتا ہے۔

سلسلہ گفتگو دراز فرماتے ہوئے آپ نے بتایا کہ ادارہ فیض الرسول براؤں شریف میں جماعت اعدادیہ میں زیر تعلیم تھا، اس وقت حضرت وہاں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز تھے، میں نے ہر معاملے میں سنتوں پر عمل پیرا دیکھا، ایک روز کی بات ہے کہ نماز ظہر کے لیے خانقاہ فیض الرسول کی مسجد کے وضو خانہ پر وضو کر رہا تھا اور حضور والا مسجد کے صحن میں عمامہ باندھ رہے تھے، اور وہیں سے میرے اعضائے وضو دھونے کو بھی ملاحظہ فرما رہے تھے، اپنے طور پر وضو کرنے کے بعد جب مسجد میں داخل ہوا تو حضرت قبلہ نے مجھے اشارہ فرما کر قریب بلایا، اس کے بعد حضرت مولانا نثار احمد صاحب گورکھپوری کو آواز دی، جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے کہا کہ اس امر میں میری نظر خطا تو نہیں کر رہی ہے کہ محمد صادق سلمہ کے کان کی لو کے نیچے بہت معمولی حصہ خشک رہ گیا ہے

جس کا وضو میں دھونا فرض ہے، جب مولانا موصوف نے انہیں روشنی میں لے جا کر بغور دیکھا تو انہوں نے حضرت قبلہ سے بتایا آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں، ہاں ان کے کان کی لو کے نیچے بہت ہی مختصر حصہ خشک رہ گیا ہے، حضرت نے اسی وقت انہیں وضو خانے پر لوٹا کر اس حصے پر پانی بہانے کی تاکید کی اس کے بعد تمامی طلبہ کو مسجد میں جمع فرما کر موصوف متعلم کا حوالہ دیتے ہوئے وضو کے سلسلے میں فرائض و سنن کی ادائیگی کی تلقین و تنبیہ فرماتے ہوئے سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کا ارشاد گرامی سنایا، مفتاح الجنة الصلوٰۃ و مفتاح الصلوٰۃ الطہور یعنی جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد برادر طریقت مولانا محمد صادق علی صاحب قبلہ رضوی نے کہا کہ ہمارے بچپن کے زمانے کی بات ہے اور ہماری داڑھی کے بال سفید ہو گئے اور تقریباً ۶۰/۶۵ سال کا زمانہ گزر گیا مگر میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو آپ کا وہ مخلصانہ و مشفقانہ ادا و انداز نظروں کے سامنے آ جاتا ہے، مولیٰ تبارک و تعالیٰ کرم فرمائے اور حضرت علیہ الرحمہ کے امثال پیدا فرمائے۔

مزید فرمایا اس تنبیہ سے مجھے جو فائدے حاصل ہوئے اسے میں کیا بیان کر سکتا ہوں، آپ کے اس ناصحانہ طرز عمل کا تذکرہ سن کر بہت سے لوگ وضو، غسل اور نماز کے مسائل کی ادائیگی میں محتاط ہو گئے، رب کریم آپ کے مخلصانہ تعلیم و تربیت سے تاقیم قیامت مسلمانوں کو مالا مال فرمائے۔ آمین

حضور بدر ملت اور ایک شرعی مسئلہ کا حل

از: صوفی عبدالصمد صاحب قادری

حضرت مولانا مفتی غلام محی الدین صاحب رضوی علیہ الرحمہ کے والد بزرگوار منشی دوست محمد صاحب یار علوی مرحوم نے مجھے بتایا کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ ایک

مرتبہ ہمارے غریب خانہ مقام پپری علاقہ بھانہر ضلع بلراپور (یوپی) تشریف لائے، اس وقت اپنے گھر کے قریب ہی مقام جگڑھوا کی مسجد میں امامت کی خدمت انجام دے رہا تھا، جب حضرت قبلہ کی ہمارے گھر پر آمد کی خبر ملی تو مجھے از حد خوشی حاصل ہوئی اور وہاں سے رخصت لے کر آپ سے ملاقات کے لیے چل پڑا، راستے میں کسی کا دس نیا پیسہ گرا ہوا نظر آیا جسے میں نے اٹھا کر اپنے پاس الگ جیب میں محفوظ کر لیا۔ گھر پہنچنے کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی، سلام و مصافحہ کے بعد حضرت نے خیریت معلوم کیا اس کے بعد اور کچھ دینی باتیں ہوتی رہیں اسی بیچ میں عرض کیا کہ حضور ابھی جگڑھوا سے گھر آتے وقت راستے میں دس نیا پیسہ گرا ہوا تھا اور میں نے اسے اٹھا لیا ہے مگر اس بات کا اہتمام کیا ہوں کہ اس پیسے کو الگ جیب میں رکھے ہوا ہوں، اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کو اسے اٹھانا نہیں چاہئے تھا، لیکن جب آپ نے اٹھا ہی لیا ہے تو فوراً جائیں اور جہاں سے اٹھایا ہے وہیں رکھ دیں، اس پر آپ سے میں نے عرض کیا کہ حضور وہ جگہ جہاں سے اٹھایا تھا مجھے یاد نہیں رہ گئی ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت ہو تو ارشاد فرمائیں؟ اس سوال پر آپ نے ارشاد فرمایا جیسے اور دس گاؤں میں ڈگڈگی لگوائیے اور بتائیے کہ مجھے ۱۰ نیا پیسہ فلاں مقام پر گرا ہوا ملا ہے اگر کسی کا ہو تو بتائیں، آپ کے اس شرعی حکم فرمانے پر میں نے عرض کیا کہ حضور یہ تو بہت مشکل امر ہے، اس کے علاوہ اور کوئی آسان صورت ہو تو بتایا جائے تاکہ اس پر عمل کر کے میں شرعی گرفت سے چھٹکارا پا جاؤں، آپ کے اس سوال پر حضرت نے ارشاد فرمایا تیسری آسان صورت یہ ہے کہ اس پیسے کو آپ کسی مسکین سنی مسلمان کو صدقہ دے دیں مگر اس بات کو ذہن میں محفوظ رکھیں گے کہ اگر اس پیسے کے اصل مالک سے کبھی ملاقات ہوگئی اور اس نے مطالبہ کر دیا تو دس نیا پیسہ آپ کو اسے اپنی جیب سے دینا پڑے گا، اس پر

میں نے عرض کیا کہ حضور یہ بہت ہی آسان شرعی راستہ آپ نے بتادیا، اب میں آسانی سے اسے انجام دے دوں گا، بس اسی وقت کسی مستحق کو وہ پیسہ صدقہ کی نیت سے دے کر آپ نے شرعی گرفت اور سزائے آخرت سے خلاصی حاصل کیا۔

بدرملت کی کشف باطنی اور زرزمین سے بچنے کی تلقین

از: حضرت صوفی عبدالصمد صاحب قادری

جناب محمد امین بھائی یار علوی مرحوم مؤذن مسجد غوثیہ پکچرڈ و اضلع بلراپور یوپی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ براؤں شریف کے طلبہ مقام سسہنیاں علاقہ بھانہر آئے ہوئے تھے، دارالعلوم فیض الرسول کے لیے فصل خریف کے موقع پر دھان کا چندہ وصول رہے تھے، مدرسے کے لیے اہل خیر حضرات بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے، یہ منظر دیکھ کر میرے دل میں خیال گزرا کاش میں بھی زرزمین کا مالک ہوتا تو ان لوگوں سے بڑھ چڑھ کر میں بھی دارالعلوم میں غلہ دیتا۔

بہر حال ایک دو روز کے بعد طلبہ چندہ وصولی کا کام پورا کرنے کے بعد دارالعلوم کے لئے روانہ ہو گئے، کچھ دنوں کے بعد حضور بدرملت سسہنیاں تبلیغی دورہ پر تشریف لائے، رات میں محفل ہوئی اور صبح اپنے معمولات سے فارغ ہونے کے بعد جو لوگ حاضر تھے ان سے فرمایا کہ یہ بتائیے کہ محمد امین بھائی سے ملاقات کہاں ہوگی؟ جہاں وہ ملیں وہاں چلنا ہے، کچھ لوگوں نے بتایا کہ وہ تو اس وقت پھریندی کے قریب سبزی وغیرہ کی کھیتی باڑی کئے ہوئے ہیں اور وہیں جھونپڑی بنا کر وہ رہتے ہیں، آپ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا بس یہ بتائیے کہ میرے ساتھ بذریعہ سائیکل ان سے ملاقات کے لیے کون چلے گا؟ ان میں سے منشی عطاء اللہ صاحب یار علوی نے کہا کہ حضور میں چلوں گا۔ حضرت کا حکم پا کر وہ تیار ہو گئے اور آپ کے

ساتھ وہاں سے روانہ ہو کر تقریباً ۱۲/۱۰ کیلومیٹر چل کر امین بھائی کے قیام گاہ پر پہنچے، انہوں نے جب حضرت کو دیکھا تو خوشی سے جھوم گئے چارپائی بچھائی اور اس پر بستر بچھایا اور آپ دونوں حضرات کو بیٹھا کر بھیلی یعنی گڑ وغیرہ سے مہمان نوازی کی، پانی وغیرہ پینے کے بعد آپ نے میزبان سے خیریت معلوم کیا اور اس کے بعد ارشاد فرمایا محمد امین بھائی آپ اگر پہاڑ پر چلے جائیں گے تو آپ سے ملاقات کرنے کے لیے مجھے پہاڑ پر جانا پڑے گا، امین بھائی ذرا ایک بات بتائیے کہ کیا آپ زرزمین کے مالک ہونا چاہتے ہیں، میں ہاتھ اٹھا کر دعا کر دوں، مگر آپ سنبھال نہیں پائیں گے اور جانتے ہیں کیا ہوگا؟ حضرت نے بائیں ہاتھ کی تین انگلی داہنے ہاتھ کی دو انگلیوں کے بیچ قینچی کی طرح رکھ کر فرمایا ایمان پر قینچی چل جائے گی، نہیں جانتے ہیں مال و زر کی فراوانی دین کے لیے زہر قاتل ہے، یہ سن کر محمد امین بھائی نے آپ سے معافی طلب کیا اور عرض کیا کہ حضور مجھ سے غلطی ہو گئی کہ ایسا دل میں خیال پیدا ہو گیا، بس آپ یہی دعا فرمائیں کہ آپ حضرات کے ذریعہ جو دین و ایمان کی دولت میں استقامت ملی ہے وہ قائم رہے اور اخیر وقت تک دولت ایمان سلامت رہے، اور ہم لوگوں کا خاتمہ بالخیر ہو۔

محمد امین بھائی کے کوئی بچے نہیں تھے صرف ان کی اہلیہ تھیں رزق حلال کے لیے بذریعہ سائیکل گاؤں گاؤں گھوم کر کچھ سامان بیچ لیا کرتے تھے اسی سے ان دونوں کی روزی روٹی چلتی تھی، جب بڑھاپے کے ایام میں کمزوری لاحق ہوئی تو ان دونوں نے اپنے سرکاروں کے وسیلے سے دعاء کیا کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ تو اپنے محبوب کے صدقے اور طفیل میں کرم فرما اور جب اس دار فانی سے روانگی کا وقت ہو تو ہم دونوں کا سفر آخرت یکے بعد دیگرے کی صورت پیدا فرما دے، رب کریم نے کرم فرمایا اور کچھ دنوں کے بعد شعبان ۱۴۱۱ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۹۹۹ء جس روز محمد

امین بھائی کا انتقال ہوا ان کے احباب نے غسل و کفن کے بعد ان کے جنازے کو ماسٹر ادیس صاحب یار علوی اور اورنگ زیب بھائی یار علوی وغیرہ منگرا لائے اور ان کی نماز جنازہ پڑھنے جا ہی رہے تھے کہ ایک قاصد پکچڑا سے پہونچا اور بتایا کہ ان کی اہلیہ بھی اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

بہر حال ان کی نماز جنازہ اور دفن سے فارغ ہو کر پھر احباب اہل سنت ان کے گھر آئے اور ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور ان کے جنازے کو بھی وہیں منگرا لا کر ماسٹر ادیس صاحب کے والدین کی قبر کے پہلو میں دفن کیا۔

”حضور بدر ملت کے نصیحت آموز مکتوب جسے آپ نے اپنے ایک مرید و شاگرد رشید مولانا محمد تسلیم رضا صاحب رضوی کے والد کے نام اس موقع پر تحریر فرمایا تھا۔ جب انہوں نے اپنے ایک لڑکے کا رشتہ نکاح ایسے شخص کے گھر طے کر لیا تھا جس نے اپنے فرزند کی شادی ایک دیوبندی کے گھر کر دیا تھا۔“

مکتوب بنام عبدالجبار صاحب

مقام مہراپوسٹ کریار ضلع بستی (یو پی)

از: مدرسہ غوثیہ بڑھیا بتاریخ ۲۲ شوال ۱۴۰۸ھ

مکرمی برادر محمد عبدالجبار صاحب السلام علیکم

خیریت جاننیں درگاہ الہی جلّ جلالہ میں نیک مطلوب ہے۔ ضروری قابل تحریر یہ ہے کہ میں نے آپ کو رونق بیگ کے یہاں رشتہ قائم کرنے سے اس لیے روکا تھا کہ وہ دیوبندی کے یہاں اپنے لڑکے کی شادی کر چکے ہیں۔ آپ کے فرزند مولوی تسلیم رضا (میرے شاگرد) جب گھر سے یہاں بڑھیا مدرسہ غوثیہ آئے تو ان سے معلوم ہوا

کہ آپ رونق بیگ کے یہاں اپنے دوسرے لڑکے کا رشتہ قائم کرنے کے لیے طے کر چکے ہیں۔ پھر جب تسلیم رضا آپ کے بیٹے نے کہا کہ اگر آپ رونق بیگ کے یہاں رشتہ کریں گے تو میں نکاح میں شریک نہیں رہوں گا تو آپ ان پر بہت برہم ہوئے اور ناراض ہو گئے اور کہا کہ جب تم کو نکاح میں شریک نہیں ہونا ہے تو تم ہمیشہ کے لئے گھر سے چلے جاؤ۔ آپ غور کریں جب میدان محشر میں سرکار مصطفیٰ مدینے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ سے باز پرس کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ تم نے اس آدمی کے یہاں رشتہ کیوں قائم کیا جو میرے دشمن وہابی دیوبندی سے رشتہ قائم کئے ہوئے تھا۔ جس شخص نے میرے دشمن سے ناتا جوڑ رکھا تھا اس سے تم نے ناتا جوڑا ہے تو اسی سے شفاعت کراؤ۔ تو بھائی صاحب بتائیے کہ اس موقع پر آپ کا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ کیا آپ کو ہمیشہ اسی دنیا کی چھاؤں میں رہنا ہے؟ دنیا سے جانا نہیں ہے۔ یاد رکھئے! کہ سرکار رحمۃ اللعالمین مدینے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کی شفاعت کا انکار کر دیں گے اس کے لیے پیر و پیغمبر، غوث و قطب کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔

بتائیے! جو شخص آپ کی آخرت بنانے کے لیے آپ کو سمجھاتا ہے تو قبول کرنے کے بجائے الٹے آپ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔ کیا دین و ایمان، شریعت و اسلام کا یہی تقاضہ ہے جو آپ کر رہے ہیں۔ آپ سوچیں جو بات آپ کو بتائی گئی ہے وہ اچھی ہے یا خراب اگر اچھی ہے تو آپ کیوں ناراض ہو رہے ہیں؟ آپ کو تو یہی بتایا گیا ہے کہ جس نے دیوبندی سے رشتہ ناتا کر لیا ہے اس سے آپ رشتہ نہ کیجئے۔ اس مشورے اور ہدایت کو پورے ہندوستان میں کوئی بھی سنی پیر، فقیر، مفتی، مولانا، عالم، محدث، حافظ، قاری غلط کہہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں تو پھر اس قیمتی مشورے کو قبول کرنے سے آپ کو انکار کیوں ہے؟ بال بچوں کو سلام و دعاء فقط

بدرالدین احمد ۲۲ شوال ۱۴۰۸ھ

حرمین شریفین اور نجدی وہابی

علامہ سید شاہ محمد قائم چشتی نظامی قتیل دانا پوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ء میں نجدیوں کے پیچھے نماز سے متعلق شرح و بسط کے ساتھ ”مسئلہ مرغوب“ نامی ایک کتاب تحریر فرمائی تھی جس پر اس دور کے صف اول کے ۶۵ مشہور اکابر علمائے اہل سنت نے اپنی اپنی تصدیق و تائید سے اس کتاب کو مزین فرمایا تھا۔ حج و عمرہ ادا کرنے والے خوش عقیدہ مسلمانوں کی آگاہی اور ان کے خیر خواہی کے لیے چند حضرات کی گراں قدر تحریریں اور ”نجدی حکومت اور اس کے کارندوں کے ظلم و ستم کی داستان“ پیش کی جا رہی ہیں۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ مسلمانوں کو مرتد نجدی وہابی سے دور و نفور رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

”مسئلہ مرغوب“ پر ہندوستان کے مشاہیر اور صف اول کے علمائے کرام کی آراء (از: قتیل غفرلہ)

سلطان المناظرین استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا الحاج مفتی رفاقت حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مفتی اعظم کانپور

رسالہ موسومہ مسئلہ مرغوب جو حضرت مولانا شاہ محمد قائم صاحب قتیل دانا پوری کی تصنیف ہے۔ جس نے واقعات کے آئینہ میں نجدیت و وہابیت کے پردہ ہائے

باطل کو چاک کر کے ایسی مجسم تصویر کھینچ دی ہے کہ دین سے ادنیٰ تعلق رکھنے والا ان کے پیچھے ایک نماز ہی کیا ان سے سارے اسلامی تعلقات ناجائز و حرام سمجھ لے گا۔ مصنف اس بے لاگ تبصرہ اور بلا خوف لومۃ لائم اہل سنت کی صحیح رہبری پر لائق صد ستائش ہیں، مولیٰ تعالیٰ انہیں اور زیادہ مرتدین کی نقاب کشائی کی اور عوام کو کلمہ حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فقیر رفاقت حسین غفرلہ

سرپرست سنی جمعیت العلماء و مفتی اعظم کانپور (۲۰ جنوری ۱۹۶۳ء)

حافظ الملت، استاذ الاساتذہ حضرت

مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب قبلہ مدظلہ العالی

شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور (اعظم گڑھ یوپی)

نحمدہ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم

رسالہ مسمیٰ ”مسئلہ مرغوب“ مصنفہ الحاج سید شاہ محمد قائم صاحب قتیل دانا پوری کا میں نے مطالعہ کیا، بفضلہ تعالیٰ صحیح و درست پایا، حضرت موصوف نے نجدیوں کی خباثتیں شرارتیں تحریر فرمائی ہیں۔ وہ چشم دید واقعات ہیں، بالکل صحیح و درست ہیں، بلاشبہ نجدی وہابی بدعقیدہ ہیں، ان کے پیچھے نماز جائز نہیں اس لئے علمائے اہل سنت حرمین طہیین میں بھی نجدی اماموں کی اقتدا نہیں کرتے، حضرت مولانا محمد قائم صاحب نے نجدی اماموں کی اقتدا نہیں کی یہ ان کی حق پرستی و حقانیت ہے۔ اور نجدی خباثتوں سے مسلمانوں کو خبردار کیا یہ ان کا احسان عظیم ہے۔ مولائے کریم جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ و علیٰ الہ

واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

فقط: عبدالعزیز عفی عنہ

(صدر المدرسین دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور)

احقر علی احمد

خادم دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور

قاری محمد کی قادری غفرلہ

مدرس مفتی مبارک پوری

عبدالمنان اعظمی

حضرت مولانا محمد حامد علی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

دارالعلوم رائے پور، مدھیہ پردیش

محترم المقام حضرت مولانا سید شاہ محمد قائم صاحب دامت برکاتہم العالیہ، پس از سلام مسنون یہ فقیر عرض گزار ہے کہ کتاب مسئلہ مرغوب جو آنجناب کی تالیف کردہ ہے وصول ہوئی اور اسے میں نے بغور دیکھا، آنجناب پر چند مفسدین نے جو اعتراض کیا ہے کہ ایام حج میں گمراہ و بے دین نجدی امام کے پیچھے آپ نے کیوں نماز ادا نہیں کی اس کی نہایت مدلل و معقول جواب تحریر فرمایا ہے، آپ نے جواب اگرچہ اپنے اوپر سے دفعیہ کے لیے فرمایا مگر یہ کتاب عامہ مسلمین کے لئے انتہائی مفید ثابت ہوگی اور ضرورت ہے کہ اس کتاب کی زائد سے زائد تشہیر کی جائے اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے شائع کیے جائیں تاکہ سنی مسلمان زائد سے زائد فائدہ حاصل کر سکیں اور ایام حج میں اپنی عبادات کو ضائع ہونے سے بچا سکیں اور بے دین نجدیوں کے مکرو فریب سے ہوشیار رہیں۔ اس سلسلے میں ایک کتاب مسئلہ حجاز رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء جو میرے پاس تھی بذریعہ رجسٹری بک پوسٹ روانہ کر رہا ہوں جس میں ان مقامات مقدسہ کی تصاویر بھی موجود ہے، جسے اس نجدی حکومت نے بزعم حکومت

مسمار کر دیا ہے، اسے بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس کی تصاویر کی اگر اشاعت ہو جائے تو مسلم عوام کو اندازہ ہو جائے گا کہ رازدروں پر پردہ کیا ہے اور نجدی حکومت اور اس کی کارگزاریوں کے ہیبت ناک خدوخال آسانی سے سمجھ میں آجائیں گے۔

ایام حج میں آپ نے نجدی بے دین امام کے پیچھے نماز نہیں ادا فرمائی شرعاً بالکل صحیح کیا واقعی ایک مسلمان کو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں اور نہ کسی طرح اس کی اقتدا میں نماز ہوتی ہے۔ جیسا کہ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فتاویٰ علمائے کرام سے بدلیل قاطع ثابت ہے جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور پھر آپ بفضلہ تعالیٰ مسلمانوں کے رہنما ہیں اور روحانی طریقہ پر قلب ذکر رکھتے ہیں۔ مراقبہ و مشاہدہ کے پابند ہیں۔ ایسا دل ہے جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور ہے۔ تو پھر کس طرح آپ ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کرتے جو گمراہ و بے دین ہے۔ لہذا شریعت مطہرہ کی نظر میں آپ کا یہ فعل قطعاً درست و صحیح ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دربار رسالت میں آپ کو سرخروئی حاصل ہوگی، اور جن لوگوں نے نجدی امام کے پیچھے نمازیں ادا کیں ان کی نماز قطعاً نہیں ہوئی۔ وہ لوگ توبہ کریں اور جتنی نمازیں بے دین و گمراہ نجدی امام کے پیچھے ادا کی ہیں ان کو دہرائیں ورنہ فرض ان کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ اور قیامت کے دن عذاب کے مستحق ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد فاروق علی فاروقی خادم قوم

من وست و دامن آل رسول فقیر محمد حامد علی فاروقی الوارثی

۳۰ دسمبر ۱۹۶۳ء مہتمم مسلم یتیم خانہ، مفتی شہر رائے پور ایم پی

۳۰ دسمبر ۱۹۶۳ء

مفتی عصر، فقیہ دہرقدوۃ العلماء حضرت

مولانا ابوالفرح محمد علی قادری رضوی آنولوی، ضلع بریلی

مفتی کوئی کلاں ضلع متھرا، یوپی

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم

نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم

بعونہ تعالیٰ یہ رسالہ ہدایت قبالہ موسوم بہ ”مسئلہ مرغوب“ نظر سے گزرا، علامہ حضرت مؤلف نے شریعت کی روشنی میں نہایت صداقت و دیانت سے جس حقیقت کی ترجمانی فرمائی ہے، فی الواقع وہ ایک اہم ترین دین کی بات ہے جس سے واقف ہونا ہر ایک کو ضروری ہے بہت سے حجاج کرام لاعلمی کے سبب اس جال میں پھنس جاتے ہیں، بعض پڑھے لکھے مگر شرعی مسائل سے نادان، واقف کار لوگوں سے (جو نجدی باغی کے پیچھے بحکم شرع نماز نہیں پڑھتے ہیں) بلکہ بسا اوقات ایسے عالموں سے بحث کرنے لگتے ہیں کہ اتنی کثیر جماعت کو کیسے ترک کر دیں، کیا بڑی جماعت کو چھوڑ کر لاکھ رکعت کا ثواب کھودیں، یہ امور شرعیہ سے ناواقف لوگ اپنے کو خواہ کتنا ہی قابل پڑھے لکھے سمجھتے ہوں نہیں جانتے اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ایک رکعت کا ثواب لاکھ رکعت برابر جو ارشاد ہے وہ کثیر جماعت کے سبب نہیں اور نہ مسجد شریف ہی میں منحصر بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حرم شریف کی حدیں مقرر فرمائیں ہیں، چند کوس تک وہ سب حرم اور حدود حرم کے اندر ہرنیکی کا ثواب لاکھ نیکی کے برابر یقیناً حق تعالیٰ عطا فرمائے گا، بڑی جماعت سے دھوکا کھانے والے انسان اگر میدان کر بلا میں ہوتے تو اپنے خیال کے موافق کیا وہ دامن اہل بیت (جو تعداد میں کم تھے) چھوڑ کر بڑی جماعت یزیدی گروہ کی نماز

و عبادت سے دھوکا کھا کر ان کی حمایت کا دم بھرتے۔ استغفر اللہ

واضح رہے کہ یہ خارجی نجدی باغی اہل حق گمراہ ہیں، اس کے حنبلی بتانے پر دھوکا نہ کھائیں، ابن عبد الوہاب نجدی بھی اپنے کو حنبلی بتا کر دھوکہ دیتا تھا (فتاویٰ شامی) مذہب حنبلی کے عقائد بالکل اہل سنت کے عقائد کی طرح ہیں بلکہ حنبلی علما نے نجدی عقائد کی تردید کی اور ابن عبد الوہاب نجدی کے رد میں کتابیں لکھی ہیں، اس کے بھائی سلیمان نے اپنے سگے بھائی کے عقائد باطلہ کے رد میں کتابیں لکھی ہیں، نجدی فرقہ کی احادیث میں مذمت آئی ہے جس کو فاضل مؤلف نے اپنی اس کتاب میں واضح طور پر بیان کر دیا ہے، تمام علمائے ربانین عرب و عجم، ہندو پاک وغیرہ کا متفقہ فتویٰ ہے کہ ان کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں، پڑھی اور بے پڑھی برابر ہے، انہیں امام بنانے والے گنہگار ہوں گے، رد المحتار میں ہے ”لو قد موافقا یاشمون“ حدیث میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”اذا مدح الفاسق غضب الرب و اہتز لذلک العرش“ امامت ایک تعظیم ہے اور فاسق کی جب تعظیم کی جاتی ہے تو عرش الہی ہل جاتا ہے فاسق بالعمل سے فاسق بالعقیدہ کہیں بدتر ہے ”ایاکم وایاہم فضلو و ااضلو“ تم ان سے بچو اور انہیں تم اپنے سے دور رکھو کہ وہ کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں، ان کی اقتدا کر کے اپنی عبادات کو تم برباد نہ کرو۔ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی سخت وعید سن کر اب بھی تم ہوشیار ہو جاؤ۔

تمام نجدی حکومت میں نجدی ہی امام چن چن کر مقرر کیے جاتے ہیں، اسی طرح ان مقامات پر نجدی عقیدہ کے لوگ ہی تقریریں کیا کرتے ہیں، کسی دوسرے کو اجازت نہیں ملتی، ایک دن کا واقعہ ہے بعد نماز فجر ایک نجدی چیلے نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ دوستو! مدینہ رسول کی زیارت کی نیت کی غرض سے نہ جانا بلکہ صرف نماز پڑھنے کے خیال سے جانا، یہ سن کر عاشقان رسول بے چین ہو گئے، ضبط نہ

ہوسکا فوراً ہی ایک ترکی مسلمان نے زور سے جوتہ پھینک کر مارا اور کہا کہ خبیث تو زیارت رسول کو شرک بتاتا ہے، تمام حجاج کرام گواہ ہیں کہ نجدی سپاہ روضہ اطہر کی جالیوں سے چوڑ لگائے کھڑے ہوتے ہیں، کعبہ شریف اور مقام ابراہیم کو پیٹھ کیسے جوتے پہنے کھڑے رہتے ہیں، جہاں فرشتے اپنے سروں کو جھکاتے ہیں، عطر نہیں لگانے دیتے، شیشی چھین کر اپنی جیب میں رکھ لیتے ہیں، اگر کسی نے جالیوں سے ہاتھ لگایا یا مقام ابراہیم کو چوم لیا اس خیال سے کہ پھر ایسے ہمارے نصیب کہاں جو دوبارہ ہم آسکیں گے تو شرک شرک کہہ کر دھکے دیتے ہیں۔ بھلا ان اماکن مقدسہ سے بڑھ کر اور کون مقام افضل ہے جس کا ہم ادب کریں گے۔

بے ادب پامنہ اینجا کہ عجب درگاہ ست

سجدہ گہ ملک و جن و بشر اینجا ست

یہی تو وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ رسول مٹی میں مل گئے، یا رسول اللہ کہنا شرک ہے، زیارت رسول یا اولیائے کرام کے مزارات پر سفر کر کے جانا حرام ہے، مسلمانو! کیا اب بھی تم انہیں اپنا امام یا پیشوا مانو گے، کبھی نہیں ہرگز نہیں، بارہا فقیر نے دیکھا ہے کہ گدایان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خود مولانا سید محمد قائم صاحب سجادہ نشین دیار محبوب کی گلیوں میں عاشقانہ مجنونانہ والہانہ حالت میں پھرا کرتے، حق تعالیٰ بطفیل حبیبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سب مسلمانوں کو ہدایت فرما کر ان مقدس مقامات کی حاضری نصیب کرے اور اس کتاب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلاصہ: (۱) نجدی باغی یقینی اہل حق نہیں بلکہ فاسق بالعقیدہ ہیں ان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (۲) جن لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی، پڑھی بے پڑھی برابر ہے جان بوجھ کر انہیں امام بنا کر گنہگار ہوئے، نماز نہ ہونے پر لاکھ رکعت کا ثواب الگ کھودیا اور عصر کی نماز تو یوں بھی نہ ہوئی کہ عصر کے وقت سے

پہلے پڑھی گئی، عصر کا وقت بھی شروع نہیں ہوتا ہے۔ (۳) جن لوگوں نے نجدی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھی ان لوگوں نے شریعت کے حکم کی تعمیل کی، تنہا یا اپنی جماعت میں مسجد شریف میں یا حد و حرم کے اندر جہاں بھی پڑھی صحیح ہوئی اور امید کہ حق تعالیٰ انہیں لاکھ رکعت کا ثواب عطا فرمائے۔ (۴) آئندہ عازمین حج کو چاہیے کہ ان باتوں کی احتیاط کریں، حق تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔ آمین

کتبہ: فقیر ابوالفرح محمد علی قادری آنولوی بریلی

مفتی جامع مسجد کوسی کلاں، ضلع مٹھرا

یکم رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ

استاذ الاساتذہ، افتخار المحمدین، ممتاز العلماء

حضرت مولانا مفتی محمد سلیمان صاحب مدظلہ العالی

صدر المدرسین جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس، یوپی

کرمی مولانا زید مجدہ سلام مسنون

آپ کا رسالہ جو حرمین شریفین کی زیارت کے بعد کا ہے (مسئلہ مرغوب) وہ بہت عمدہ اور اچھا ہے، ضرورت تھی کہ طاغین کی جہالت کو بتایا جائے اور صحیح مسئلہ سے عوام مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے کہ حرمین شریفین میں نماز مقامات متبرکہ پر پڑھنا عبادت کی قبولیت کی دلیل ہے، شرط یہ ہے کہ ادائے عبادت طریق مسنونہ پر ہو، جماعت مسنونہ ہے۔ لیکن کسی کافر و مرتد کے امام بنانے کی صورت میں جماعت جماعت نہیں، عام ازیں کہ وہ جماعت بڑی لاکھ دولاکھ افراد کی ہو یا چار پانچ افراد پر مشتمل ہو، ایسی جماعت کی شرکت ثواب نہیں بلکہ مستحق وعید ہے،

مسلمانوں کو صحیح صحیح اسلام کے قوانین سے آگاہ ہونے کی ضرورت ہے، اس رسالے نے حاجت کو پورا کر دیا، مولیٰ تعالیٰ قبول کرے۔

سند الفقہاء والمحدثین جناب حضرت مولانا

الحاج محمد اشفاق حسین صاحب مفتی جو دھپور مدظلہ العالی

صدر مدرس مدرسہ اسحاقیہ عربیہ جو دھپور راجستھان

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم اما بعد

رسالہ مبارکہ ”مسمی بہ مسئلہ مرغوب“ تصنیف کردہ حضرت علامہ مولانا الحاج سید محمد قائم صاحب دانا پوری دام ظلہ العالی از اول تا آخر دیکھا، موصوف نے نجدیوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے فی الواقع اظہار حقیقت کیا ہے، اس میں سر موفرق نہیں، نجدی گورنمنٹ نے باشندگان حرمین شریفین کے ساتھ خصوصاً اور بقیہ اہل حجاز کے ساتھ جو مظالم کئے ان واقعات کو سن کر اور آثار متبرکہ کے ساتھ جو بے ادبیاں و گستاخیاں کی ہیں۔ ان کو دیکھ کر ہر مومن ماہی بے آب کی طرح تڑپتا ہے اور دل خون کے آنسو رلاتا ہے۔ آج بھی جنت المعلیٰ، جنت البقیع و دیگر مقامات مقدسہ ان کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ یزیدیوں نے آل رسول پر خنجر چلایا، نجدیوں نے آل واصحاب کے مزارات کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔

نجدی عقائد باطلہ اور ان کے مظالم کی کہانی مولوی حسین احمد صاحب آنجہانی شیخ دیوبند و سابق صدر دیوبند کی زبانی شہاب الثاقب صفحہ ۴۲ میں سنیہ مولوی حسین احمد صاحب محمد بن عبد الوہاب کے متعلق لکھتے ہیں:

”محمد ابن عبد الوہاب نجدی ابتداً تیرہویں صدی نجد میں ظاہر ہوا اور چوں کہ

خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و جماعت کا قتل و قتل کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا کیا، ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا، اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اس تکلیف شدیدہ کے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ (محمد بن عبد الوہاب) ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ اس وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس سے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوسی سے۔ (شہاب الثاقب، ص ۴۲)

یہ محمد ابن عبد الوہاب نجدی کی حقیقت جس کو عرب کی موجودہ گورنمنٹ اپنا شیخ و امام و پیشوا مانتی ہے اور اس کے مسلک پر عمل کرتی ہے اور اسی مسلک کے حرمین شریفین کے مساجد میں امام ہیں اور اسی کی لکھی ہوئی کتابیں وہاں کے مدارس میں پڑھانا لازم ہیں، اسی نے کتاب التوحید لکھی ہے جس کا ترجمہ ہندوستان میں مولوی اسماعیل دہلوی نے کیا۔

نجدی عقیدہ کی ایک جھلک

(۱) مولوی حسین احمد صاحب کہتے ہیں ”محمد ابن عبد الوہاب کا یہ عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتل کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال و جائز ہے۔ بلکہ واجب ہے۔ (شہاب الثاقب، ص ۴۳)

(۲) نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے۔ بعد ازاں وہ اور دیگر موت میں برابر ہیں۔ (شہاب الثاقب، ص ۴۳)

(۳) زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضور آستانہ شریف و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت و حرام و غیرہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے۔ لا تشدو الرحال الا الی ثلاثہ مساجد ان کا مستدل ہے، بعض ان میں سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ و سلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا و غیرہ مانگتے ہیں۔ (شہاب الثاقب، ص ۴۶-۴۷)

(۴) شان نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں۔ اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں اور ان کے بڑوں کا مقولہ ہے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ (شہاب الثاقب، ص ۴۷)

(۵) وہابی کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالہ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ و اہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہل سنت و جماعت کے مخالف ہو گئے چنانچہ غیر مقلدین ہندوستان اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں، وہابی نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار

دعویٰ جنابی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عمل درآدمان کا ہرگز جمیع مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے۔ (شہاب الثاقب، ص ۶۲)

(۶) مثلاً الرحمن علی العرش استوی وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استوٰی ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے۔ (شہاب الثاقب، ص ۶۲)

(۷) وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ و سلام درود بر خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرأت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و رد بنانے کو سنت فتنہ و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ (شہاب الثاقب، ص ۶۷)

(۸) وہابیہ تمباکو کھانے اور اس کے پینے کو حقہ یا سگار میں یا چرٹ میں اور اس کے ناس لینے کو حرام اور اکبر الکبائر میں شمار کرتے ہیں، ان جہلا کے نزدیک معاذ اللہ زنا اور سرکہ کرنے والا اس قدر ملامت نہیں کیا جاتا ہے جس قدر تمباکو استعمال کرنے والا ملامت کیا جاتا ہے۔ (شہاب الثاقب، ص ۶۷)

(۹) وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ کے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔ (شہاب الثاقب، ص ۶۷)

(۱۰) وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فتنہ بدعت کہتے ہیں۔ (شہاب الثاقب، ص ۶۷)

قارئین کرام! اب ذرا دیوبندی مولوی حسین احمد مدنی کی طرز تحریر اور طرز عمل کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمائیں:

نومبر ۱۹۵۵ء میں جب ہندوستان کے دورے پر والی نجد شاہ سعود بن عبدالعزیز کا

آنا ہوا تو دیوبند کے وہی شیخ الاسلام مولوی حسین احمد جواب مولانا مدنی صاحب ہیں جنہوں نے ۲۹ نومبر ۱۹۵۵ء کو جمعیتہ العلماء ہند کی طرف سے اپنے آقا سلطان قرن الشیطان سعود بن عبدالعزیز نجدی کو ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ جس جلسہ میں یہ سپاس نامہ پیش کیا گیا تھا اس میں آں جہانی وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو بھی شریک تھے۔ اب حیرت میں ڈوب کر دیوبندی مولانا مدنی کے سپاس نامہ کا ایک اہم حصہ بھی پڑھیے۔ جس فرقہ وہابیہ کو وہ اپنی کتاب شہاب ثاقب میں بارگاہ رسالت سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتہائی گستاخ لکھ چکے تھے اور جس فرقہ وہابیہ کو اسی کتاب میں وہابیہ خبیثہ قرار دے چکے تھے نیز اسی وہابیہ خبیثہ کی مذمت اور برائی کرنے میں کئی صفحے سیاہ کر ڈالے تھے۔ آج ۲۹ نومبر ۱۹۵۵ء کو اسی گستاخ فرقہ خبیثہ کے ساتھ اپنی اعتقادی یک جہتی اور مذہبی رفاقت کی تاریخ بیان کرتے ہوئے انہیں ذرا بھی ہچکچاہٹ اور جھجک محسوس نہیں ہوئی ذیل میں دیوبندی جمعیتہ علماء کا سپاس نامہ ملاحظہ ہو:

یا صاحب الجلالۃ! خاص حجاز مقدس کے سلسلے میں جب جلالتہ الملک سلطان عبدالعزیز بن سعود رحمہم اللہ نے فاتحانہ اقدام کیا تو جمعیتہ علماء ہند ہی وہ جماعت تھی جس نے یورپین ڈپلومیسی کے خلاف اس اقدام کو حجاز مقدس کے لیے فال نیک سمجھا اور سلطان مرحوم کو مبارک باد پیش کی پھر اپنے خصوصی نمائندوں کے ذریعہ موقع بموقع سلطان مرحوم کی خدمت میں مفید مشورے پیش کرتی رہی اور جمعیتہ علماء ہند کو فخر ہے کہ سلطان مرحوم نے اس کے مشوروں کو شرف قبولیت عطا فرمایا جس سے مخالفین کی زبان بھی بند ہوئی اور اصلاحی مقاصد بھی کامیاب ہوئے۔ حکومت ال سعود کے استقلال کے بعد حج اور کئی موقع پر جمعیتہ علماء ہند ہی وہ قابل ذکر مذہبی اور سیاسی جماعت تھی جس نے اپنا نمائندہ بھیج کر اطمینان و مسرت کا اظہار کیا۔

(شاہ سعود والی عرب کا دورہ ہند ص ۲۸ بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۸۳ مصنفہ علامہ ارشد القادری)

سپاس نامہ جس میں فاتحانہ اقدام کا ذکر ہے اس سے مراد انگریزی گورنمنٹ برطانیہ کی فوجی اور مالی مدد سے نجدی وہابیوں کا حرمین مقدس پر ظالمانہ قبضہ کرنا ہے۔ اسی قبضہ کی تکمیل پر ہندوستان کے دیوبندی وہابی نے بڑی خوشی منائی اور سلطان قرن الشیطان کے پاس مبارکبادی کا پیغام بھیجا۔ اور حرمین مقدس پر قبضہ کرنے کے بعد نجدی شیاطین نے جو حجتہ المعلیٰ کو اجاڑا، حجتہ البقیع کو ویران کیا، صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور اولیائے فحام کے مزارات طیبہ توڑے ان کے قبوں، گنبدوں کو ڈھایا، اور مکہ شریف اور مدینہ طیبہ کی بہت سی مسجدیں ڈھائیں یہ اصلاحی مقاصد تھے جن کے انجام دینے میں دیوبندیوں وہابیوں کا بھی مشورہ شامل تھا اور جن کی کامیابی پر انہوں نے قرن الشیطان نجدی کو پیٹھ ٹھوکیں۔

غور کرنے کی بات ہے جب حجاز مقدس پر شریف مکہ کی حکومت تھی تو اس وقت دیوبندی مولانا مدنی کے نزدیک فرقہ وہابیہ خبیث تھا۔ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کا شدید گستاخ تھا۔ باغی، ظالم اور خونخوار تھا لیکن جب ۱۹۲۵ء میں نصرانی حکومت برطانیہ نے شریف مکہ کو حجاز مقدس سے بے دخل کر کے اس پر نجدی قرن الشیطان کی حکومت قائم کر دی اور نجد کے چودھری شیخ کو عرب کا بادشاہ بنا دیا۔ تو اب وہی فرقہ وہابیہ خبیث طیب و طاہر ہو گیا۔ اب اس فرقہ خبیثہ کے باطل عقائد، اسلامی عقائد بن گئے۔ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں وہابیہ خبیثہ کی کھلی گستاخیاں اب جائز و حلال، دین و ایمان ہو گئیں۔ ایسا کیوں؟ اس لیے کہ اب مکہ مدینہ پر قرن الشیطان (ابلیس کی جماعت) کی حکومت ہے۔ اور حجاز مقدس پر اب مسلمانوں کی حکومت نہیں شیطان کا راج ہے۔ نجدیوں، وہابیوں کا سیاسی مہاراج اب وہی ہندوستانی وہابیوں کا مذہبی سلطان بھی ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہندوستانی وہابی اپنے مذہبی سلطان شاہ سعود نجدی کے سایہ

عاطفت کی بدولت بے خوف ہو کر وہابیت کی بے پردہ اشاعت کریں اور کھل کر نجدیوں کے ظالمانہ اعمال و افعالی کی تائید و موافقت کریں۔ یہ ہے دیوبندی مولانا مدنی کی سیرت و کردار کا دوسرا رخ جس سے واضح ہو گیا کہ وہ کچھ ٹھوس وہابیت اور نجدیت کے پرستار اور الہ کار تھے۔ (بحوالہ مضامین بدر ملت ص ۳۱۴ تا ۳۱۷)

(۱۱) مولوی خلیل احمد انیسٹھوی شاگرد مولوی رشید احمد گنگوہی سے محمد ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق دریافت کیا گیا تو یہ کہا ”ہمارے نزدیک ان کا (محمد ابن عبد الوہاب کا) حکم وہی ہے جو صاحب در مختار نے فرمایا ہے۔ یہ خوارج کی ایک جماعت ہے“۔ (المہند، ص ۱۲) یہ ہیں نجدیوں کے عقائد باطلہ و فاسدہ اور انہیں عقائد کے امام حرمین شریفین میں مقرر ہیں کیونکہ فی زمانہ حرمین شریفین پر نجدی قابض ہیں اور نجدی گورنمنٹ نے اپنے مسلک کے امام رکھے ہیں۔

مولوی حسین احمد و مولوی خلیل احمد صاحب کے نزدیک نجدی بدعتیہ و خبیث و شان رسالت میں گستاخ اور مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے والا خوارج کی ایک جماعت ہے۔ اور مولوی حسین احمد کے پیر مولوی رشید احمد صاحب کے نزدیک بدعتیہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ بلکہ جس کے عقیدے درست ہوں اس کے پیچھے نماز پڑھیں چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ، ص ۳۰۰ پر ہے **سوال:** جمعہ کی نماز جامع مسجد میں باوجودیکہ امام بدعتیہ ہو پڑھے یا دوسری جگہ پڑھے؟ **جواب:** اس کے عقیدے درست ہوں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے۔ فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۰۰)

ہندوستان کے دیوبندی بہت شور مچاتے ہیں کہ سنی مولوی حرمین شریفین میں نجدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، اب یہ دیوبندی اپنے ان پیشواؤں کے بارے میں کیا حکم لگائیں گے۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

پیرو مرید میں تضاد: مولوی حسین احمد کے نزدیک نجدیوں کے عقائد تو یہ ہیں جیسا کہ سطور بالا میں درج ہیں اور مولوی حسین احمد کے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کے نزدیک نجدیوں کے عقائد عمدہ ہیں چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے ”محمد ابن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں، اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۷)

مرید نے تو لکھا کہ ان کے عقائد باطل ہیں اور ظالم خونخوار، باغی، فاسق، خبیث قوم ہے جس کو پیر عمدہ لکھتا ہے اس کو مرید نے باطل پرست باغی و بدعتیہ لکھا ہے، ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک وہابی، دیوبندی، نجدی، ہم عقیدہ اور ان سب کا ایک حکم ہے، ان میں سے کسی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور جو ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں وہ اپنی نمازوں کو برباد کرتے ہیں، مولوی حسین احمد صاحب نے جو کچھ نجدیوں کے بارے میں لکھا ہے صرف عوام کے اندر مقبولیت حاصل کرنے کیلئے اور اپنے عقائد باطلہ پر پردہ ڈالنے کیلئے اس لئے کہ جو لکھا ہے عمل اس کے خلاف ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت مجدد مآۃ حاضرہ فاضل بریلوی کی کرامت ہے کہ دشمن سے بھی یہ بات کہلوادی ورنہ آج بھی دیوبندی قوم نجدیوں کو اپنا امام و پیشوا مانتی ہے اور ان کی تعریف میں رطب اللسان ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھتی ہے، سچ کہا کسی نے ”ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور“ ہوتے ہیں یہ مثال اس پر صادق آتی ہے، حضرت علامہ الحاج محمد قائم صاحب دانا پوری کا جواب صحیح اور حق ہے۔ اس کے خلاف باطل نجدی بوجہ اپنے عقائد فاسدہ کے اس قابل ہی نہیں کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور جو شخص ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ اپنی نماز کو برباد کرتا ہے۔

جب سے نجدیوں نے حریم شریفین پر قبضہ کیا ہے اس وقت سے آج تک علمائے اہل سنت اپنی نمازیں علیحدہ باجماعت پڑھتے ہیں اور نہ صرف ہندی علمائے اہل سنت بلکہ بیرونی ممالک کے علما و صلحا نجدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ فقیر غفرلہ القدر نے اسی سال یہ مشاہدہ کیا۔ من شاء فلینظر

(الحمد للہ کہ امسال کاتب الحروف بھی زیارت حریم شریفین سے مشرف ہوا اور ہر نماز باجماعت پڑھی، نجدیوں کی جماعت کے بعد ہماری جماعت ہوتی تھی جس میں ہند و بیرون ہند کے علما و صلحا و عوام شریک ہوتے، مدینہ طیبہ میں پنج وقتہ جماعت ریاض الحجۃ میں ہوتی تھی اور مستحب وقت میں جماعت کرتے تھے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ بعض نمازیں خصوصاً عصر کی نماز ایسے وقت نجدی امام پڑھاتا ہے۔ جب کہ عندالاحناف عصر کا وقت بھی شروع نہیں ہوتا اور جمعہ کی نماز ضحوی کبریٰ کے وقت ہوتی (یعنی وقت سے قبل ضحوی کبریٰ نصف النہار سے قبل ہوتا ہے یعنی دوپہر سے پہلے۔ قتل)

نجدی کی حقیقت: مواجہ شریف میں اگر جالی شریف کو زائر نے بغیر پیسہ دیے بوسہ دیا یا مسجد شریف کے ستونوں کو بوسہ دیا فوراً نجدی سپاہی شرک و بدعت کا فتویٰ لگا دیتا ہے۔ جب بقول نجدیوں کے یہ فعل شرک ہے، تو اس کا فاعل مشرک ہوا اور مشرک اس وقت تک مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس فعل سے توبہ کر کے کلمہ نہ پڑھے مگر نجدی دھرم میں اس کی ضرورت نہیں ان کا شرک چند پیسوں سے دور ہو جاتا ہے چنانچہ میں نے خود دیکھا کہ ایک شخص ایک ریال سپاہی کو دے کر جالی شریف سے چند ہاتھ فاصلہ پر کھڑا ہو گیا تو اس سپاہی نے اسی زائر کا ہاتھ پکڑ کر جالی کے پاس کھڑا کر کے کہا کہ بوسہ دو اور ایک ریال تو بہت ہے اگر کسی نے چند قرش دے دیے تو اس کو بھی بوسہ کی اجازت ہے، کیا نجدی مفتی و قاضی یہ بتلا سکتا ہے کہ پیسہ دے کر تو بوسہ کی اجازت اور بغیر پیسے دیئے اگر کسی نے بوسہ دیا تو مشرک؟

العیاذ باللہ، نجدیوں کے مظالم و سیاہ کارنامے دیکھ کر روٹکا کھڑا ہو جاتا ہے، آثار قدیمہ متبرکہ کو یا تو مٹا دیا گیا یا مٹایا جا رہا ہے، صحابہ و اہل بیت و صلحا کے مزارات کی بے حرمتی کراتے ہیں، قبرستان مدینہ پاک و مکہ مکرمہ میں نئے نئے راستے نکالے گئے ہیں۔ مقام حدیبیہ میں ترکوں نے اپنے زمانہ میں مسجد بنائی تھی، اب اس مسجد شریف کی اینٹ سے اینٹ، بجا دی اور وہاں پر حاضری قانوناً ممنوع قرار دے دی گئی۔

ہر کاپی پر بادشاہ کی تصویر ہوتی ہے، انہیں کاپیوں کو طلبہ و دونوں حرم شریف میں لیجاتے ہیں جس جگہ سے تصاویر کو مٹایا گیا وہاں نجدی دور میں پھر تصاویر کو لایا جا رہا ہے، سعودی ریڈیو اسٹیشن سے گانے آتے ہیں اور دونوں حرم شریف میں ریڈیو پر گانے سنے جاتے ہیں، اس پر کوئی پابندی نہیں مگر ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل منعقد کرنا نجدی قانون میں جرم ہے۔ ایسا جرم کہ شاید گناہ کبیرہ والے کی بھی ایسی سزا نہ ہوگی۔

اخبارات وغیرہ میں بادشاہ کو جلالتہ الملک کہتے ہیں نام نہیں اور سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا جب ذکر کرتے ہیں تو اکثر صرف محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب، ایک اخبار میں خود لے کر آیا ہوں، سامان نعیش حرم شریف کے دروازے پر بکتا ہے جس میں عریاں تصویریں بھی ہوتی ہیں۔ اس پر کسی قسم کی بھی پابندی نہیں مگر فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر کتابوں کو جلوا دیا گیا، سعی بلیغ کے بعد بھی علامہ نبہانی کی جواہر البحار وغیرہ دستیاب نہ ہو سکی، ایک سنی نے مجھ سے کہا کہ اس کتاب کا ملنا مشکل ہے کیونکہ جس جس کتاب کے متعلق نجدی حکومت کو معلوم ہوا کہ اس میں فضائل رسول ہیں اس کو جلوا دیا گیا، العیاذ باللہ مسجد الحرام شریف میں باب ابراہیم کی طرف ایک اونچی جگہ قرآن پاک رکھے ہوئے تھے، اسی جگہ کرسی بچھا کر نجدی سپاہی مع جوتوں کے کرسی پر بیٹھا رہتا ہے۔

بار بار اس کو منع کیا گیا مگر وہ اپنی خباثت سے باز نہ آیا۔ اس قسم کی بہت سی بیہودگیاں نجدیوں کی نظر آئیں خدا نجدی کے شر سے بچائے۔

محمد اشفاق حسین نعیمی ما کتب فی ذالک فہو صحیح
صدر المدرسین و مفتی جو دھپور راجستھان محمد مختار الحسن دانش

الجواب صحیح الجواب صحیح
سید سرفراز حسین غفرلہ کچھوچھوی محمد مجیب الرحمن قادری در بھنگوی

ای هذا هو الحق والحق بالاتباع
فقیر ظہور احمد قادری چشتی غفرلہ

ممتاز العلماء خطیب العصر حافظ قاری مولانا ابو ظفر

محبت الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب زید مجدہ قادری لکھنوی
جامع مسجد اہل سنت مدینہ پورہ، بمبئی

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ بالتجلیل والتکریم
فقیر نے رسالہ مبارکہ مسمی بنام تاریخی ”مسئلہ مرغوب“ دیکھا، ماشاء اللہ بہت اچھا رسالہ ہے، بیشک سنی عوام و سنی علمائے کرام حرمین شریفین کے نجدی اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور کیسے پڑھیں جب کہ آج بھی نجدیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر ہمارے ہاتھ کی لکڑی ہے۔ اس سے ہم کتے کو مار لیتے ہیں اور نجدیوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا بھر کے سنی مسلمان مشرک و کافر مرتد ہیں، ان کو قتل کرنا حلال ہے، ان کا خون و مال جائز ہے وغیرہا، دیکھو شہاب ثاقب اور فقیر کی کتاب میں ابن عبد الوہاب کی کہانی اور وہابیوں کے آئینہ خد و خال اور نجوم شہابیہ کا مطالعہ فرمائیں، وہابیہ نجدیہ اپنے کفریات قطعیہ کی وجہ سے کافر و مرتد اسلام

سے خارج ہیں، مسلمانان اہل سنت کو بھی یقین رکھنا چاہئے۔

فقیر ابو الظفر محبت الرضا محمد محبوب علی رضوی لکھنوی غفرلہ
جامع مسجد اہل سنت مدینہ پورہ ۱۶۶/ بمبئی۔ ۸

جامع فضل و کمال افتخار العلماء جناب

حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب مدظلہ العالی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی اندر کوٹ میرٹھ

محترم و معظم زید مجد ہدیہ مسنونہ

ارسال کردہ رسالہ موسوم بہ مسئلہ مرغوب پہنچا، ممنون ہوں از اول تا آخر مطالعہ کیا، چونکہ اس وقت کافیہ کی اردو شرح اور اردو ترکیب کی تالیف میں مشغول ہوں، اس لیے شرح و بسط کے ساتھ تبصرہ کرنے کا موقع نہیں، اجمالاً گزارش کرتا ہوں کہ نجدیوں کے بارے میں آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس میں آپ حق بجانب ہیں بیشک ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، یہ اپنے کفری عقائد کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہیں جیسے ہندوستان کے دیوبندی۔

بریلوی اور دیوبندی اختلاف عقائد کے اثرات سے دنیا میں کھرام مچا ہوا ہے، کون حق پر ہے کون باطل پر یہ طے کرنے کے لیے ذہن میں ایک آسان صورت آئی جس کو متعدد مجالس میں ذکر کر چکا ہوں مگر کوئی تیار ہی نہیں ہوتا، فقیر اس کے لیے ہر وقت تیار ہے۔ وہ یہ کہ بریلوی جماعت کی جانب سے یہ فقیر اور دیوبندی جماعت سے قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند، یا میر جماعت تبلیغ دہلی مولوی محمد یوسف صاحب میرٹھ یا دہلی میں سے کسی باہمی طے شدہ مقام پر مجتمع ہو جائیں اور ایک ماہ پیشتر اس کا علان کر دیا جائے کہ فلاں مقام پر بریلی اور دیوبندی عقائد کا فیصلہ اس طور پر ہوگا کہ

آدھ آدھ پاؤں سکھیا دو پیالوں میں گھولا جائے ان میں سے ایک پیالہ فقیر ایک پیالہ ان دونوں میں سے کوئی ایک صاحب نوش کریں، جو فریق حق پر ہے سکھیا کا اس پر اصلاً اثر نہ ہوگا اور جو باطل پر ہے اس کی ہلاکت واقع ہوگی، یہ ممکن نہیں کہ دونوں پر اثر ہو اور دونوں ہلاک ہو جائیں، فقیر کا دعویٰ یہ ہے کہ جن عقائد پر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب نے دیوبندی صاحبان کی تکفیر کی ہے وہ تکفیر حق ہے اور ان کا دعویٰ یہ کہ وہ عقائد حق ہیں آپ کے رسالہ مسئلہ مرغوب میں یہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی کہ آپ نے نجدی امام کی اقتدا سے اجتناب فرمایا۔ عالم کی شان ہی یہی ہے کہ عمل قول کے مطابق ہو اور دنیا کے سبز باغ اس کو مائل نہ کر سکیں، دوسرے سجادہ نشین صاحبان پر لازم ہے کہ آپ کے عمل سے سبق لیں اور اعتراض کرنے والے صاحبان پر فرض ہے کہ حق و باطل کا بطریق مذکور فیصلہ کرنے کے لیے مذکورہ بالا ہر دو صاحبان میں سے کسی ایک کو جلد آمادہ کریں تاکہ موجودہ خلفشار ختم ہو جائے۔ فقط

فقیر غلام جیلانی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی

اندر کوٹ، میر ہٹہ شریف، یکشنبہ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ

نجدی حکومت اور اس کے کارندوں کے ظلم و ستم کی داستان

۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء کے بعد کے کچھ احوال

معتبر حوالہ جات سے ملاحظہ کریں، فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمہ سفر حرمین شریفین کے حالات تحریر فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ مدینہ طیبہ میں اپنے ایک شاگرد کے ساتھ ”دیگر مقامات عالیہ کی زیارت کرتے ہوئے باغ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر ہوئے تاکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس کے لگائے ہوئے کھجور کے دو درخت جواب تک موجود ہیں ان کی زیارت کریں مگر باغ میں ان درختوں کی زیارت نہ ہو سکی بڑا افسوس ہوا، باغ والے سے دریافت کیا گیا اس نے بتایا کہ دو روز پہلے یعنی ۲۲/ ذی القعدہ ۱۳۹۶ھ کو (نجدی) پولیس نے کھڑے ہو کر کٹوا دیا، ہر قوم اپنے پیشوا کی یادگاروں کی حفاظت کا اہتمام کرتی ہے مگر وہابی نجدی مسلمان ہونے کے جھوٹے مدعی سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یادگاروں کو مٹانے کے درپے ہیں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنبد خضرا جس کی زیارت مسلمانان عالم کا سکون اور عاشقان رسول کے دلوں کا قرار ہے، یہ قوم اس کے ڈھانے کا بھی پروگرام بنا رہی ہے۔ (انوار الحدیث ص ۵۱۲)

کچھ سطر بعد پھر رقم طراز ہیں ”جنۃ المعلیٰ قبرستان میں حاضر ہوئے بیچ قبرستان میں نیا روڈ دیکھ کر کے بڑا افسوس ہوا کہ نجدی حکومت کو صحابہ کرام اور دوسرے بزرگوں کی قبر پر سڑک بناتے ہوئے رحم نہ آیا، ام المؤمنین حضرت خدیجہ

الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے روضہ مبارکہ کو ویران کر دیا، سلطان الہند خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ والرضوان کا مزار مبارک جو مسجد جن کے قریب تھا اس پر پختہ سڑک بنادی، مسجد شجرہ جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کی درخت نے گواہی دی تھی اس کے بارے میں ایک بوڑھے عرب سے پوچھا ”این مسجد الشجرة“ یعنی مسجد شجرہ کہاں ہے؟ اس نے اس جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ”کان الیٰ هذا المقام فہدم“ یعنی اس جگہ پر تھی ڈھادی گئی، ہم نے کہا ”أ هذه الحكومة تہدم المسجد؟ کیا یہ حکومت مسجد ڈھاتی ہے؟ تو وہ مجھے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا چلا گیا اور کوئی جواب نہیں دیا، پھر غار ثور و غار حرا کی زیارت کے لیے حاضر ہوا تو ان مبارک پہاڑوں کی مسجدیں ڈھائی ہوئی نظر آئیں تو اور زیادہ یقین ہو گیا کہ بیشک وہابی صرف نام کے مسلمان ہیں کہ مسجدیں بنص صریح اللہ تعالیٰ کی ہیں جیسا کہ سورہ جن پارہ ۲۹ میں ہے ”ان المسجد للہ“ تو مسجد ڈھانا کافروں کا ہی شیوہ ہے نہ کہ مسلمانوں کا، حضرت سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۱۳۰۴ھ تحریر فرماتے ہیں کہ (نجدیوں) وہابیوں نے مسجدوں کو ڈھادیا، بزرگوں کی یادگاروں کو مٹا دیا جنت المعلیٰ کے گنبدوں کو کھود کر پھینک دیا مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مولد ابوبکر و مولد حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قبوں کو بھی توڑ کر گرادیا، مسجدوں اور قبروں کو ڈھاتے ہوئے وہابی ڈینگیں مارتے تھے، ڈھول بجا بجا کر گانا گاتے تھے اور صاحب قبر کو بہت گالیاں دیتے تھے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے حضرت محبوب علیہ الرحمۃ والرضوان کی قبر پر پیشاب بھی کیا (ترجمہ خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام جلد ثانی ص ۲۷۸ بحوالہ انوار الحدیث ص ۵۱۳)

فقہ العصر حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ امجدی نے اپنی کتاب

نزہۃ القاری کی دوسری جلد کے آغاز میں اپنا سفر نامہ حج زیارت تحریر فرمایا ہے، جس میں ذی القعدہ ۱۴۰۵ھ مدینہ طیبہ کی حاضری کے دوران رقم طراز ہیں ”میں نے تو حرمین طیبین جا کر یہ محسوس کیا کہ وہاں آثار و مزارات کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کے سوا کوئی چیز جرم نہیں، داڑھی منڈاؤ، فلم دیکھو، گھروں میں ٹیلی ویژن لگاؤ، اس پر عریاں، فحش، مخرب اخلاق سین دیکھو، گانے سنو، تصویریں کھینچو، تصویریں بیچو، خریدو کوئی چیز جرم نہیں، میں نے معلمین کی آفسوں میں دیکھا کہ ٹیلی ویژن لگے ہوئے ہیں، دن رات فلمیں چلتی رہتی ہیں، بازاروں میں علانیہ مصر کی مشہور مغنیہ ام کلثوم اور دنیا کے مشہور گانے والے، گانے والیوں کے پاکستانی فلمی گانوں کے کیسٹ بکتے ہیں ان پر کوئی پابندی نہیں۔

میں نجدی حکومت کے طرفداروں سے سوال کرتا ہوں کہ کیا یہ سب چیزیں جائز ہیں؟ قرآن مجید کی جو بے حرمتی میں نے وہاں اپنی آنکھوں سے دیکھی وہ کسی چیز کی نہیں دیکھی، حجاج بہترین سے بہترین قرآن مجید خرید کر دونوں حرم میں رکھ دیتے ہیں، جب ان کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے تو بعد عشاء کوڑا پھینکنے والے ٹرکوں میں دروازوں کے باہر پڑے ہوئے چپلوں کے ساتھ قرآن مجید کی جلدوں کو بوروں میں کس کر گھسیٹ کر لے جاتے ہیں اور اٹھا کر ٹرک میں پھینک دیتے ہیں پھر انہیں قرآن مجید پر ٹرک میں بیٹھتے ہیں اور لے جا کر کہیں پھینک آتے ہیں۔ حجاج میں بھی ایسے ایسے گنواروں کو دیکھا کہ قرآن مجید کا تکیہ لگائے ہوئے سو رہے ہیں مگر کسی نجدی سپاہی یا مطوع کو توفیق نہیں ہوتی کہ ان گنواروں کو ٹوٹتا، حجاج بیٹھے تلاوت کر رہے ہیں اور گنوار قرآن کی طرف پاؤں کر کے سو رہے ہیں مگر انہیں کوئی تنبیہ کرنے والا نہیں۔ میں نے کئی حاجیوں کو اس پر ٹوکا کچھ تو مان گئے، کچھ جھگڑنے پر آمادہ ہو گئے، غرض کہ نجدی حکومت میں یہ سب

نافرمانیاں ہوتی ہیں، مگر نجدیوں کے وظیفہ خور اس پر چوں تک نہیں کرتے، آثار و مزارات کے ہاتھ لگانے و بوسہ دینے پر نجدیوں کے بیجا تشدد کا خطبہ البتہ رات دن پڑھتے رہتے ہیں۔ (نزہۃ القاری جلد دوم ص ۱۰)

فقیر العصر کی تحریر کے بعد اواخر رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ مطابق جنوری ۱۹۹۹ء میں زیارت و عمرہ کے مبارک سفر کے دوران پاکستان کے تین خوش عقیدہ مسلمانوں کا دل ہلا دینے والا بیان ملاحظہ کریں جسے ذیل کی سرخی کے ساتھ ہندوپاک کے متعدد اخباروں نے شائع کیا اور اہل سنت و جماعت کی ایک عظیم تحریک رضا اکیڈمی بمبئی نے پمفلٹ کی شکل میں شائع کروا کر تقسیم کروایا اس سلسلے میں احتجاج بھی کیا ”حضور کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کو بلڈوزر سے منہدم کر دیا گیا“ سید محمد اخلاق، طارق اکرم اور محمد رحمت اللہ صاحبان (پاکستان) تینوں سفر مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کی جانب براستہ مقام بدر ابو اشریف کے نزدیک سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری والدہ ماجدہ سیدہ طاہرہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک پر حاضری کی نیت سے پہونچے تو ہم تینوں نے یہ روح فرسا منظر دیکھا کہ (۱) مزار شریف کی جگہ کو نہ صرف بلڈوزر سے منہدم کیا جا چکا تھا بلکہ (۲) کسکیو ویٹر استعمال کر کے جگہ کو کئی فٹ گہرائی تک کھود کر تلپٹ کر دیا گیا تھا (۳) پہاڑی کی وہ چوٹی جس پر یہ مزار شریف واقع تھا اسے بلڈوزر سے کاٹ کر پہاڑی کی ایک جانب ڈھکیل کر گرا دیا تھا (۴) مزار شریف سے متعلق وہ پتھر جن پر ماضی میں زائرین نے نشان دہی کی نیت سے سبز رنگ کر دیا تھا ان میں سے کچھ پہاڑی کے ڈھلوان پر پڑے ہوئے اور کچھ پہاڑی کے نیچے ڈھیروں کی شکل میں پڑے تھے، مندرجہ بالا انتہائی دردناک اور ناقابل برداشت گستاخانہ افعال کے علاوہ مزار شریف کے نزدیک چڑھائی کے راستے میں شیشے توڑ کر ڈال

دیئے گئے ہیں اور غلاظت کے ڈھیر لگا دیئے گئے ہیں۔

اس حالت کو دیکھ کر انتہائی اذیت اور پریشانی کے عالم میں مختصر قیام کر کے فاتحہ پڑھنے کے بعد ہم جوں ہی پہاڑی کے نیچے اترے تو ایک سعودی حکومتی اہل کار نے ہم سے سخت کلامی کی اور اپنے ساتھ تھانے چلنے کو مجبور کیا، یہ موقع تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اصل صورت حال سے آگاہ فرمانے کا سبب یوں فرمایا کہ معمول کے خلاف تھانہ بند تھا اس پر وہ اہل کار ہمیں مقامی مطوع (حکومتی مذہبی افسر) کے پاس لے گیا اور اس کے سپرد کرتے ہوئے کہنے لگا ”اگر مجھے عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ نہ جانا ہوتا تو میں خود ان کو اچھی طرح سبق سکھاتا“ یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گیا اور جو مطوع تھا اس نے تقریباً آدھا گھنٹہ تک نجدیہ وہابیہ مذہب پر ہمیں لکچر دیتے ہوئے یوں کہا کہ تم ہندوپاک کے رہنے والے قبر پر چادر چڑھاتے ہو خوشبوئیں ڈالتے ہو اور یہ کہ ہندوپاک کے رہنے والے بدعقیدہ شرک کرتے ہو اور ہمارے مذہب وہابیہ کا مذاق اڑاتے ہو جب کہ سچا مذہب تو ہمارا وہابی مذہب ہی ہے، جس کے بانی محمد ابن عبدالوہاب ہیں جو بہت عظیم تھے، اپنی بکواس کو جاری رکھتے ہوئے اس نے مزید یہ کہا کہ تم (نعوذ باللہ) کس کافرہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے آتے ہو وہاں تو اب کچھ باقی نہیں ہے، اُسے تو ہم کہیں اور لے جا چکے ہیں اور ہمیں وہابیہ مذہب پر کتنا بچہ دے کر یہ اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے چھوڑ دیا کہ ”مصیبت یہ ہے کہ اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو کہیں تم لوگ اس واقعہ کو اخباروں میں نشر کرو گے اور اگر تم نے تصاویر لی ہیں تو وہ بھی شائع کرو گے، بس آئندہ اس طرف رخ مت کرنا“ یہ کہتے ہوئے ہمیں جانے دیا، مطوع (مذہبی اہلکار) کی تمام بکواس سننے کے بعد ہم سکتہ میں آگئے اور فوراً ہمارے دماغ میں پہاڑی کا منظر دوبارہ امنڈ آیا اور خدشہ جو ہمیں وہاں محسوس ہوا تھا کہ جب پہاڑی کی چوٹی سے تین چار فٹ کی گہرائی تک تلپٹ ہو چکی ہے تو لحد

مبارک پر کیا بیتی ہوگی یعنی منتقلی یا جسدی نقصان دونوں میں سے کسی اذیت کی جرأت انہوں نے ضرور کی ہوگی۔

التماس: (۱) ہر مسلمان کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے صاحب ایمان ہونے کے بارے میں پختہ یقین ہونا چاہئے (۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کی پامالی اور بے حرمتی اور نامعلوم جگہ پر بے دردی سے تبدیلی کا کوئی شرعی جواز نہیں یہ کسی طور پر جائز نہیں (۳) اس گستاخانہ فعل کے کروانے والے صاحب اقتدار یا اس افسوس ناک فعل میں کسی طرح بھی ملوث افراد شریعت کے لحاظ سے نہ صرف قابل مذمت ہیں بلکہ قابل سزا بھی ہیں، اور ان سے دوستی رکھنا قطعی جائز نہیں۔ (۴) سید الشہداء جنت البقیع شریف، جنت المعلیٰ شریف اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد اور دیگر کئی حضرات کے مزارات موجودہ حکمرانوں اور مذہبی اہل کاروں کے حکم سے شہید کئے جا چکے تھے، اب کہ انہوں نے والی کائنات کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار پاک کی بھی بے حرمتی کر کے شہید کر دیا ہے۔ تو ان سے اس بات کا شدید خدشہ ہے کہ کہیں یہ عناصر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ پر نور کی بھی بے حرمتی نہ کر بیٹھیں (جیسا کہ وہابی مذہب کا بانی اپنی کتاب میں اس کا اظہار کر چکا ہے) بحوالہ نورانی گلدستہ ۱۱۳ تا ۱۱۷ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۳ء)

اس حادثہ جائزہ کے بعد ڈاکٹر عرفان علاوی کے عربی مراسلہ کا اردو ترجمہ از محمد افضال برکاتی بعنوان ”مکہ اور مدینہ کے آثار مقدسہ کا انہدام اسلامی تاریخی سرمایہ کی تباہی“ ماہنامہ کنز الایمان دہلی شمارہ ۶ جلد ۱۶ ماہ جون ۲۰۱۰ء کے ص ۲۶ تا ۲۷ سے اقتباس پیش کیا جا رہا ہے (ڈاکٹر عرفان علاوی ایک یونیورسٹی میں لکچرر کے عہدے پر فائز ہیں اور مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے آثار قدیمہ پر جانے مانے مؤرخ

ہیں، آپ اسلامک ہیرٹیج ریسرچ فاؤنڈیشن کے ایکزیکیوٹو ڈائریکٹر ہیں جو حجاز کے ارض مقدسہ پر آثار شریفہ کی حفاظت کرنے اور انہیں دوام بخشنے کے واسطے قائم کیا گیا ہے، ڈاکٹر علاوی وہ مخلص و جوان سال مسلم اسکالر ہیں جو عالم اسلام کی مشہور شخصیت علامہ سید محمد بن علوی مالکی مکی حسینی مدرس حرم شریف علیہ الرحمہ کی صحبت سے شرف یاب ہو چکے ہیں، آپ دس زبانوں پر کامل دسترس رکھتے ہیں، اس سے قبل اس عنوان سے یہ مضمون دی ایشین ٹوڈے رسالہ میں شائع ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر صاحب رقم طراز ہیں وہابیوں کی سیاسی اور انتظامی اختیارات رکھنے والی جماعت کا اگلا نشانہ ہے مکان مولد شریف جس میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تھی، تقریباً ساٹھ سال قبل اس مکان شریف کے اوپر ایک گنبد ہوا کرتا تھا جسے مسمار کر کے جانوروں کی خرید و فروخت کی مارکیٹ بنا دیا گیا تب کچھ حضرات آگے بڑھے اور انہوں نے اسے لائبریری میں تبدیل کر دیا جو آج بھی قائم ہے، الماریوں کے خانوں میں جو کتابیں ہیں وہ مکہ شریف کے بارے میں ہیں جنہیں اہل مکہ نے تصنیف کیا ہے، مگر اب یہ لائبریری بھی خطرے میں ہے اور یہ خطرہ نئے جبل عمر پروجیکٹ کے روپ میں سامنے ہے، جبل عمر پروجیکٹ اب تک کا عظیم ترین جائیداد غیر منقولہ ترقیاتی پروجیکٹ ہے جو مسجد حرم کے نزدیک واقع ہوگا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکان مولد اس پروجیکٹ میں شامل کار پارکوں اور ہوٹلوں کی تعمیرات کے واسطے جگہ بنانے کے لئے شہید ہونے جا رہے ہیں، جبل عمر علاقہ کے ۹۹ فیصد جائیداد غیر منقولہ کے مالکان اس کمپنی میں حصہ دار ہیں، مالکان کی حوصلہ افزائی کے لئے انہیں بھاری مالی ترغیب دی جا رہی ہے، جس میں وہ رقم مل رہی ہے جو ان کو کرایہ کی شکل میں مل رہی ہوتی ہے، اس کے علاوہ پراسٹیکٹس لی میریڈین کے بینر تلے پانچ ستارہ ہوٹل کی سہولتیں مل رہی

ہیں میریڈین ٹاور تیار ہو کر کئی ہزار مکانوں کی ضرورتوں کو مکہ میں پورا کرے گا کہ جب اور جتنے وقت کے لئے ضرورت پیش آئے گی، بلا اعادہ، فکس فیس جو ٹاور کو ۲۵ سالہ مالکانہ حصہ داری مکہ میں دے گا، اس اسکیم کے تحت باہری باشندوں کو شہر مکہ میں پیسہ لگانے کی اجازت دی جائے گی قطع نظر اس کے کہ وہ مسلمان ہوں انہیں اجازت دی جائے گی کہ وہ جائیداد خریدیں چاہے اسے خود استعمال کریں چاہے اسے فروخت کریں اور چاہے ہبہ کر دیں۔

ایک اور مقام جو عثمانی قلعہ تھا مسمار کیا گیا ہے، یہ قلعہ بلبل پہاڑی پر تھا جو مسجد حرم سے اوپر اونچائی پر واقع ہے، یہ قلعہ ۱۷۸۰ء میں عثمانی حکمرانوں نے شہر کی حفاظت کے واسطے بنوایا تھا تا کہ شہر کے ساتھ ہی ساتھ مقابلہ مقدسہ کو بھی حملہ آوروں سے بچایا جاسکے۔

۲۲۰ سال پرانا اجید قلعہ ۲۰۰۲ء میں توڑ دیا گیا تا کہ ۵۳۳ ملین ڈالر کے پروجیکٹ پر جو جدید سہولتوں والے پارٹمنٹ پر مبنی ہو، بنانے کی راہ ہموار کی جاسکے، صالح الشیخ جو سعودی اسلامی معاملات کے وزیر ہیں بولے ”کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ان معاملات میں مداخلت کرے جو حکومت کے زیر اثر ہیں“ انہوں نے یہ بھی کہا اجید قلعہ کو ماہرین کے ذریعہ اسی روایتی انداز میں جیسا کہ وہ پہلے تھا اسی جگہ پر دوبارہ تعمیر کرایا جائے گا، یہ ایک سفید جھوٹ تھا کیوں کہ قلعہ پر بلڈوزر چلے تھے اسے ہمیشہ کے لئے مسمار کرنے کو نہ کہ تعمیر نو کے لئے قلعہ بالکل تہس نہس کر دیا گیا تھا نہ کہ اس کی دیواروں کو الگ الگ کیا گیا تھا، تب یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کی تعمیر نو بالکل پہلی طرز پر کی جاسکے گی؟ آج قلعہ کی جگہ زم زم ٹاور زکھرے ہوئے ہیں، زم زم ٹاور ۲۴ سالوں کے لئے ۵ لاکھ پاؤنڈس اور ۵ لاکھ پاؤنڈس پر اٹھائے گئے ہیں، یہ قیمتی نا واجب طور پر بڑھی چڑھی ہیں جیسا کہ رمضان کے آخر دس دنوں

میں ان کا کرایہ ۵۴ ہزار پاؤنڈ سے لے کر ایک لاکھ ۳۷ ہزار ۵۰۰ پاؤنڈ تک بلند قیمتوں کو چھونے لگتا ہے، اس کے علاوہ سالانہ رکھ رکھاؤ کے چارج الگ۔

اب ایک دوسرے اسلامک آثار کو برباد کرنے کے خفیہ پلان کی بات کر لی جائے جو سعودی وہابی گٹھ جوڑ نے اندرون خانہ تیار کر رکھا ہے، وہ یہ ہے کہ مسجد حرم شریف کے قرب میں گندے پانی کی نکاسی کے لئے زیر زمین نالیوں کا کوئی نیا نظام نہیں قائم کیا گیا ہے، اور اب تک وہی پرانے خلافت عثمانی کے دور سے چلے آ رہے سسٹم کو ہی استعمال میں لایا جا رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر آپ مسجد حرم کے احاطہ کے ارد گرد کہیں بھی ۳ سے ۵ فٹ گہرا گڈھا کھودیں آپ کو وہی گندہ پانی مل جائے گا۔ مکہ مکرمہ کا مقدس جنت المعلیٰ نامی قبرستان جہاں ام المومنین اور دیگر افراد خاندان دفن ہیں نالیوں کے گندے پانی میں لت پت پڑا ہے اور انتظامیہ مناسب قدم اٹھانے سے معذور ہے، آخر مومن میت کی بھی کوئی عزت ہوتی ہے، یہ کہنا ہے ٹیبل حمادی کا جو مکہ شہر ہی کے باشندہ ہیں وہ کہتے ہیں ان چیزوں میں سے ایک چیز کم از کم جس کے لئے میت حقدار ہے وہ ایک ستھری دفن ہونے کی جگہ ہے ہمیں جنت المعلیٰ قبرستان کی حالت زار کو دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ جہاں پاس پڑوس کے گھروں کا گندہ پانی آ کر جمع ہوتا رہتا ہے، ہم سب کو چاہئے مل جل کر اس مسئلہ کا حل تلاش کریں اور گندے پانی کے بہاؤ کا رخ کسی دوسری جانب موڑ دیں، ہم اپنے میت کو گندگی سے آلود قبرستان میں آخر کیسے دفن کر سکتے ہیں؟

ہم انتظامیہ سے کئی بار درخواست کر چکے ہیں کہ اس مسئلہ کا کوئی حل نکالا جائے شیخ جابر مدخلی جو مکہ کے شہری ہیں کہتے ہیں اگر وہ خود کچھ نہیں کر پارہے ہیں تو عوام خود اس کام کو اپنے ہاتھوں میں لے لیں گے آخر ہمیں مردوں کے وقار کی پرواہ ہے۔

مدینہ منورہ میں غروہ خندق (جبل خندق) کے مقام پر موجود سات مسجدوں

میں سے جہاں قرآن کی سورہ احزاب کا نزول ہوا تھا، صرف دو ہی مسجدیں بچی ہیں، باقی سب منہدم کر دی گئی ہیں اور اب وہاں سعودی بینک کیش پوائنٹ مشین اس علاقہ میں تعمیر کی گئی ہے، بقیہ دونوں تاریخی مساجد کو بھی توڑ دیا جائے گا، کیونکہ وہاں ایک مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہے جس کو پورا کرنے میں یہ دونوں مساجد آڑے آرہی ہیں، اب آگے شہید کی جانے والی مسجدوں میں مسجد فتح کا بھی نمبر ہے، مسجد اور چٹان فتح، جہاں پیغمبر اسلام غزوہ خندق کی فتح یابی کے لئے کھڑے ہوئے تھے اور دعا فرمائی تھی یہ وہی چٹان ہے جہاں انہیں فتح یابی کی بشارت خداوند قدوس کی جانب سے عطا ہوئی اور فتح مکہ کی بشارت سے بھی نوازا گیا تھا۔

منیٰ کے راستہ میں مسجد بیچ واقع ہے جو مسمار کی جانے والی مساجد کی صف میں نمبر دو پر درج ہے کیونکہ وہابی علماء یہ چاہتے ہیں کہ جہازات میں کنکری مارے جانے والی جگہ کو مزید کشادہ کر دیا جائے جس میں یہ مسجد آڑے آرہی ہے، جب کہ تاریخی اعتبار سے یہ مسجد اہم ہے کہ یہ وہ جگہ ہے وفاداری نبھانے کی قسم یعنی بیعت عقبہ سے ۱۲ سال قبل ہجرت یعنی ۶۲۰ عیسوی میں واقع ہوئی تھی، یہاں انصار کے پہلے ۱۲ افراد ایمان لانے کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کی گئی بیعت سے مشرف ہوئے تھے، یہ ایک دوسری وہابی سازش ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ایک تاریخی جگہ انہدام سے جڑی ہے، وہابی اس غار کو بھی ڈھا دینا چاہتے ہیں جہاں جنگ احد کے دوران سرکار نے آرام فرمایا تھا، اور وہابی اسکالروں کے درمیان یہ موضوع بحث ہے، کچھ دلیل دے رہے ہیں کہ اس کو توڑ ہی دینا چاہئے کہ زائرین اس غار پر بڑی تعداد پر آنے لگے ہیں تاکہ وہ برکت حاصل کر سکیں۔

ایک مقامی شخص نے کہا کہ یہ سوال کہ بلا اجازت آنے والوں کے ساتھ کیا کیا جائے، چھ سال قبل اٹھایا گیا تھا۔ طیبہ یونیورسٹی مدینہ کے پروفیسر انوار بکری نے انتہا

پسندوں کی تحریک جس میں وہ مدینہ کے تمام آثار کو برباد کرنا چاہتے ہیں اس کے خلاف متنبہ کیا انہوں نے کہا کہ غار کے انہدام سے صرف غصہ بڑھے گا مسئلہ کا حل نہیں ملے گا اور اسلام کی امیج بگڑے گی، دوسری جانب مدینہ اسلامک یونیورسٹی جہاں انتہا پسند وہابی اسلام پڑھایا جاتا ہے، کے استاد البحر بوکا کہنا ہے کہ انہدام ہی علاج ہے انہوں نے کہا کہ ان مقامات کے ارد گرد جنگلہ یا باڑ لگا دینے کا کوئی مطلب نہیں ہے کہ عوام پھر بھی اس رکاوٹ کو پار کر کے غار تک پہنچ جائیں گے میری عقل سے اس کا واحد علاج یہ ہے کہ اسے تباہ کر دیا جائے کیونکہ یہاں کچھ مقامی لوگ ایسے بھی ہیں جو اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں استاد البحر بونے آگے کہا کہ اس کی تباہی مسئلہ کا اچھا حل ثابت ہوگی۔

فرقہ وہابیہ کے سامنے آثار شریفہ کا انہدام دوسروں کے دکھانے کے لئے ایک ایسا نمونہ ہے وہ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اسلام کی کوئی دوسری قسم نہیں ہے، چاہے وہ دور حاضرہ میں ہو ماضی میں ہو یا لوگوں کی یادداشت میں محفوظ ہو سو خود ان کی یادداشت کے۔

صحابی رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان جہاں پہلے تھا وہاں اب مکہ بلٹن ہوٹل کی عمارت کھڑی ہے۔

جہاں پہلے مسجد ابو قیس (مکہ) تھی وہاں اب شاہی محل کھڑا ہے۔

اسلام کا اولین اسکول جہاں دارالارقم پہلے تھا آج وہاں رواں زینے بنے ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جائے پیدائش کی جگہ آج لائبریری ہے اور اب وہ بھی انہدام کا شکار بننے والی ہے تاکہ وہاں کار پارکنگ اور کمپلیکس کے لئے راستہ فراہم کیا جائے۔

اس کتاب میں نجدیوں کے نمرودی فرعونی ظلم و ستم کے جو دردناک احوال مذکور ہیں اس سے کہیں زیادہ راقم نے اس سال ۱۴۳۰ء میں حج و زیارت کے موقع پر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ذی القعدہ ۱۴۳۰ھ کو جب سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ

والثناء کی بارگاہ عرش جاہ میں حاضری نصیب ہوئی موجب شریف میں حاضری کے بعد جب باہر نکلا تو دیکھا کہ مسجد نبوی شریف کے باہر قبلہ کی جانب نجدی حکومت نے گنبد خضرا کے عین مقابل بیت الخلاء بنوایا ہے، اس سے ان ظالموں کی دشمنی کھلے طور پر ظاہر ہوتی ہے، کچھ احباب کے ہمراہ مزارات مقدسہ کی زیارت کرتے ہوئے جب خاک شفاء شریف کے علاقہ میں پہونچا تو اس خطے میں اس نجدی حکومت نے کئی فٹ کھدائی کروا کر اس خطے کی مٹی کو کہیں پھٹکوا چکی ہے اور ہر طرف کوڑا کرکٹ اور غلاظت بکھیر دیا گیا ہے تاکہ کوئی خوش عقیدہ مسلمان کہیں سے خاک شفاء شریف اٹھانہ سکے۔

اس نجدی حکومت نے عرب شریف میں وہابی تحریک کے خلاف اہل سنت کے عقائد و افکار کی نشر و اشاعت قانوناً جرم قرار دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ ہر مسجد میں نجدی وہابی امام کا انتخاب کیا ہے اس وقت وہاں کے باشندوں کو وہابیت کے سوا اور کوئی کتاب پڑھنے کو میسر نہیں اور ہر مسجد کے ممبر پر وہابی خطبہ و ہابیت کا پرچار کر رہے ہیں اور نئی نسل کو پڑھنے اور سننے کے لئے وہابیت کے سوا کچھ نہیں مل رہا ہے تو ظاہر ہے کہ نئی نسل وہابیت کے سانچے میں ڈھلتی چلی جا رہی ہے اور یوں جزیرہ عرب وہابیت کا گہوارہ بنتا چلا جا رہا ہے اسپین (اندلس) میں عیسائیوں نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے جو کارروائی کی تھی ٹھیک وہی کارروائی عرب شریف میں سنیوں کو وہابی بنانے کے لئے دہرائی جا رہی ہے۔

ایسے حالات میں ہمارا ایمانی فرض ہے کہ بارگاہ احدیت جل جلالہ میں رورو کر فریاد کریں اور گڑگڑا کر دعا کریں یا اللہ یا رحمن یا قہار یا جبار تو حرم کعبہ اور حرم نبوی کو گنبد خضرا کو حجاز مقدس کو وہابیوں کے تسلط سے آزاد فرمادے اور سعودی حکمرانوں، قاضیوں، سپاہیوں اور مطوعوں پر اپنا قہر و غضب نازل فرما کر ان کو عبرتناک سزا دے اور انہیں کھچھوٹا کر ماکول بنادے۔

ترے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد
الہی نکلے یہ نجدی بلا مدینے سے
(حضور مفتی اعظم)

کتبہ: عبدالصمد قادری

۲۶ جمادی الآخرہ ۱۴۳۱ھ

بحوالہ مسئلہ مرغوب صفحہ ۱۶۰

ناشر مدرسہ گلشن رضا ضلع ناندیڑ، مطبوعہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء

خدا و رسول اور پیشوایان حق کے فرامین

قرآن مجید کی تفسیر خزائن العرفان کے ص ۱۳۴ پر سورہ آل عمران کے آیت کریمہ ۱۸۷ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں، علم دین کا چھپانا ممنوع ہے، حدیث شریف میں آیا کہ جس شخص سے دریافت کیا گیا، جس کو وہ جانتا تھا اور اس نے اس کو چھپایا، روز قیامت اس کے منہ میں آگ کی لگام لگائی جائے گی۔ مسئلہ: علما پر واجب ہے کہ اپنے علم سے فائدہ پہونچائیں اور حق ظاہر کریں اور کسی غرض فاسد کے لیے اس میں سے کچھ نہ چھپائیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب فتنے یا فرمایا بد مذہبیاں ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو برا کہا جائے تو واجب ہے کہ عالم اپنا علم اس وقت ظاہر کرے، جو ایسا نہ کرے گا تو اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ (فتاویٰ الحرمین ص ۵۶)

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: تمہارے لیے

تمہارا سب سے زیادہ مہربان و رفیق تمہارا دین ہے۔ اس لیے کہ بندے کی نجات دین کی پیروی کرنے میں ہے اور اس کی ہلاکت اس کی مخالفت میں ہے۔
(کشف المحجوب ص ۱۱۹ از داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ)

قیمتی ارشادات

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اپنے دین کی حفاظت کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا اگرچہ ایک بالشت ہی کیوں نہ ہو اس کے لیے جنت واجب ہوئی اور اس کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت میسر ہوگی۔

مومن اگرچہ غریب ہو عزت والا ہے اور کافر اگرچہ امیر ہو ذلیل ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ (سورہ المنفقون آیت ۸)

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: مومن وہ ہے جو زادِ آخرت تیار کرنے میں لگا رہتا ہے۔ اور کافر وہ ہے جو دنیا کے مزے اڑانے میں مشغول رہتا ہے۔
حضرت علامہ مفتی محمد طیب دانا پوری علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں درحقیقت صلح کلیت ہی ہر بد مذہبی کی جڑ ہر بے دینی کی بنیاد اور ہر فتنے کا دروازہ ہے۔

حضرت علامہ احمد کی حنفی چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت سیدنا صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمنوں کے بارے میں بحوالہ حدیث تحریر فرماتے ہیں ”کہ بیشک عرش کے گرد اللہ وعز وجل کے چھ لاکھ جہان ملائکہ کے آباد ہیں ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دشمنوں پر لعنت کرتے ہیں“۔ (فتاویٰ الحرمین ص ۱۶۴)

ایک اندوہ ناک خبر جس سے اکثر اہلسنت نا آشنا ہیں

الصوارم الہندیہ کے ص ۲۰۶ پر فتاویٰ حسام الحرمین کی تصدیق فرمانے کے بعد سجادہ نشین حضرت پیر سید سید و میاں قادری علوی قدس سرہ مقام ماتر ضلع کھیر گجرات تحریر فرماتے ہیں ”جن علمائے کرام حرمین محترمین کی اس پر تصدیقات ہیں ان پر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت و رضوان نازل ہو۔ افسوس اور ہزار افسوس کہ مجھے وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ حسام الحرمین شریف کے مقررین و مصدقین (یعنی تقریظ لکھنے والے اور تصدیق فرمانے والے چوٹی کے فقہائے اسلام) میں جو باقی تھے یا ان کی اولاد میں جو باقی بچے رہ گئے تھے انہیں اس بڑھوتی عمر میں دیوبندیوں کا پیشوا ملا خلیل احمد انپٹھوی نے عرب شریف پر (نجدیوں کی حکومت ہو جانے کے بعد) وہاں جا کر اپنے آقا یان نعمت ابن سعود مردود سے کہہ کر شہید کروادیا۔“

ان خبیثا مردین کو توبہ و رجوع کی توفیق تو ملتی نہیں مگر اہل حق پر ظلم و ستم اور ایذا پہنچانے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے۔ اچھا انہیں توبہ کی توفیق کیوں نہیں ملتی ہے اسے عرفاء نے جو بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے ”وہ غیرت والا معبود نہیں چاہتا کہ اس کے محبوب کی توبہ کرنے والا عذاب سے بچ جائے۔ اسے عذاب جہنم میں محصور رکھنے کے لیے توبہ سے دور رکھتا ہے اسے گوارا نہیں کہ توبہ رسول کرنے والا اس کی رحمت سے ادنیٰ حصہ بھی پائے، (فتاویٰ شارح بخاری ج ۳ ص ۲۹۴) لہذا اے خوش عقیدہ مسلمانو! تم بارگاہِ احدیت جل جلالہ میں رو کر فریاد کرو اور گر گڑا کر دعا کرو کہ تو حرم کعبہ کو، حرم نبوی کو، گنبد خضراء کو، حجاز مقدس کو وہابیوں کے تسلط سے آزاد فرمادے آمین ثم آمین۔“

ایک وہابی کے سوال کا ایمان افروز جواب

عراق و افغانستان میں جو جنگ ہوئی ہے بزرگان دین و انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مدد کرنا چاہئے تھا، اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان محترم حضرات میں کوئی روحانی طاقت نہیں ہے اور سب ختم ہو گئے، یعنی مرکز مٹی میں مل گئے۔ اگر طاقت ہوتی تو صدام حسین و اسامہ مذہب اسلام کیلئے لڑے تو کیوں بھاگ گئے؟ ان کی فتح ہونی چاہئے تھی، اس سے یہ پتہ چلتا ہے یہ سب صحیح نہیں ہے۔ بینوا تو جو روا الجواب: وہابیوں کو قائل کرنا بہت مشکل ہے کیوں کہ انہیں قبول حق کی توفیق ہی نصیب نہ ہوئی، یہ ہر آن اس چکر میں رہتے ہیں کہ انبیائے کرام و اولیائے عظام کی گستاخی کا کوئی موقع ملے، نادان یہ بھی نہیں سمجھتے کہ یہ حضرات اللہ عزوجل کی عطا سے تصرف فرماتے ہیں، اور مشیت الہی کے خلاف کچھ بھی نہیں کرتے، یہاں مشیت الہی یہی تھی کہ عراق و افغانستان کو شکست ہو، جیسا کہ واقعات شاہد ہیں، اس لیے انبیائے کرام و اولیائے عظام نے اس طرف توجہ نہ فرمائی۔

یہ بے باک و جری جو بولی بول رہا ہے اس سے سیکھ کر اس کے الفاظ میں کافر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ مسلمانوں کا خدا عاجز و مفلس و بیکار ہے، اس لیے کہ وہ اپنے ماننے والے کی مدد نہ کر سکا تو یہ جاہل وہابی بتائے کہ انہیں کیا جواب دے گا؟ ایسی جہالت وہابیوں ہی کو سوجھتی ہے اللہ تعالیٰ ان کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین

انبیائے کرام کے اجسام کو مٹی ہرگز نہیں کھا سکتی۔ حدیث شریف میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ یعنی اللہ نے زمین پر انبیائے کرام کے اجسام کو کھانا حرام فرما دیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۸۲)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہ عالم جو پوری

(ماہنامہ کنز الایمان ص ۱۷ شمارہ فروری ۲۰۰۲ء)

تبلیغی جماعت کے متعلق اہم فتویٰ (از حضور شیر سنت)

تبلیغی جماعت جو حقیقت میں ایک کفری جماعت ہے کوئی نئی جماعت ہرگز نہیں بلکہ وہابیوں، دیوبندیوں ہی کی تحریک وہابیت و دیوبندیت ہے۔ وہابیوں، دیوبندیوں نے یہ دیکھ کر کہ اب مسلمانان اہلسنت ہوشیار خبردار ہو گئے ہیں تو انہوں نے مسلمانان اہل سنت کو پھانسنے کے لیے طرح طرح کے جال بنا رکھے ہیں کہیں جمعۃ العلماء کا جال ہے تو کہیں مومن کانفرنس کا فریب ہے تو کہیں اسلامی جماعت کی ٹٹی ہے۔ تو کہیں نمازی فوج کا دھوکہ ہے غرض کہ طرح طرح کے لباس میں ظاہر ہوتے ہیں تاکہ ہمارے سیدھے سادے بھولے بھالے سنی مسلمان دھوکے میں آجائیں۔

پیارے سنی بھائیو! میں عرصہ دراز سے تم کو خدا و رسول جل جلالہ ﷺ کے دشمنوں خصوصاً وہابیوں دیوبندیوں سے ہوشیار و خبردار کر رہا ہوں، ہوشیار خبردار ہرگز ہرگز دھوکے میں نہ آنا چاہیے یہ کتنے لباسوں میں صورت دکھائیں مگر فریب میں نہ آنا ان کے جال میں نہ پھنسا۔ سنی مسلمانوں پر شرعاً فرض ہے کہ اس تبلیغی جماعت میں ہرگز ہرگز شرکت نہ کریں ان کے ساتھ جا کر پروپیگنڈہ نہ کریں ان کے جلسوں میں جانے سے قطعاً پرہیز کریں، جس طرح وہابیوں دیوبندیوں وغیرہم مرتدوں، بد مذہبوں کے جلسوں میں شرکت سے اجتناب فرض ہے اسی طرح تبلیغی جماعت کے جلسوں میں شریک ہونا حرام ہے اور اس سے بچنا فرض ہے۔

دہلی میں ایک شخص مولوی الیاس تھا جو کہ مولوی اشرف علی تھانوی کا خلیفہ اور بھانجا تھا اسی نے دیوبندیت کے جال میں سینوں کو پھانسنے کے لیے یہ تبلیغی جماعت قائم کی (ترجمان اہل سنت جلد دوم حصہ یازدہم ص ۱۷)

غلطی کو غلطی ماننا حق پسندی ہے

حضرت محبوب ملت علامہ مفتی محبوب علی خاں علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضور شیر پیشہ اہلسنت کی تین نصیحتیں بہت تاکید تھیں۔ (۱) اسلام و سنت پر تعلق و پختگی اور مضبوطی سے قائم رہنا۔ (۲) دشمنان خدا و رسول (جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جیسے وہابی، دیوبندی، رافضی، مودودی وغیرہم سے قطعاً دور رہنا۔ (۳) اپنی کسی غلط بات کو صحیح ثابت کرنے اور اس کی غلط تاویل کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرنا۔ غلطی کو غلطی ماننا اس سے رجوع کرنا حق پسندی ہے اور غلطی کو صحیح بنانے کی کوشش کرنا ہٹ دھرمی اور گمراہی کی جڑ ہے۔ (سوانح شیر پیشہ اہلسنت ص ۱۹۵ ملخصاً)

حضور شیر پیشہ اہل سنت کی قبر انور سے آج بھی یہ صدائے دل نواز محسوس ہوتی ہے سنی رہنا، سنی جینا، سنی مرنا، سنی اٹھنا خبردار، خبردار کسی گستاخ، کسی بد مذہب سے یارا نہ کرنا۔

رافضیوں کے عقائد اور ان کا شرعی حکم

آج کل کے رافضی علی العموم کافر و مرتد ہیں ان کا عام عقیدہ یہ ہے کہ یہ قرآن شریف جو بحمدہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد پورا نہ رہا، اس میں کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں صحابہ کرام نے معاذ اللہ کم کر دیں اور یہ بھی ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت مولیٰ علی و دیگر ائمہ اطہار کرم اللہ تعالیٰ وجوہہم اگلے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل تھے اور یہ دونوں عقیدے خالص کفر ہیں، جو شخص قرآن مجید سے ایک حرف، ایک نقطہ کی نسبت ادنیٰ احتمال

کے طور پر کہے کے شاید کسی نے گھٹا دیا، یا بڑھا دیا، یا بدل دیا تو کافر ہے اور قرآن عظیم کا منکر ہے۔ یونہی جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ بھی کافر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری بحوالہ فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۲۹)

امام نسفی بحر الکلام پھر تفسیر روح البیان میں ہے، رافضیوں کا ایک طائفہ کہتا ہے زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت مولیٰ علی اور ان کی اولاد کے لیے میراث ہوگئی ہے، اور اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہاں خدا کے رسول ہیں اور سب انبیاء میں پچھلے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں، تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے کافر ہے کہ قرآن عظیم اور نص صریح کا منکر ہے۔ یونہی جسے ختم نبوت میں کوئی شک ہو وہ بھی کافر ہے (فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۵ ص ۷۷)

خلیفہ معتمد باللہ کے دور میں ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ پر رافضیوں کا قبضہ رہا حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب وفاء الوفا جلد اول ص ۴۲۹ پر تحریر فرماتے ہیں ”اس زمانہ میں مسجد نبوی شریف اور مدینہ طیبہ پر رافضیوں کا قبضہ تھا۔ قاضی شہر اور مسجد نبوی کے امام و خطیب سب روافض ہی تھے یہاں تک کہ ابن فرحون کا بیان ہے کہ کوئی شخص مدینہ منورہ میں اہل سنت و جماعت کی کتابوں کو علانیہ نہیں پڑھ سکتا تھا۔۔۔۔۔ علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ والرضوان اس زمانے کا ایک دوسرا بھیانک اور عبرت انگیز واقعہ اسی کتاب وفاء الوفا جلد اول کے ص ۴۷۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حلب (ملک شام) کے رافضیوں کی ایک جماعت سے مدینہ کا حاکم مل گیا اور بہت سامان وزر رشوت لے کر ان لوگوں کو حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جسم مبارک کو نکال کر لے جانے کی اجازت دے دی۔ اور جب وہ لوگ زمین کھودنے کے لیے بہت سے ہتھیار اور ساز و سامان لے کر باب السلام سے مسجد نبوی شریف میں داخل

ہوئے اور حجرہ شریف کی طرف چلے تو حضرت شیخ شمس الدین صواب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو سنی صحیح العقیدہ اور خادمِ حرمین نبوی کے افسر تھے وہ اس واقعہ کے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں وَاللّٰهُ مَا وَصَلُوا الْمَنْبِرَ حَتَّى ابْتَلَعْتَهُمُ الْاَرْضُ جَمِيعُهُمْ مَا كَانَ مَعَهُمْ مِنَ الْاَلَاَتِ وَلَمْ يَبْقَ لِهِمْ اَثَرٌ یعنی خدا کی قسم وہ لوگ ابھی منبر شریف تک بھی نہ پہنچے تھے کہ اچانک ان کو اور ان کے سارے ساز و سامان کو زمین نگل گئی اور ان کا نام و نشان مٹ گیا (بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول جلد اول ص ۵۶ اور خطبات محرم ص ۶۴ مصنفہ حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ)

اس کے بعد انہیں شیخین کریمین کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے کا عبرتناک انجام صاحب روح البیان پارہ ۵ ص ۸۴ پر تحریر فرماتے ہیں ”حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قافلہ کے ساتھ سفر کر رہا تھا، ہم نے ایک شخص کو امیر قافلہ منتخب کر کے اس کی ہدایت پر سفر کرتے رہے۔ چلتے چلتے ہم ایک جگہ رات گزارنے کے لیے اترے تو وہ بد بخت یعنی ہمارا امیر قافلہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دینے لگا ہم نے اسے ہر چند سمجھایا لیکن اس نے ہماری ایک نہ مانی۔ جب ہم صبح کو اٹھے اور وہاں سے چلنے کے لیے سامان سفر باندھا تو حسب دستور اس کے سفر کی تیاری کے آثار نظر نہ آئے۔ ہم چل کر اس کے یہاں پہنچے تاکہ معلوم کریں کہ کیا ماجرا ہے کہ آج وہ سفر کے لئے تیار نہ ہو رہا ہے۔ آکر دیکھا تو وہ جانور کی شکل میں تبدیل ہو چکا تھا اور لوگ اس کے پاؤں ایک بڑی چادر سے ڈھانکے ہوئے تھے، ہم نے اسے علیحدہ کیا، تو دیکھا کہ اس کے پاؤں خنزیری طرح ہو گئے تھے۔ ہم نے اس کا سامان سفر باندھا اور اسے پکڑ کر اس کی سواری پر بیٹھایا لیکن وہ سواری سے چھلانگ لگا کر نیچے اترا اور خنزیری طرح تین آواز نکالا اور بھاگ کر خنزیریوں سے جا ملا۔ پھر مکمل خنزیری کی شکل میں ہو گیا۔ اس

کے بعد ہم میں سے کوئی اسے پہچان نہ سکا کہ ان خنزیریوں میں ہمارا امیر قافلہ کونسا ہے۔ یعنی مکمل طور پر خنزیری ہی ہو گیا۔“

اسی طرح چشم و چراغ خاندان برکات نور العارفین، سرکار نوری میاں مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں یہ روایت مشہور ہے کہ حضرت مرشد المرشد اچھے میاں قدس سرہما میرے جدے امجد کے علاقائی بھائی جمامیاں کے تعزیہ کو جوانہوں نے خانقاہ میں بنایا تھا۔ خانقاہ سے نکال باہر کروایا حالانکہ آپ نے کبھی فقیری اور درویشی وغیرہ کسی بات کو دعویٰ کے ساتھ نہیں فرماتے تھے، لیکن اس وقت غصہ کی شدت میں اپنی داڑھی پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا اے جٹا! جس رافضی کو چاہو، اس کی قبر کھود دیکھ لو اگر وہ انسان کی بجائے سور نہ ہو تو فقیر کو فقیر نہ کہنا (سراج العوارف ص ۱۷۷)

رافضی کو شیعہ بھی کہتے ہیں یہ بہت پرانا فرقہ ہے یہ لوگ تینوں خلفائے راشدین کے ساتھ ساتھ دیگر صحابہ کرام بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں شدید گستاخی کرتے ہیں۔ اس فرقے کا زور ہندو پاک میں روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اجمیر شریف کے بعض مجاور پکے رافضی ہو چکے ہیں اور اپنے افکار فاسدہ کی اشاعت میں ہمہ تن کوشاں اور مشغول ہیں۔ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں انتہائی توہین آمیز کلمات کہتے ہیں۔ امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت کو برا بھلا کہتے ہیں، رضویوں اور بریلویوں کو یہ خارجی فرقہ بتاتے ہیں، مسلک اعلیٰ حضرت سے انتہائی درجہ حسد و بغض کا اظہار کرتے ہیں ان لوگوں نے دیار غریب نواز میں ”سلام اعلیٰ حضرت“ پڑھنے پر سخت پابندی عائد کر رکھی ہے۔ اہل بیت کے نام پر سنی مسلمانوں کو بد عقیدہ اور بے دین بنانے کا سلسلہ جاری ہے ایسے نازک

وقت میں مسلمانان اہل سنت کو ایسے عقیدے والوں سے دور و نفور رہ کر اپنا دین و ایمان بچانا فرض ہے۔

صحابہ کے دشمن رہیں خوار ہر جا
نہ لے کافروں سے مدد کوئی سنی
محبوں پہ فضل خدا تاج والے
صلح کل کے فتنے مٹا تاج والے

تمہارے دشمنوں کے سر کچل نے کور ہیں قائم
غلامان شہ احمد رضا خاں یا رسول اللہ

(خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ ہدایت رسول علیہ الرحمہ)

حضور محدث کبیر کا ایک اہم فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں (۱) کسی وہابی، دیوبندی یا رافضی باورچی کو سستی حضرات اپنے مدرسے میں اس کی تنخواہ مقرر کر کے رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے عقیدہ رافضیت یا وہابی کے عقیدہ وہابیت یوں ہی دیوبندی کے عقیدہ دیوبندیت پر مطلع ہو کر اس کو ملازم رکھنے والا اور اس سے کھانا پکوانے والا کیسا ہے؟ ایسے باورچیوں کے ہاتھ کے پکے ہوئے طعام کو کھانے میں شرعاً کوئی قباحت ہے یا نہیں۔ آج کل کے رافضیوں پر حکم کافر اصلی ہے یا مرتد کا۔ مسئلہ مذکور میں زید اور بکر کے مختلف قول ہیں۔ زید کہتا ہے کہ تمام سامان مدرسے کا ہے تو صرف پکانے سے کیا ہوتا ہے۔ لیکن بکر کہتا ہے کہ چونکہ قول ربانی ہے: فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین جب کہ ان مذکورہ عقیدہ رکھنے والوں کا عقیدہ ظاہر ہو، اس لیے کسی صورت میں ایسے باورچیوں کو رکھنا، کھانا پکوانا جائز نہیں۔ کس کا قول صحیح ہے۔ شیعہ یعنی رافضی کو اچھا کہنے والا کیسا ہے؟

(۲) وہابیوں، دیوبندیوں کے یہاں کھانے والے اور ان کے بچوں کو اپنے مدرسے میں تعلیم دینے والے عالم کی امامت کا حکم کیا ہے؟ اور سنیوں کو ایسے عالم کو اپنے مدرسے میں مدرس رکھنا ایسے عالم سے تعلیم حاصل کرنے کا کیا حکم ہے؟ شرعاً ایسا کرنے والا فاسق معین ہوا کہ نہیں؟ اگر منع کرنے پر ایسا فعل بارہا کرے تو کیا حکم ہے؟ بینوا تو جو را

المستفتی: محمد شہادت اللہ القادری گورکھپوری
شمس العلوم گھوسی ضلع منو

۵/ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ مطابق ۷/ ستمبر ۱۹۹۰ء بروز جمعرات

۷۸۶/۹۲

الجواب: دور حاضر کے روافض پر قرآن عظیم کو ناقص اور تحریف شدہ ماننے کی بنا پر اور کئی ضروریات دین کے انکار کرنے کی بنا پر حکم کفر جاری ہو چکا ہے۔ سب صحابہ اور انکار خلافت شیخین و ذی النورین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے وجہ سے بھی ان کی گمراہی کھلی ہوئی ہے۔ ان سے اور تمام بد مذہبوں سے مثل وہابیہ دیوبندیہ وغیرہم سے قطع تعلق لازم ہے۔ کھانا پکانے والے کو گوشت وغیرہ بھی پکانا ہوتا ہے اور بوقت طبّاخی اس کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ اگر کسی مرتد یا کافر کے قبضہ میں گوشت گیا اور تھوڑی دیر کے لیے مسلمانوں کی نگاہ سے اوجھل ہوا تو اس کا حکم مثل مردار کے ہے۔ جہاں تک ممکن ہو بد مذہبوں کو کوئی ملازمت نہ دی جائے بلکہ ہرگز نہ دی جائے۔ بالخصوص رافضیوں کے بارے میں جب کہ یہ مشہور ہے کہ وہ سنیوں کے مطعومات یعنی کھانے کی چیزوں میں گندگیاں ملا دیتے ہیں تو بدرجہ اولیٰ احتراز شدید لازم۔ اسی طرح بد مذہبوں کے یہاں دعوتیں کھانا بھی حرام ہے۔ جو لوگ اس

قسم کی تدریس کرتے ہیں انہیں حکمت و موعظت پھر شدت اور دباؤ نیز اثرات سے راستہ پر لایا جائے اور جب کسی طرح نہ مانیں تو ان سے مقاطعہ کیا جائے اور جب تک ثابت نہ ہوں انہیں منصب امامت سے سبکدوش رکھا جائے یا نہ ہٹیں تو ان کی اقتداء میں نماز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: ضیاء المصطفیٰ قادری

۵/ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ وسلم

کتبہ: بدر الدین احمد القادری الرضوی

مدرسہ غوثیہ بڑھیا بستی۔ ۲۰/ صفر ۱۴۱۰ھ

امام اہلسنت مجدد دین و ملت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”رسالہ ردّ الرفضہ“ کے اخیر صفحہ پر رافضیوں کے متعلق جو احکام شرعی تحریر فرمایا ہے اسے سنی مسلمان بغور ملاحظہ فرمائیں اور عملی جامہ پہنا کر اللہ و رسول کو راضی کریں۔
”بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ علی العموم کفار مرتدین ہیں“

ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔ ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الہی ہے۔ اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہوگا محض زنا ہوگا، اولاد ولد الزنا ہوگی، باپ کا ترکہ نہ پائے گی اگرچہ اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں، عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی کہ زانیہ کے لیے مہر نہیں۔ رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پاسکتا۔ سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ

کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے مذہب رافضی کے ترکہ میں اس کا اصلاً حصہ نہیں، ان کے مرد عورت، عالم جاہل کسی سے میل جول، سلام کلام سب سخت کبیرہ گناہ اشد حرام، جو ان کے ان ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے۔ باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے، اور اس کے لیے بھی یہی سب احکام ہیں جو ان کے لیے مذکور ہوئے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچے پکے مسلمان بنیں۔ وباللہ التوفیق واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم
کتبہ: عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بحمدن المصطفیٰ الامنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۴، ص ۲۶۸)

تصدیق و تائید

فاضل بغداد، حضرت علامہ انیس عالم سیوانی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما حی رفض و تفضیل و نصب و خروج

حامی دین و سنت پہ لاکھوں سلام

مومنین پیش فتح و پس فتح سب

اہل خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام

حضرت صوفی باصفا، خلیفہ بدر ملت مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قبلہ دام فیضہ نے روافض کے سلسلے میں جو باتیں تحریر فرمائی ہیں وہ ماشاء اللہ بہت عمدہ ہیں، انہیں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔

آج کی مذہبی ضرورت یہ ہے کہ علمائے اہل سنت اور ائمہ مساجد اپنی تحریروں، تقریروں میں دیوبندیوں، وہابیوں کیساتھ ساتھ رافضیوں کی بدعتیہ اور بددینی سے عوام اہل سنت کو آگاہ کریں۔

بہت سے ڈبلی کیٹ، بنے ہوئے، نام کے سید اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت کے پردے میں صحابہ کرام کی توہین اور رافضیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

ان کا مقصد اہل بیت نبوت کی تعریف و توصیف نہیں اور نہ ہی اہل بیت سے ان کا کوئی تعلق۔ وہ اہل بیت کا نام لیکر ان پاک اور مقدس ناموں کے بہانے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار، وفا شعار صحابہ کی تنقیص کرنا چاہتے ہیں، تصوف، صوفیت، پیری مریدی یا سیدی کی آڑ میں رافضیت کا نگانہ نا قابل قبول بلکہ گمراہی ہے۔

صحیح النسب سادات کرام ہرگز ہرگز نہ کسی صحابی کی توہین کرتے نہ ان کی شان گھٹاتے بلکہ وہ کسی عام اہل ایمان کی بھی تحقیر گوارہ نہیں کرتے چہ جائیکہ اصحاب رسول اکرم جن کے بارے میں قرآن میں آیا و کلا وعد اللہ الحسنیٰ اور اللہ نے تمام صحابہ کیساتھ بھلائی کا وعدہ فرمایا (سورۃ النساء آیت ۹۵) سارے کے سارے صحابہ بشمول حضرت امیر معاویہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت ابوسفیان، حضرت حبشی رضی اللہ عنہم اجمعین دنیا جہان کے تمام اہل ایمان سے افضل و بہتر ہیں، انبیاء کے بعد بشر میں کوئی بھی شخص کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔

صحیح النسب سادات کرام کی محبت و تعظیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے سبب ہے اور ان حضرات عالیہ سے محبت اور ان کا احترام درحقیقت سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے محبت ہے اور اہل بیت کرام کی تعظیم و توقیر اہل ایمان کی

پہچان ہے، مگر ہر تعظیم و توقیر شریعت کے دائرے ہی میں محمود، شریعت سے باہر جو تعظیم ہوگی وہ محمود نہیں مکر وہ ہوگی۔

آج کل جس طرح خانقاہوں، درگاہوں سے رفض و خروج کی اعانت ہو رہی ہے وہ سنیت کے لیے زہر ہلاہل ہے، ہر وہ شخص جو مزاروں پہ مجاوری کر رہا ہے، یا جو مزارات اولیاء پہ جاتا ہے یا کسی پیر یا بابا سے تعلق رکھتا ہے ضروری نہیں کہ اس کے عقائد اہل سنت کے موافق ہوں، بہت سے لوگ اپنی ضرورت یا تجارت و روزی روٹی کے سبب مزاروں اور درگاہوں پہ بیٹھے ہیں۔ مزارات اولیاء سے ان جیسوں کی وابستگی عقیدت و محبت کی بنا پر نہیں بلکہ دنیاوی مجبوری ہے ان کے عقائد وہابیوں، دیوبندیوں اور شیعوں کے ہیں۔

واضح رہے کہ وہابیہ دیابنہ اپنے عقائد کفریہ خبیثہ کے باعث اور رافض اپنے من گڑھنت فرضی عقائد اور جھوٹی محبت اہل بیت کے سبب گمراہ بدین ہیں اور جس کے عقائد میں قرآن میں کمی یا بیشی ہو چکی معاذ اللہ، یا جو حضرت علی کو خدا مانتے ہیں یا انبیاء سے افضل بتاتے ہیں یا صحابہ کی تکفیر اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے منکر ہیں وہ سب دائرہ اسلام سے خارج کافر و مرتد ہیں، اس قسم کے باطل عقائد خواہ کسی پیر کے ہوں یا صوفی کے یا مجاور کے یا کسی نام نہاد سید کے وہ اس کا اہل سنت سے ہرگز ہرگز کوئی تعلق و رشتہ نہیں، کوئی دیوبندی، وہابی یا شیعہ رافضی لاکھ مرتبہ اپنے کو سید بتائے یا یہ کہے کہ وہ فلاں حضرت کا بیٹا و جانشین ہے مسلمانوں کو اس کے فریب میں نہ آنا چاہئے، اس قسم کے بہت سے رافضی تبرائی اجمیر شریف اور دوسری درگاہوں پہ تقیہ کر کے سنیوں کو بیوقوف بنا رہے ہیں۔

اہل سنت کے علماء، ائمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی عوام کو بار بار یہ بتائیں کہ مزارات پہ بیٹھے ہوئے جاہل، دنیا دار، شریعت و سنیت سے بیزار مجاوروں،

خادموں اور باباؤں کو ہرگز ہرگز روپیہ پیسہ نہ دیں اور نہ ان کے ہاتھوں سے چادر پھول پیش کروائیں، ایسے مجاور جو داڑھیاں منڈائیں، تاش کھیلیں، نوجوان عورتوں کے بدن پر ہاتھ رکھ کر دعا کریں، منت پوری ہونے کے لیے پیسے کا مطالبہ کریں، فلمیں دیکھیں، وہ نہ پیر نہ فقیر نہ بابا بلکہ شیطان کے چیلے ہیں۔ ان سے دور رہنے ہی میں ایمان و عقیدے کی خیر ہے، بی جے پی حکومت میں جب دہشت گردی کے الزام میں وہابیوں دیوبندیوں کی دھر پکڑ شروع ہوئی تو کوئی سہارا نہ پا کر جمعیت العلمائے مولوی سرکار خواجہ پاک کی بارگاہ میں پہنچ گئے، ظاہر ہے وہ عقیدت میں تو گئے نہیں۔ اس لیے کہ وہابی عقیدے کے مطابق جتنے اولیاء اللہ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب کے سب مکر مٹی میں مل گئے، یہ مزارات شرک کے اڈے ہیں، ان کو توڑ دینا ہی حقیقی توحید ہے معاذ اللہ رب العالمین، غرضیکہ جمعیت العلمائے مولویوں کا جمیر شریف میں جلسہ کرنا اور حاضری دینا اور بے بہرے ضمیر فروش لالچی مجاوروں کا ان بدعقیدوں کے سروں پر پگڑ باندھنا، پولیس سے بچنے بچانے کی ترکیب اور سنی عوام کو فریب دینے کی سازش کے سوا کچھ نہیں۔ اس لیے دھیان دینے کی ضرورت ہے کہ کہیں آپ بھی کسی فرضی سید اور نام نہاد پیر بابا کے چکر میں پڑ کر رافضیت کے شکار تو نہیں بن گئے ہیں۔

اہل سنت میں سادات کے مشہور گھرانے بلگرام شریف، کالپی شریف مارہرہ شریف اور مسولی شریف وغیرہ ان کے علاوہ بھی بہت سے سادات کرام کے خانوادے ہیں وہ سب ہمارے لیے قابل احترام ہیں، لیکن آج کل جس طرح نئے نئے سادات کی انٹری ہو رہی ہے پھر ان سے بدنہ ہی ظاہر ہو رہی ہے وہ سنیت کے لیے خطرے کا الارم ہے، سید کے نام پر بعض ہمارے خطباء، شعرا اور جھوٹے، احمق ناظم فوراً ہی کسی کو اولاد رسول، اولاد علی، اولاد فاطمہ، اولاد غوث اعظم بتانے لگتے

ہیں، پھر ان کی جھوٹی سچی، من گڑھت کہانیاں اور فرضی کرامتوں کا ذکر خبیث، بہت افسوس کی بات ہے۔

ان خطباء، علما، شعراء اور بالخصوص نظمائے اجلاس سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ کسی کو بھی ان الفاظ سے موسوم کرنے سے قبل اس کے عقائد تو معلوم کر لیں، ایسا نہ ہو کہ جس کی دست بوسی، قدم بوسی کر کے آپ نے اپنی ٹی آر پی بڑھائی وہ شخص حضرات شیخین ابوبکر و عمر و حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین، و حضرات ساداتنا طلحہ، زبیر، امیر معاویہ، ابوسفیان و عمرو بن العاص و ام المومنین سیدہ صدیقہ عائشہ و بنات رسول پاک سیدہ زینب و رقیہ و ام کلثوم کے منکر و گستاخ ہو۔

اللہ ایسے فساق فجار و روافض، خوارج ننگ دین، ننگ اسلام، شیطان صفت، پیر، فقیر، بابا، مجاوروں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

آج کے دور میں سچی سنیت کی پہچان حسام الحرمین اور فتاویٰ رضویہ ہے جس کا اجمالی نام ”مسک اعلیٰ حضرت“ ہے اور مسک اعلیٰ حضرت کا وہ مطلب نہیں جو کچھ چالاک قسم کے مولویوں، پیروں، فقیروں اور قلم کاروں نے نکال رکھا ہے کہ ضرورت سمجھ کر اعلیٰ حضرت کی تعریف کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت پر اداریہ اور مضمون لکھتے، کتابیں اور رسالے تصنیف کرتے، فضائل اعلیٰ حضرت پر لمبے چوڑے مضمون تحریر کرتے، لچھے دار تقریریں کرتے۔ لیکن درپردہ مسک کی جڑ کاٹتے ہیں۔

کہیں وہابیوں سے یاری، کہیں دیوبندیوں سے رشتہ داری، کہیں رافضیوں سے ملنساری، عجیب و غریب ہے صلح کل کی مہاماری۔

ایسے چاپڑ لوگوں سے بھی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے یہ چالباز لوگ اعلیٰ حضرت کے نام سے دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں، بہت سے ان میں سچا پاک اعلیٰ حضرت والا ظاہر کرتے ہیں، بتاتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کا مرید و خلیفہ ہوں،

کوئی دعویدار ہے کہ سرکار مفتی اعظم کا خاص الخاص مرید، بعض اپنے کو خلیفہ بتاتے ہیں حالانکہ ان کی حرکتیں ایسی کہ مسٹر طاہر الپادری کی روح شرما جائے، جو شخص مفتی اعظم اور تاج الشریعہ کا مرید و خلیفہ ہوگا وہ ان بزرگوں کے فکر و نظر کا حامی و مبلغ ہوگا نہ کہ نعرہ اعلیٰ حضرت کا اور کام اشرف علی تھانوی والا، یہ کون سی سنت ہے؟ اسی قسم کے اندیشوں کو آج سے کچھ نصف صدی پیشتر محسوس کر کے حضرت سید العلماء علامہ سید آل مصطفیٰ میاں مارہروی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا تھا:

یا الہی! مسلک احمد رضا خاں زندہ آباد

حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے

اور امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمنان صحابہ کو رگڑا

دیتے ہوئے خوب ارشاد فرمایا:

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا ستر

اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

اولیں دافع اہل رفض و خروج

چارمی رکن ملت پہ لاکھوں سلام

جس کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی

ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

انیس عالم سیوانی لکھنؤ

۲۵/ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ

فقیر عصر حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے کچھ اہم فتاویٰ

س:- زید اپنے کو سنی مسلمان کہتا ہے اور کہتا ہے کہ ایک سچا مسلمان ایک ہندو کا بھائی ہوتا ہے۔

ج:- جو شخص اپنے آپ کو کسی مشرک کا بھائی بتائے وہ سنی مسلمان نہیں ہو سکتا قرآن مجید میں ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ یعنی مسلمان، مسلمان بھائی ہیں، (القرآن، سورۃ حجرات، آیت ۱۰، پ ۲۶) قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ اَكْبَرُ یعنی بیران کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ جو سینہ میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے۔ (القرآن، سورۃ آل عمران، آیت ۱۱۸، پ ۴) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ شارح بخاری جلد دوم ص ۵۵۲)

س:- شعائر کفار کیا ہیں؟ تعریف فرما دیجئے شعائر کفار کو اختیار کئے ہوئے کا کیا حکم شرعی ہے؟

ج:- شعائر کے معنی نشانیوں کے ہیں۔ شعائر کفار کے معنی کفار کی نشانیوں کے ہیں یعنی وہ چیزیں علامت کفار سے ہوں جیسے قشقہ لگانا، جلیو پہننا، چوٹی رکھنا، صلیب لٹکانا۔ شعائر کفر اختیار کرنا کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ شارح بخاری جلد دوم ص ۵۵۳)

س:- اسلامی مدرسوں میں ”بھارت ماتا کی جنے“ بولا جاسکتا ہے؟

ج:- اسلامی مدارس تو اسلامی مدارس کسی بھی موقع پر ”بھارت ماتا کی جنے“ بولنا کفر ہے، جو لوگ یہ بولیں ان پر توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے، یہ ہندوؤں کے شرکیہ اعتقاد کی ترجمانی ہے، ان کے اعتقاد کے مطابق ایک دیوی

ہے جس کو بھارت ماتا کہتے ہیں جو ہندوستان کی مالک و مختار اور اس میں متصرف ہے، جیسے گنگا جمنہ کے بارے میں ان کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ دونوں دریا نہیں، دو دیوی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ شارح بخاری جلد دوم ص ۵۹۹)

س:- ”وندے ماترم“ کا نعرہ لگانا کیسا ہے؟

ج:- ”وندے ماترم کے معنی یہ ہیں ”اے ماں! ہم تیرے پجاری ہیں“ یہ زمین سے خطاب ہے، مشرکین ہند کے کروڑوں دیوتاؤں میں ایک دیوی زمین بھی ہے اس سے خطاب کرتے ہوئے اس گیت میں کہا گیا ہے کہ اے زمین، اے دھرتی ماتا! ہم تیرے پجاری ہیں، پجاری کے معنی عبادت کرنے والے کے ہیں، اس وجہ سے یہ جملہ خالص مشرکانہ کفرانہ ہے۔ مسلمانوں کو ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ یہ نعرہ لگائیں جو مسلمان یہ نعرہ لگائے گا، یہ گیت گائے گا وہ کافر و مشرک مرتد ہو کر اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اس کی وجہ اس کے نکاح سے نکل جائے گی۔ اس پر فرض ہوگا کہ فوراً توبہ کرے۔ پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اگر بیوی رکھتا ہو تو اس سے پھر نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ شارح بخاری ج ۲ ص ۵۸۹)

قارئین ان فتاویٰ کے بعد سرکارِ اعلیٰ حضرت کی تحریر پرِ تنویر ملاحظہ کریں جسے آپ نے تقریباً سو سو سال پہلے تحریر فرمایا تھا جس میں سنّوں کی مذہبی احوال کی عکاسی فرمائی ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ آپ کے درد دل کا آئینہ ہے۔

مکتوب اعلیٰ حضرت کا کچھ حصہ بنام حضرت مولانا غلام یسین علیہ الرحمہ ڈیرہ غازی خاں (پاکستان)

مولانا! زمانہ غربت اسلام ہے۔ بدأ الاسلام غریباً وسیعود کما بدأ فطوبی للغرباء یعنی اسلام غریبوں سے شروع ہوا اور غریبوں ہی کی طرف لوٹ جائے گا تو غریبوں کے لیے خوش خبری ہے۔ غربت کے لیے کسمپرسی لازم ہے۔ سنّوں میں عوام کی توجہ لہو و لعب و ہزل کی طرف (کفار و مشرکین) اور بد مذہب رافضی ہو یا وہابی، قادیانی ہو یا آریہ، نصاریٰ ہو یا یہودی سب اپنے اپنے مذہب کی نصرت و حمایت و اشاعت میں کمر بستہ ہیں۔ مال سے اعمال سے اقوال سے، سنّوں کو کون پوچھتا ہے؟ وقت ہی شیوع ضلالت یعنی گمراہی پھیلنے کا ہے۔ ان کو اگر کوئی آدھی بات کہے جامہ سے باہر ہوں، ماں باپ کو گالی دے، اس کے خون کے پیاسے ہوں، اس وقت تہذیب بالائے طاق رہتی ہے، ساری تہذیب اللہ عزّ وجلّ اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل برتی جاتی ہے کہ ان کو منہ بھر کر گالیاں دینے والے، لکھ لکھ کر چھاپنے والے جو چاہیں کہیں، ان بکنے والوں کا نام ذرا بے تعظیمی سے لیا اور نامہ مذہب درشت گو کا خلعت عطا ہوا، یہ حالت ایمان ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ایسوں کے نزدیک معاذ اللہ قرآن و حدیث بھی نامہ مذہب ہے۔ فلا تطع کلا حلاف مہین ○ ہماز مشاء م بنمیم ○ عتلّ بعد ذلک ز نیم یعنی اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا، ذلیل بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگتا پھرنے والا۔ بھلائی سے بڑا روکنے والا۔ درشت خو۔ اس سب پر طرّہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا (سورہ قلم) یا ایہا النبی جاہد الکفار

والمُنْفِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اے غیب بتانے والے (نبی) کافروں اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ۔ (سورہ توبہ) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَليَجِدُوا فِيْكُمْ غُلْظَةً ۚ يعنى اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہئے کہ تم میں سختی پائیں (سورہ توبہ) وَذُوْا لَوْتَدِهْنِ فَيَدْهِنُوْنَ ۝ يعنى وہ تو اس آروزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں (سورہ قلم) وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ يعنى اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں (سورہ نور)

اور حدیث شریف میں سرکار نے فرمایا تَقَرَّبُوا إِلَى اللّٰهِ بِغَضِّ اَهْلِ الْمَعَاصِیِ خدا و رسول کے نافرمانوں سے بغض رکھ کر اللہ کی نزدیکی حاصل کرو وَالْقَوْمِ بِوُجُوْهِهِمْ مَّقْفُوْرَةً اور ان سے ترش روئی کے ساتھ ملو۔

بات یہ ہے کہ اللہ و رسول کی عزت قلوب میں بہت کم ہو گئی ہے۔ ماں باپ کو برا کہنے سے دل کو درد پہونچتا ہے، تہذیب بالائے طاق رہتی ہے نہ اس وقت اخوت و اتحاد کا سبق یاد ہے، اللہ و رسول پر جو گالیاں برستی ہیں ان سے دل پر میل بھی نہیں آتا، وہاں نیچری تہذیب آڑے آتی ہے، اللہ اسلام دے اور مسلمانوں کو توفیق خیر عطا فرمائے۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۴ ص ۱۶)

ایک ایمان افروز تحریر

امام سنوسی متوفی ۸۹۵ھ قدس سرہ العزیز اپنی شرح ام البراہین میں تعلیم عقائد کی اہمیت اپنے زمانے کی صعوبت و کلفت اور عقیدے کو مضبوط و مستحکم کرنے والوں کی ندرت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

جو شخص اپنے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل و شعور کا جلوہ رکھتا ہے اس زمانہ پر محن میں اس کے تمام مشغلوں سے زیادہ اہم اور قابل توجہ امر یہ ہے کہ وہ اس چیز میں جدوجہد کرے جس کے ذریعہ وہ اپنی جان کو ہمیشگی کی جہنم سے بچائے، اور بغیر اس کے نہیں ہو سکتا کہ آدمی اسلامی عقائد کو اسی طور پر مضبوط و مستحکم کرے جس طور پر ائمہ اہلسنت معرفت رساں صاحبان خیر و صلاح نے بیان فرمایا۔

اور کتنے کم ہیں ایسے لوگ جو اس پر آشوب دور میں اسلامی عقائد کو اسلاف اہلسنت کے موافق ٹھوس کریں، جب کہ آج جہالت کا دریا موجیں مار رہا ہے۔ باطل بلا کا پھیلا ہوا ہے اور زمین کے ہر گوشے پر حق سے مکر نے، اہل حق سے جلنے اور باطل کو جھوٹی بناوٹی اور دھوکے کی باتوں سے آراستہ کرنے کا طوفان برپا ہے۔

کتنا مبارک ہے آج وہ بندہ جسے اپنے ایمان و عقیدوں کو پہچاننے اور سمجھنے کی توفیق ملی، پھر اس کے بعد ظاہر و باطن میں جن دینی مسائل کے بغیر وہ چل نہیں سکتا وہ اس نے سیکھے۔ یہاں تک کہ اس کا دل نور حق سے مستنیر اور اس کی خوشی سے لبریز ہو گیا پھر تمام خلق سے کنارہ کش اور اس کی ایذا رسانی سے کنارہ گزیر ہو کر قریب موت اس دار فانی کی خرابی و تباہی سے نکل گیا۔ تو مبارک ہو اسے وہ جو موت کے بعد وہ دیکھے گا۔ ایسی نعمت اور ایسی مسرت جس کی کیفیت بیان میں نہیں آسکتی اور عقلیں اس کا اندازہ نہیں لگا سکتیں۔ بیشک اس بندے نے تھوڑا صبر کیا اور بہت کچھ پایا۔

تو پاکی ہے اس ذات کو جو اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنے خاص فضل سے نوازے اور اپنے خالص اختیار سے جسے چاہے قرب دے اور جسے چاہے دور کر دے۔ (بحوالہ منقول از درس اسلاف ص: ۹۶)

حضرت مولانا شاہ علم الہدی قادری اور نگ آبادی علیہ الرحمہ کے انمول ارشادات

افسوس ہے زمانہ موجودہ کے ان علماء اور فقراء پر جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور صورت عالمانہ اور درویشانہ بنائے ہوئے ہیں لیکن ایمان و عقائد اسلام کی درستگی سے منزلوں دور ہیں بلکہ بد مذہبوں، بد دینوں کافروں، مشرکوں، مرتدوں یعنی وہابیوں، دیوبندیوں، ندویوں، تبلیغیوں، مودودیوں اور صلح کلیوں سے اتفاق و اتحاد قائم کرتے اور ان سے یار نہ دوستی گانٹھتے ہیں اور امتیاز ایمان و عقائد اسلام اٹھا بیٹھے ہیں، حتیٰ کہ حلال و حرام کی تمیز بھی اکثر میں باقی نہ رہی پھر معرفت الہی و جستجوئے حقیقت و مجاہدات و ریاضات سے ایسوں کو کیا علاقہ، ایسوں کا حال حضرت سعدی علیہ الرحمہ کے اس شعر کے مصداق ہے۔

پیرے کہ کامرانی و تن پروری کند او خواہیشتن گم است کرار ہبری کند
یعنی ایسا پیر جو مقصد بر آری اور تن پروری میں لگا رہتا ہے وہ خود بھٹکا ہوا ہے تو دوسروں کی کیار ہبری کرے گا۔

لباس عالمانہ اور خرقة درویشانہ زیب تن کر کے طلب دنیا میں مست اور آخرت سے برگشت صرف ترقی معاشرت دنیا کے فانی کے حصول کو کمال جانتے ہیں۔ اے ایمان والو! خوب یاد رکھو کہ علمائے حقانی اور فقراء ربانی، دولت مندوں، دنیا

پرستوں، گمراہوں مشرکوں، کفاروں اور کلمہ گو منافقوں، مرتدوں سے ہرگز ہرگز کوئی واسطہ اور کوئی تعلق نہیں رکھتے ہیں اور مقولہ مقبولوں سے یہ ہے کہ ”دولت مندوں، گمراہوں اور غضب الہی میں پڑنے والوں کی صحبت و محبت علما، فقرا کے لیے زہر قاتل ہے“ بندگان مقبولان الہی کا یہ ارشاد فیض بنیاد ہے کہ بمقدار ایک ذرہ بھی دوستی یا مروت دنیا پرستوں کی جس عالم یا جس درویش کے دل میں جگہ پکڑ گئی تو وہ عالم ربانی اور درویش صمدانی نہیں بلکہ مرد و شریعت و طریقت اور حقیقت ہے۔

کاملین بندگان الہی فرماتے ہیں کہ فقیر اور عالم دین کو چاہیے کہ مشتبہ مال سے نہ کھائے کہ اس سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور قلب کی روشنی مٹ جاتی ہے، بلکہ حلال غذا بھی اتنی نہ کھائے کہ جس سے یاد مولیٰ تعالیٰ میں غفلت پیدا ہو، صحت و زندگی جہان فانی کے مطابق غذائے قلیل پر اکتفا کرے کم کھانے کے یہی معنی ہیں۔ اور رات بھر غافل ہو کر نہ سوئے کہ اس سے بھی غفلت کی سیاہی غالب آ جاتی ہے صرف بضرورت اتنا سونا چاہیے کہ حواس بگڑنے نہ پائیں، حتیٰ الوسع رات کا زیادہ حصہ ذکر و فکر، مطالعہ اور عبادت الہی میں گزارنا چاہیے کم سونے کے یہی معنی ہیں۔ عالم اور فقیر احکام اللہ اور احکام الرسول کے خلاف کبھی ہرگز کلام نہ کرے کہ خلاف شرع بات کرنے والے کے سارے اعمال برباد کر دیے جاتے ہیں کم بولنے کے یہی معنی ہیں۔ امتیاز حق و ناحق کی تعلیم عالم اور فقیر کا شیوہ ہے، جس عالم اور فقیر نے امتیاز حق و ناحق کے موقع پر اگر اپنی زبان کو خلق میں بدنامی کے خوف سے روک رکھا تو وہ عالم و فقیر نہیں بلکہ گونگا شیطان ہے کہ عبد کا خوف کرتا ہے اور اپنے خالق سے نہیں ڈرتا ہے۔ (منقول از قادری مواعظ و ہاج ص ۵۵)

تفسیر صوفیانہ از قرآن مقدس

(پارہ ۴ آیت نمبر ۱۶۸ رکوع ۸)

عقل انسانی اگر ایمان کی معاون ہو تو نعمت ہے، اور اگر اس سے رکاوٹ کا ذریعہ بنے تو لعنت ہے، منافقین کی عقل جس پر انہیں ناز تھا لعنت تھی، غازی و شہیدوں کی عقل جس پر منافقین طعن کرتے تھے رحمت تھی، اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹ جانا، سب کچھ لٹا دینا جیسی عقل ہے، جسے ایمانی عقل کہا جاتا ہے اور دوسرے کو لوٹ لینا تباہ کر دینا یزیدی عقل ہے، ایمانی عقل لٹ جانے پر خوش ہوتی اور شیطانی عقل بچ جانے پر ناز کرتی ہے، یہاں شیطانی عقل والوں یعنی منافقوں پر اظہار غضب فرمایا جا رہا ہے۔

جو دہکتی آگ کے شعلوں پہ سویا وہ حسین
جس نے اپنے خون سے ملت کو دھویا وہ حسین
جو جواں بیٹے کی میت پر نہ رویا وہ حسین
جس نے سب کچھ کھو کے بھی کچھ بھی نہ کھویا وہ حسین
جس نے قانون شرع جاں دے کے پورا کر دیا
بیعت باطل نہ کی اور راہ حق میں سر دیا

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ نہ تو ہمیں اپنی موت کی عمر معلوم ہے، نہ مرض معلوم ہے، نہ معلوم کتنی عمر میں کہاں، کب اور کس بیماری سے مریں گے۔ یہ اس لیے ہے تاکہ ہم ہر دم موت کے لیے تیار رہیں۔ یہاں روح البیان نے ایک عجیب حکایت لکھی، کہ حضرت دانیال علیہ السلام ایک جنگل میں ایک جوان شخص کی لاش پر گزرے جس کے سر پر سونے کا تاج تھا اور بائیں ہاتھ میں سونے کی انگٹھی، بہترین لباس اور زیورات سے آراستہ، اس کے پاس ایک تختی پر لکھا تھا کہ میں صمصام بن عؤن بن عنق

بن عاد بن ارم ہوں، میں نے ایک ہزار سات سو برس عمر پائی، اس زمانے میں بارہ ہزار کنواری لڑکیوں سے نکاح کیے، چالیس ہزار شہر آباد کیے، کئی ہزار جنگیں جیتیں، میرے خزانے کی چابیاں چار سو نچراٹھاتے تھے۔ مگر میں نے عاقلوں سے دوری غافلوں سے قرب اختیار کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں دعویٰ خدائی کر بیٹھا، میں اس جنگل میں پھنس گیا، میں نے بہت چاہا کہ ایک تھیلی سچے موتیوں کے عوض مجھے مٹھی بھر جوار کے دانے مل جائیں جنہیں چبا کر میں جان بچالوں مگر نہ ملے چنانچہ میں اب بھوک سے دم توڑ رہا ہوں اے دنیا والو! مجھ سے عبرت لو، اور دنیا سے دھوکہ نہ کھاؤ دیکھو اس وقت کوئی چیز میرے کام نہیں آرہی ہے، اور میں نہایت بے کسی کی حالت میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں (تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۳۰۷)

اس عبرت ناک حکایت کے بعد سورہ فاتحہ جسے نمازی ہر رکعت میں پڑھتا ہے اس کے اخیر کی صرف تین آیت کریمہ کا ترجمہ رضویہ اور حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی تفسیر پیش کی جاتی ہے اہل ایمان بغور پڑھیں اور اس پر عمل کر کے دارین کی سرخ روئی حاصل کریں۔

پروردگار عالم اپنے ایمان والے بندے کو دعا کی تعلیم فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ رب کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت سیدھے راستے کی ہدایت ہے کہ ہر رکعت میں اس کی دعا کرائی گئی۔ دوسرے یہ کہ سیدھے راستے کی پہچان یہ ہے کہ اس پر اولیاء اللہ اور صالحین ہوں کیوں کہ وہی رب کے انعام والے بندے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کونوامع الصّٰدقین یعنی سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور وہ راستہ صرف مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے کہ اس میں اولیاء اللہ گزرے ہیں اور اب بھی ہیں۔ تیسرے یہ کہ ہدایت صرف اپنی کوشش سے نہیں ملتی، بلکہ رب کے کرم سے ملتی ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ گمراہوں کی

ہمراہی خدا کا غضب ہے۔ نہ ان کے جیسا عقیدہ رکھے نہ ان کی جیسی شکل و صورت بنائے اور نہ ان کی بری رسمیں اختیار کرے۔

راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہووں کا۔ مغضوب علیہم سے یہود اور ضالّین سے عیسائی مراد ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عداوت کے کفر سے محبت کا کفر نرم ہے، یہود عداوت پیغمبر کی وجہ سے کافر ہیں۔ اور عیسائی محبت پیغمبر میں حد سے بڑھ کر کافر ہوئے۔ مگر رب نے یہودیوں کو مغضوب علیہم فرمایا اور عیسائیوں کو گمراہ۔ دوسرے یہ کہ مومن کو چاہیے کہ عقائد و اعمال، سیرت و صورت ہر چیز میں یہود و نصاریٰ اور تمام کفار و مشرکین اور مرتدین سے علیحدہ رہے نہ ان کی جیسی صورت بنائے، نہ ان کی رسمیں اختیار کرے، نہ ان کے جیسا عقیدہ اختیار کرے کیوں کہ یہ تمام چیزیں کفار و مرتدین کے راستے ہیں۔ (ترجمہ کنز الایمان و تفسیر نور العرفان ص ۲)

تفسیر قرآن مجید

سورہ زخرف کی آیت نمبر ۳۵ پر خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے: اور یہ جو کچھ ہے جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے، کیوں کہ دنیا اور اس کے سامان کی ہمارے نزدیک کچھ قدر نہیں، وہ سریعتہ الزوال ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی قدر رکھتی تو کافر کو ایک پیاس یعنی ایک گھونٹ پانی نہ دیتا، دوسری حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے نیاز مندوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں ایک مردہ بکری دیکھی، فرمایا دیکھتے ہو، اس کے مالکوں نے اسے بہت بے قدری سے بھینک دیا ہے۔ دنیا کی اللہ تبارک

و تعالیٰ کے نزدیک اتنی بھی قدر نہیں جتنی بکری والوں کے نزدیک اس مری بکری کی ہو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر کرم فرماتا ہے تو اسے دنیا سے ایسے بچاتا ہے جیسے تم اپنے بیمار کو پانی سے بچاؤ۔ پھر ارشاد فرماتے ہیں دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔

سورہ حمّ سجدہ کی آیت ۳۳ پر اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے۔ اس میں اول نمبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں ان کے صدقہ سے اولیاء، علما جو تبلیغ کریں بلکہ مؤذن تکبیر کہنے والے اور ہر مومن جو اللہ کی مخلوق کو کسی نیکی کی طرف بلائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کو اس کی بولی بڑی پیاری معلوم ہوتی ہے جو دعوت خیر دے اگرچہ اس کی آواز موٹی اور باتیں معمولی ہوں۔ اللہ نصیب کرے۔

تفسیر قرآن پاک

سورہ الصّٰفّٰت کی آیت نمبر ۲۳/۲۴ پر اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: اور انہیں ٹھہراؤ ان سے پوچھنا ہے۔ صراط کے پاس۔ حدیث شریف میں ہے کہ روز قیامت بندہ جگہ سے ہل نہ سکے گا جب تک چار باتیں اس سے نہ پوچھ لی جائیں: (۱) ایک اس کی عمر کہ کس کام میں گزری (۲) دوسرے اس کا علم کہ (علم دین سیکھایا نہیں) اور اگر سیکھا تو اس پر عمل کیا یا نہیں؟ (۳) تیسرے اس کا مال کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا (۴) چوتھے اس کا جسم کہ اس کو کس کام میں لایا۔

پھر سورہ دخان کی آیت نمبر ۲۹ پر ارشاد فرماتا ہے: ان پر آسمان اور زمین نہ روئے کیوں کہ وہ ایمان دار نہ تھے۔ اور ایمان والا جب مرتا ہے تو اس پر آسمان وزمین ۴۰ روز تک روتے ہیں، جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے۔ مجاہد سے پوچھا

گیا، کیا مومن کی موت پر آسمان وزمین روتے ہیں؟ فرمایا: زمین کیوں نہ روئے اس بندے پر جو زمین کو اپنے رکوع و سجود سے آباد رکھتا تھا، اور آسمان کیوں نہ روئے اس بندے پر جس کی تسبیح و تکبیر آسمان میں پہونچتی تھی۔ امام حسن کا قول ہے مومن کی موت پر آسمان والے اور زمین والے روتے ہیں۔

پردے کا شرعی حکم

برادران اسلام! دور حاضر میں جس طرح کفر و شرک، بدعتیگی اور بے دینی، گمراہی اور بد مذہبی کا زور ہر طرف جس تیزی کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے اسی رفتار کے ساتھ بے حیائی اور بے پردگی کا سلسلہ بھی، سینما، ٹی وی، موبائل، مخلوط تعلیم گاہوں اور نوکریوں کے ذریعہ مسلمانوں میں زور پکڑتا جا رہا ہے۔ اس عالمگیر بے حیائی اور بے پردگی نے بالغ لڑکیوں اور عورتوں کو جانوروں اور چوپاؤں کے قطاروں میں کھڑا کر دیا ہے۔ اور اہل اسلام کو مذہبی فرامین پر عمل کرنے سے کوسوں دور کر دیا ہے۔ ایسے ہی ناگفتہ بہ احوال کا نقشہ کھینچتے ہوئے بہت پہلے ڈاکٹر اقبال صاحب نے کہا تھا:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائے یہود

ایسے ناموافق حالات میں بہ نیت خیر خواہی مسلمین لڑکیوں اور عورتوں کو نوکری کرنے اور کروانے نیز اسکول و کالج میں تعلیم دلوانے سے متعلق حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ کا شرعی فتویٰ پیش کر رہا ہوں۔ مولائے کریم ایمان والوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

سوال: عورت کو غیر محرم کے یہاں کسی نامحرم کے ساتھ گورنمنٹ کی ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غیر محرم کے یہاں نامحرم کے ساتھ عورت کو ملازمت کرنے کے لیے پانچ شرطیں ہیں۔ اول: کپڑے باریک نہ ہوں، جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ جھلکے۔ دوم: کپڑے تنگ اور چست نہ ہوں جو بدن کی پیمات ظاہر کریں۔ سوم: بالوں، گلے، پیٹ، کلائی، پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔ چہارم: کبھی نامحرم کے ساتھ تھوڑی دیر کے لیے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔ پنجم: ملازمت کی جگہ پر رہنے یا باہر آنے جانے میں کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ اگر یہ پانچوں شرطیں پائی جائیں تو عورت کو ملازمت کرنے میں حرج نہیں اور اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو عورت کو ملازمت کرنا حرام ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ نویں جلد میں ہے: وهو تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی

(منقول از فتاویٰ فیض الرسول ج ۲ ص ۶۷۵)

پردہ جنتی نعمت ہے

سوال: عورتوں کے لیے شرعی پردہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: مسلمان آزاد عورت کے لیے شرعی پردہ یہ ہے کہ اجنبی مردوں، فاحشہ اور بدکار عورتوں سے اپنے وجود کو چھپائے رکھیں، حتیٰ کہ اپنی آرائش و زیبائش اور اپنی آواز کو بھی ان سے پوشیدہ رکھیں اور بلا ضرورت شرعیہ خود بھی انہیں نہ دیکھیں۔ اور اگر بضرورت گھر سے انہیں نکلنا بھی ہو تو اس طرح نکلیں کہ چہرہ اور ہتھیلیوں کے سوا پورا

جسم اس طرح چھپا ہوا ہو کہ بالوں کی سیاہی و سفیدی اور جسم کی ساخت بھی ظاہر نہ ہو اور نہ ہی کوئی ایسا زیور زیب تن ہو جس کی آواز دوسرے تک پہنچ سکے۔ جن عزیزوں سے پردہ واجب ہے وہ لوگ ہیں جن سے فی الحال نکاح اگرچہ ناجائز ہے لیکن کسی وقت درست بھی جیسے بہنوئی جب تک بہن زندہ ہے اور چچا زاد ماموں زاد، خالہ اور پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ و دیور یعنی ان لوگوں سے بھی عورت کو پردہ کرنا واجب ہے۔

کتبہ: محمد قدرت اللہ رضوی

مفتی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی

(منقول از ماہنامہ فیض الرسول ماہ نومبر ۱۹۹۰ء ص ۴۵)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشیں، یعنی خیموں سے مراد جنتی گھر ہیں جو ایک موتی کی خیمہ کی طرح ہیں یعنی ہر مومن بیویاں، حوریں صرف اپنے خیموں میں رہتی ہیں کہیں باہر نہیں جاتیں۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت میں پردہ ہوگا۔ پردہ جنتی نعمت ہے، بے پردگی دوزخ کا عذاب ہے کہ وہاں عورت مرد مخلوط اور ننگے ہوں گے، تیسرے یہ کہ مفتی پرہیزگار سے بھی پردہ لازم ہے۔ (تفسیر نور العرفان ص ۸۵۱ از حکیم الامت مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ)

قرآن مجید کی تفسیر خزائن العرفان کے ص ۱۳۴ پر سورہ آل عمران کے آیت کریمہ ۱۸ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں، علم دین کا چھپانا ممنوع ہے، حدیث شریف میں آیا کہ جس شخص سے دریافت کیا گیا، جس کو وہ جانتا تھا اور اس نے اس کو چھپایا، روز قیامت اس کے منہ میں آگ کی لگام لگائی جائے گی۔ مسئلہ: علما پر واجب ہے کہ اپنے علم سے فائدہ پہنچائیں اور حق ظاہر کریں اور کسی غیر فاسد کے لیے اس میں سے کچھ نہ چھپائیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس مسلمان کے گھر میں پردہ ہے وہ جنتی گھر ہے۔ پروردگار

عالم مسلمانوں کو اپنے گھروں میں اسلامی پردہ رائج کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

ارشادات سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بد مذہبوں کے پاس جا کر ان کی گنتی نہ بڑھاؤ، ان کے قریب نہ جاؤ، ان کو سلام نہ کرو، عیدوں اور خوشیوں کے وقتوں میں انہیں مبارک باد نہ دو، مرجائیں تو ان پر نماز نہ پڑھو، ان کا ذکر آئے تو ان کے لیے دعائے رحمت نہ کرو بلکہ ان سے جدا رہو اور اللہ کے واسطے ان سے دشمنی رکھو، اس اعتقاد کے ساتھ کہ ان کا مذہب باطل ہے۔ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جو کسی بد مذہب سے محبت رکھے اس کے اعمال حبط ہو جائیں اور ایمان کا نور اس کے دل سے نکل جائے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو جانے کہ وہ بد مذہب سے بغض رکھتا ہے تو امید ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اگرچہ اس کے عمل تھوڑے ہوں، جب کسی بد مذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسری راہ ہو لو۔ (ملخصاً فتاویٰ الحرمین مترجم ص ۶۴) دنیا ایک بازار ہے جو غنقریب ختم ہو جائے گا، زیادہ طلبی کے پیچھے مت پڑو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے جس میں ذرہ بھرا خلاص اور ذرہ بھر تقویٰ ہو وہی نجات پائے گا، تکلیف سے ناامید نہ ہو جایا کرو، توبہ سے گناہوں کو دھولو، مومن کی پہچان یہ کہ وہ حلال روزی کی تلاش میں مصروف رہے، اصلی عیش آخرت کا عیش ہے، دنیا نے تجھ جیسے ہزاروں کو پالا اور موٹا تازہ کیا پھر خود ہی اپنی خوراک بنالیا، جس کام کا انجام موت ہو اس کو خوشی کا مقام کون سا ہے، اللہ کے واسطے علم سیکھو اور اس پر عمل کرو۔

قابل عمل قیمتی ارشادات

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: تمام نیک کاموں میں سب سے محبوب عمل اللہ عز وجل کے واسطے دوستی رکھنا اور اللہ عز وجل کے واسطے دشمنی رکھنا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: کسی چیز کی محبت تجھ کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔ ف۔ یعنی حق کی محبت باطل باتوں کے دیکھنے سننے سے روک دیتی ہے اور باطل کی محبت حق باتوں کے دیکھنے سننے سے بہرہ کر دیتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ باطل کی محبت اپنے دلوں سے نکال دو کہ وہ تمہیں حق باتوں کے دیکھنے سننے سے محروم کر دے گی، اور حق کی حمایت اپنے قلوب میں جماؤ کہ باطل باتوں کو نہ تمہاری آنکھیں دیکھ سکیں نہ تمہارے کان سن سکیں۔

حضرت ابو درداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم پر اللہ تعالیٰ کوئی ظالم و جابر بادشاہ مقرر فرما دے جو نہ تمہارے بڑوں کی تعظیم کرے نہ تمہارے چھوٹے پر رحم کرے۔ تمہارے نیک لوگ اس کے خلاف بد دعائیں کریں تو ان کی دعا قبول نہ ہوں۔ مدد کے لئے پکارو تو تمہیں مدد نہ ملے۔ تم مغفرت چاہو تو تمہیں مغفرت حاصل نہ ہو۔

تفسیر نور العرفان میں ہے۔ دنیوی ٹیپ ٹاپ کو آخرت کی بہتری کی دلیل سمجھنا کُفَّار کا طریقہ ہے۔ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احوال العلوم میں تحریر فرماتے ہیں: توبہ کے تین رکن ہیں اپنے کئے پر شرمندہ ہونا، اللہ تبارک و تعالیٰ سے معافی چاہنا اور عہد کرنا کہ آئندہ ایسا گناہ نہیں کروں گا۔

خلیفہ سرکار اعلیٰ حضرت قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: شریعت کے پابند رہو۔ جس قدر شریعت کی اتباع کرو گے اتنا ہی

طریقت میں مقام حاصل ہوگا۔ دین کا کام دین کی خاطر کرو، نام و نمود کی خاطر نہیں۔ نماز، روزہ، صدقہ، خیرات اور قربانی تو فرائض و واجبات میں سے ہیں۔ اصل دین معاملات کی درستگی کا نام ہے۔ جو پیر مریدوں کا محتاج ہو وہ میرے نزدیک پیر ہی نہیں۔ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قوت دے رکھی ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے اس کے شر سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ سلسلہ توبہ بس ایک ہی ہے۔ قادری باقی سلاسل سب اس کے بیچ میں آجاتے ہیں۔ نجد کی مٹی میں خیر نہیں شر ہی شر ہے۔ عمل صالح کی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور یہی قبولیت کی علامت ہے۔ مگر بندے کو کوشش کرنی چاہیے۔ ہدایت خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ یا غوث یا غوث کہے جاؤ دونوں جہاں میں خیر سے رہو گے۔

صوفیائے کرام ارشاد فرماتے ہیں: بندہ کو گناہ و کفر اور سرکشی کے باوجود لمبی عمر، دُنیوی آرام و آسائش ملنا عذاب الہی کی علامت ہے ایسے انسان سے دور بھاگو۔ اور تقویٰ و طہارت کے باوجود پریشانی و آزمائش میں رہنا رب کی رحمت کی علامت ہے ایسوں کے پاس بیٹھو۔

دل ایک ایسا آئینہ ہے کہ اگر یہ بدی سے پاک ہو تو اس میں سب کچھ نظر آ سکتا ہے۔ توبہ روح کا غسل ہے اور جتنی بار کی جائے روح میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔ معافی اور توبہ کی توفیق بھی مقدّر روالے کو نصیب ہوتا ہے ورنہ آنکھوں پر لوہے کے پردے اور کانوں میں سیسہ پگھلا دیا جاتا ہے۔ انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر لی جاتی ہے۔ اس شخص کو کبھی موت نہیں جو علم کو زندگی بخشتا ہے۔ تکبر اور غصہ عقل کا چراغ گل کر دیتا ہے۔ سلامتی اسی میں ہے کہ غیر ضروری بات نہ کی جائے، جب تک مچھلی کا منہ بند رہتا ہے وہ کانٹے کی گرفت میں نہیں آتی۔ دوست کو دولت کی نگاہ سے مت دیکھو، وفا کرنے والے دوست اکثر غریب ہی ہوتے ہیں۔

صاحب فیوض یزدانی صفحہ ۱۴۵ پر تحریر فرماتے ہیں جس کا مقصود زندگی آخرت ہو، اللہ اس کے دل میں استغناء اور بے نیازی پیدا فرمادیتا ہے، اسے دل جمعی عطا فرماتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل و خوار ہو کر آتی ہے۔

مومن دو خوف کے درمیان ہے، وہ نہیں جانتا کہ جو مدت گزر چکی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے متعلق اس کے ساتھ کیا کرے گا، اور جو مدت باقی ہے وہ نہیں جانتا کہ اللہ اس کے بارے میں کیا حکم جاری فرمائے گا؟ بندے کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کے لیے اپنے نفس سے، اپنی آخرت کے لیے اپنی دنیا سے، اپنی موت کے لیے اپنی زندگی سے اور اپنے بڑھاپے کے لیے اپنی جوانی سے توشہ لے لے۔ کیوں کہ دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لیے پیدا کئے گئے ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے موت کے بعد معافی چاہنے کی کوئی جگہ نہیں ہے اور نہ دنیا کے بعد جنت و دوزخ کے علاوہ کوئی گھر ہے۔

سرکار غوث پاک فرماتے ہیں دنیا اس کی خدمت کرتی ہے جو حق تعالیٰ کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اور جو دنیا کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اس کو وہ ذلیل کرتی ہے۔ (بحوالہ جہان تاج الشریعہ صفحہ ۱۵۴)

مبارک خواب

حضرت مولانا سید شاہ حافظ غلام حسین مصطفیٰ رضا قادری، ملتان شریف، (پاکستان) کے مبارک خواب وہ فرماتے ہیں:

واللہ واللہ مجھے دو مرتبہ زیارت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئی، سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور میرے ناقص کانوں نے سنا آپ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ ارشادات مبارکہ ہیں۔ فرمایا ”موجودہ وقت میں میری امت کو اگر صحیح راستہ اختیار کرنا ہے تو میرے احمد رضا کا راستہ اختیار کرے۔ احمد رضا کا راستہ ہی میرا راستہ ہے۔ (منقول از ماہنامہ نور مصطفیٰ پٹنہ کا امام اہل سنت نمبر ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۹ء)

آپ کا توبہ اور عہد نامہ

برادر دینی یقینی ایاد رکھو کہ اس فقیر کو سفر آخرت درپیش ہے بلکہ وقت قریب آچکا ہے۔ لہذا سنت نبوی علیہ التحیۃ والثناء کی تعمیل اور اپنے اسلاف کرام کی تقلید میں تحریری وصیت نامہ میں مشغول ہوں اور دنیاۓ فانی سے اپنا دل پھیرے ہوئے میں تمام گناہوں اور نافرمانیوں سے سچی توبہ کرتا ہوں اور آئندہ کے لیے جب تک زندگی باقی ہے ان سے دور رہنے کا عہد و اقرار کرتا ہوں، مولیٰ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ اپنے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل اس فقیر کی توبہ قبول فرما کر بخش دے اور اسے اپنے عہد و اقرار پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کے مرشدان طریقت کے طفیل میری اور میرے متعلقین و محبین کی بخشش فرمائے اور اولیائے کرام کی بارگاہ سے رشتہ غلامی سلامت رکھے اور انبیاء، صدیقین و شہداء و صالحین کے جوار اقدس میں جگہ مرحمت فرمائے کہ وہی بہترین رفیق ہیں۔ آمین یا رب العلمین

بجاء سید المرسلین علیہ و علیٰ الہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

کتبہ: فقیر عبدالصمد قادری رضوی نوری عفی عنہ

قادری منزل رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار)

۱۲/ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۳/ اگست ۲۰۲۰ء

یوم و ہابیت کش دوشنبہ مبارکہ

اس کتاب کے اختتام پر قارئین کے لیے حضور شیر پیشہ سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی ثم پبلی بھیتی قدس سرہ کے دو ایمان افروز نعت شریف اور حضور بدرملت کے برادر مکرم شمس الحکماء فقیہ الاسلام ابو البرکات علامہ حکیم محمد نعیم الدین احمد صدیقی قادری رضوی علیہ الرحمہ متوفی ۱۴۲۳ھ کی لکھی ہوئی ایک منقبت پیش کیا جا رہا ہے۔

نعت شریف

جب تجلی کیا کرے کوئی	کیوں نہ بے خود ہوا کرے کوئی
حق نے قاسم بنایا ہے تم کو	چاہے جو التجا کرے کوئی
تم کرم پر کرم ہی کرتے ہو	گو خطا پر خطا کرے کوئی
زخم دل کے بتائیں گے اک روز	کیوں پھر ان کو سیا کرے کوئی
میں مریض ان کا وہ مسیحا ہیں	پھر میری کیوں دوا کرے کوئی
ان کی چوکھٹ ہو اور ہو سر میرا	ایسا دن بھی خدا کرے کوئی
یاد قالوا بلیٰ اأقررنا	کچھ تو بہر خدا کرے کوئی
آپ رب ہیں نذات رب سے جدا	دعویٰ مدح کیا کرے کوئی
پس مُردن ہے وعدہ دیدار	شوق جینے کا کیا کرے کوئی
دوزخی بغیر حب حضور	عمر بھر اتقاء کرے کوئی
بول بالا رہے گا آقا کا	نارغم میں جلا کرے کوئی
سینوں ان سے تم مدد مانگو	شرک و بدعت بکا کرے کوئی
نام چپتے رہو عبید ان کا	گرچہ جل کر بھٹنا کرے کوئی



اللہ بھی طالب ہے تیرا جن و بشر بھی
ہے عرش ترا خلد بھی اللہ کا گھر بھی
جس وقت گواہی کی ہوئی ان کو ضرورت
بت بول اٹھے پڑھنے لگے کلمہ شجر بھی
چہرہ ہے ترا آئینہ حسن الہی
دیکھے ترا جلوہ تو تڑپ جائے نظر بھی
جس وقت ہوئی بزم جہاں میں تری آمد
سجدے کو ترے جھک گیا اللہ کا گھر بھی
کیا وصف ترے چہرہ انور کا ادا ہو
تلوے ہیں ترے غیرتِ خُر، رشکِ قمر بھی
حق نے تمہیں قادر کیا اور غیب کا عالم
بندوں کی مدد کرتے ہو رکھتے ہو خبر بھی
ہے تیرا تصور تو مسلمانوں کا ایماں
اور قلب میں نجدی کے بسا گاؤ بھی خر بھی
نبختے ہیں ترے ڈنکے فلک عرش بریں پر
معمور ترے ذکر سے ہے بحر بھی بر بھی
سرداروں کے سرخم ہیں درِ پاک پہ تیرے
ساجد تیری سرکار میں ہیں دل بھی جگر بھی
ذرہ ترے کوچے کا اگر جلوہ نما ہو
ٹل جائے گا سورج بھی مقابل سے قمر بھی
مملوک خدا کا ہے خدائی کا ہے مالک
قبضہ میں ترے ارض و سما خشک بھی تر بھی

بھردے مری جھولی کونوا سوں کا تصدق
سگ ہوں ترا محتاج ترا دست نگر بھی
سگ ہوں میں عبید رضوی غوث و رضا کا
آگے سے مرے بھاگتے ہیں شیر بر بھی
(از: سوانح شیر بیشہ سنت)

منقبت در شان سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: حکیم صاحب قبلہ علیہ الرحمہ
جگر پارہ مصطفیٰ غوث اعظم
ہیں تاریک دل کی ضیا غوث اعظم
علی فاطمہ اور حسین و حسن کے
ہیں نور نظر مہ لقا غوث اعظم
تیرے جد اکرم شہ انبیاء ہیں
تو ہے سرور اولیاء غوث اعظم
قدم کیوں نہ ہوں سارے ولیوں کے سر پر
قدم تیرا تاج العلا غوث اعظم
تمہاری حکومت ہے عرب و عجم پر
دو عالم کے فرما روا غوث اعظم
تیرا حکم نافذ ہے فی کل حال
تیرا حکم بالا ہے یا غوث اعظم
ہزاروں گداؤں کو سلطان بنایا
ہو سلطان شاہ و گدا غوث اعظم

ملی ہے جنہیں تیرے در کی گدائی
وہ ہیں راج والے شہا غوث اعظم
ہیں بعض ملائک تیرے در کے خادم
ہو مخدوم ہر دوسرا غوث اعظم
تیرا مرتبہ خضر سے کوئی پوچھے
ہو تم ایک راز خدا غوث اعظم
ہزاروں کی تقدیر تم نے سنواری
میر ابخت خفتہ جگا غوث اعظم
پڑا ہوں تیرے در پہ دامن پیارے
ہے خالی بھرو اس کو یا غوث اعظم
کہوں کس سے رنج و الم کی کہانی
سنے کون تیرے سوا غوث اعظم
میں بیکس ہوں آقا، ہو تم بیکسوں کے
کرو مجھ پہ اپنی دیا غوث اعظم
نبی ظن رب ہے تو ظن نبی ہے
رہے مجھ پہ سایہ تیرا غوث اعظم
نعم حزیں کو بھی انعام شاہی
در پاک سے ہو عطا غوث اعظم
(از: ماہنامہ فیض الرسول، ماہ نومبر/ دسمبر ۱۹۹۹ء)